قرآن اور جغرافیہ

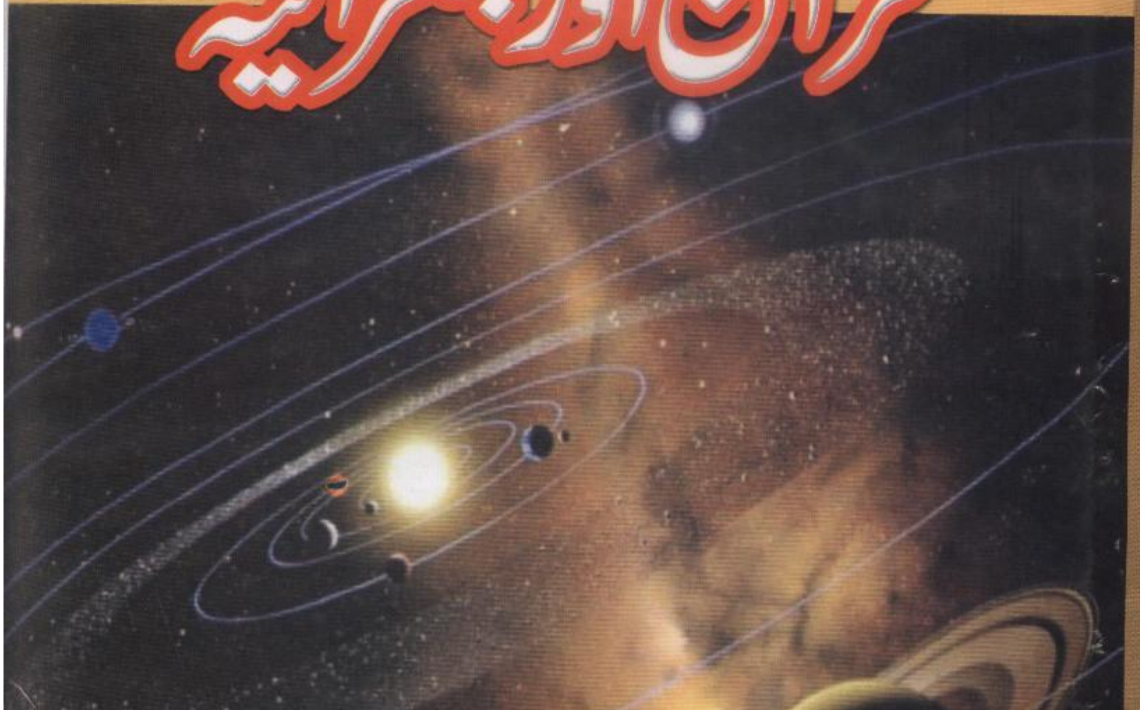

ساجد مشتاق

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

1۔علم جغرافیہ اور غور و فکر کی دعوت ---------- 1

2۔کن فیکون ------------------- 28

3۔کائنات ------------------- 31

4۔کائنات پھیل رہی ہے -------------- 80

5۔کائنات کی کوئی چیز خالی از حکمت نہیں ----- 85

6۔قدرت کے ہر کام میں توازن ہے ------ 87

7۔وقت رفتار اور فاصلے ---------------- 96

8۔آسمان اور زمین ------------------ 99

9۔زمین ---------------------- 133

10۔پہاڑ ---------------------- 140

11۔ہوائیں ------------------- 150

12۔بارش --------------------- 159

13۔سمندر -------------------- 177

14۔لوہا --------------------- 189

15۔شہاب ثاقب ------------- 191

16۔ہر چیز کے خزانے اللہ کے پاس ہیں --- 197

17۔کتابیات -------------------- 200

Geography
B. Z. University Multan.
LIBRARY.
Acc: No 09-Geo-D.
Call No. ....

اشاعت اول مئی 2008

قیمت 175 روپے

سٹاکسٹ

ملتان کتاب گھر گھنٹہ گھر ملتان

مسٹر بکس گلگشت کالونی ملتان

بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان

ملتان کتاب گھر گلگشت کالونی ملتان

انتساب

قران کے نام

اور

مسلمان ریسرچ سکالرز کے نام

اور

ان اساتذہ کے نام جن سے علم حاصل کیا

قرآن اور جغرافیہ

(جغرافیہ قرآن کی روشنی میں)

ساجد مشتاق
اسسٹنٹ پروفیسر جغرافیہ
گورنمنٹ کالج (بوسن روڈ) ملتان
E-mail=profsmushtaq@hotmail.com
فون .061 4782360
03077311173

پیش لفظ

قرآن اور جغرافیہ لکھنے کا خیال اس وقت آیا جب قرآن پاک کو اردو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔ جوں جوں ترجمے کے ساتھ آگے بڑھتا گیا بہت سے سوالوں کے جواب ملتے گئے اور کئی بند دروازے کھلتے گئے۔ یہ علم و آگہی کا ایک ایسا سمندر تھا جس کے کا کوئی کنارہ نہیں تھا۔ کہیں اکنامکس ہے تو کہیں سوشیالوجی اور کہیں تاریخ ہے تو کہیں جغرافیہ، کہیں بیالوجی ہے تو کہیں زوالوجی غرض ہر مضمون ہے اور سب سے اہم یہ ہے کہ بار بار غور و فکر کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ ان سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے سوچا کیوں نہ جغرافیائی مضامین سے متعلق آیات کو اکٹھا کروں اور ان کو ایک علیحدہ کتابی شکل میں لاؤں تا کہ جغرافیہ کا طالب علم جغرافیہ کو قرآن کی روشنی میں پڑھے، سمجھے اور اس سے راہنمائی حاصل کرے یوں دنیا میں اس کی ترقی کی نئی نئی راہیں کھلنا شروع ہو جائیں گی جس کے نتیجے میں نہ صرف فرد کو بلکہ ملک کو اور اس سے بڑھ کر انسانیت کو فائدہ حاصل ہوگا انشااللہ۔

یہ کتاب انشاءاللہ ان اسلام دشمنوں کے لیے بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوگی جو قرآن کے پیغام کو غلط رنگ دینے کی جسارت کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنا قبلہ درست کریں گے۔

اس کتاب کا پہلا باب ''قرآن میں غور و فکر کی اہمیت'' پر لکھا ہے۔ جو میرے خیال میں قرآن کا سب اہم اور بڑا پیغام ہے۔ کیونکہ قرآن پاک نے غور و فکر (Research) کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ اور مسلمانوں نے اسے یکسر نظر انداز کیا ہے۔ اگر ہم اس ''**غور و فکر**'' کی اہمیت کو سمجھ جاتے تو آج شاید مسلمانوں کی تاریخ بھی مختلف ہوتی اور جغرافیہ بھی کچھ اور ہوتا بلکہ میں تو یہ کہوں گا دنیا پر مسلمانوں کی آج حکمرانی ہوتی۔

اگر ہمارے سکول، کالج اور یونیورسٹی کے نصاب بنانے والے صاحبان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم جغرافیہ اور اسلامی علوم کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جغرافیہ علاقائی تنوع کا مطالعہ کرتا ہے۔ قران مجید حکمت کے مضامین، احکام الٰہی، اساطیر الاولین اور انسان کے حقوق و فرائض کے علاوہ مظاہر قدرت اور ارضی و سماوی نقوش اور ان کے انسانی زندگی پر اثرات کا مطالعہ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے ''لقد سخر لکم ما فی السموت وما فی الارض'' (تحقیق جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے تمہارے لیے مسخر کر دیا گیا ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے تحقیق و جستجو کے دروازے وا کر دیئے ہیں۔ تا کہ ان مظاہر قدرت (Natural Features) کو خاطر خواہ استعمال میں لایا جائے۔

قران مجید کو Master of all Books کہا گیا ہے۔ قران مجید میں تمام علوم پر بحث کی گئی ہے۔ زیر مطالعہ کتاب میں جغرافیائی ماحول کے اسباب و اثرات کے احوال رقم کیئے گئے ہیں۔

یہ کتاب تمام مکاتیب فکر کے لوگوں کے لیے یکساں مفید ثابت ہوگی۔ عام قاری اور اس موضوع پر تحقیق کرنے والے سکالر کے لئے حوالہ جاتی کتاب ثابت ہوگی۔ اس کتاب میں قرآن مجید میں واضح طور پر رقم شدہ جغرافیائی نقوش کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی تشکیل اور ان کے اثرات کے حالات درج ہیں۔

پروفیسر ساجد مشتاق معروف و مستند جغرافیہ دان ہیں۔ کہنہ مشق رائیٹر ہیں۔ بنیادی طور پر طبعی جغرافیہ کے ماہر ہیں۔ قران مجید کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ پاکستان کے جغرافیہ دان ان کے زور قلم کے مداح ہیں۔ سہل لکھنے میں ان کا کمال ہے۔ اپنی نگارشات کو عام قاری تک پہنچانا ان کا مشن ہے۔ زیر مطالعہ کتاب کی زبان عام و سہل ہے۔ وقیع، دقیق، اور عمیق موضوعات آسان پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔ جس سے یہ کتاب معمولی پڑھے لکھے شخص کی دسترس میں بھی ہوگی۔

عام اور خاص کر یونیورسٹی کے ارباب اختیار جغرافیہ میں دیگر مضامین کے ساتھ ساتھ ''قرآن اور جغرافیہ'' کے نام سے ایک نیا مضمون بھی متعارف کرا دیں تو یہ نہ صرف جغرافیہ کی خدمت ہوگی بلکہ اسلام کی سربلندی میں اضافہ کا سبب بھی بنے گی۔ نیز اس سے ہمیں جو فوائد حاصل ہوں گے وہ تو ہم دیکھ ہی رہے ہیں ان ملکوں میں جو جغرافیائی مضامین (زمین، سمندر، کرہ ہوائی، خلا، موسمیات وغیرہ وغیرہ) کی اہمیت کو سمجھے اور اس پر کام کیا اور کر رہے ہیں۔

یہ کتاب بارش کا پہلا قطرہ ہے جس میں کوشش کی ہے کہ قرآنی آیات اور جغرافیائی مضامین کو ساتھ ساتھ لے کر چلوں لیکن محسوس کر رہا ہوں کہ ابھی یہ عشق نہ تمام ہے۔ آئیں آپ بھی اپنا اپنا حصہ ڈالیں چاہیں تو انفرادی طور پر اور چاہیں تو اپنی اپنی قیمتی تجاویز سے مجھے آگاہ کریں تا کہ اس کتاب میں مزید نکھار آئے اور شاید آپ کی اور میری بخشش کا سبب بھی بن جائے۔ امین

آخر میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس کتاب کی ہر غلطی کو اپنے ذمے لیتا ہوں کیونکہ بشری تقاضے اپنی جگہ اٹل حقیقت ہیں۔ اپنے ان دوستوں کا بے حد ممنون ہوں جو میری ہر کوشش کی حوصلہ افزائی کرتے رہے ہیں اور میں خاص کر جناب **پروفیسر عبد العزیز بلوچ صاحب** (پرنسپل گورنمنٹ کالج ملتان) کا بے حد ممنون و مشکور ہوں جو میری ہر قدم پر راہنمائی اور حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ ان کا ایک بار پھر شکریہ۔ لیکن شاید یہ لفظ ''شکریہ'' ان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے بہت چھوٹا ہے۔

ساجد مشتاق

اسسٹنٹ پروفیسر جغرافیہ

گورنمنٹ کالج ملتان

اس کتاب میں ارضی نقوش کے علاوہ نظام شمسی پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ تمام جغرافیائی معلومات قران مجید کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں۔وہ معلومات جو قران مجید سے متصادم ہیں مسترد کر دی گئی ہیں۔تمام علوم کا ماخذ قران مجید ہے یعنی سکالرز یا سائنسدانوں نے اپنی کج فہمی یا کم علمی کی وجہ سے عجیب و غریب نظریات بیان کیے ہیں۔مصنف نے وہ نظریات مسترد کیے ہیں۔

میں اس کتاب کو تمام سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی لائبریریوں کے لیے تجویز کرتا ہوں اور دیگر محققین کو اس موضوع پر مزید طبع آزمائی کرنے کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ یہ موضوع بہت وسیع ہے۔

پروفیسر عبدالعزیز بلوچ

ایم ایس سی۔ایم ایڈ

پرنسپل گورنمنٹ کالج

ملتان

3 مئی 2008۔

باب نمبر1

قران میں غور و فکر اور اسکی اهمیت

قرآن پاک میں غور وفکر کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے اور مسلمانوں کو بار بار غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے۔اس کائنات میں موجود ہر چیز پر غور وفکر کی ضرورت ہے اور کائنات میں موجود ہر چیز کو اللہ کی نشانیاں کہا گیا ہے۔یعنی جب انسان اور خاص طور مسلمان جب ان نشانیوں پر غور کرے گا تو وہ اللہ کی عظمت ،کبریائی اور ''وحدہ لاشریک'' کی نہ صرف حقیقت کو جان جائے گا بلکہ اسے دین اور دنیا میں سرفرازی حاصل ہوگی۔

وہ تمام چیزیں جن پر غور وفکر کا حکم دیا گیا ہے ان میں سورج چاند، ستارے، زمین (اور زمین میں موجود ہر چیز) وغیرہ شامل ہیں اور ان تمام چیزوں کا تعلق علم جغرافیہ سے ہے۔اس حوالے سے علم جغرافیہ کی اہمیت قرآن پاک نے بہت بڑھادی ہے۔

قرآن پاک کی کل 114 سورتیں ہیں جبکہ ان میں سے تقریباً 20 سورتوں میں غور و فکر کا حکم آیا ہے۔اوران سورتوں میں تقریباً 756 ایسی آیات ہیں جن میں غور وفکر کی دعوت اور حکم دیا گیا ہے یعنی قرآن پاک کے تقریباً آٹھویں حصے میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ غور وفکر کریں۔

وہ سورتیں جن میں غور وفکر کا بار بار ذکر کیا گیا ہے درج ذیل ہیں

۱۔سورہ بقرہ ۲۔بنی اسرائیل ۳۔ق ۴۔ابراہیم ۵ آل عمران ۶۔الانبیا ۷۔الانعام ۸۔نحل ۹۔الروم ۱۰۔غاشیہ ۱۱۔الذریت ۱۲۔الواقعہ ۱۳۔الجاثیہ ۱۴۔یونس ۱۵۔الرعد ۱۶۔لقمان ۱۷۔الفرقان 18۔الاحقاف ۱۹۔العنکبوت ۲۰۔النساء

ان سورتوں میں سے چند آیات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

* کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ پر غور نہیں کیا۔ (الروم)

* غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا۔ (الانبیا)

* پہاڑوں کی تنصیب، زمین کی سختی اور نرمی دعوت فکر ہیں۔

* کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کسطرح پیدا کیے گئے ہیں اور آسمان کس طرح اونچا کیا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح گاڑ دیئے گئے ہیں اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھا دی گئی ہے۔ (غاشیہ)

* انہوں نے کبھی اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی رخنہ نہیں ہے۔ اور زمین کو ہم نے بچھایا اور اس میں پہاڑ جما دیئے اور اس کے اندر ہر طرح کی خوش منظر نباتات اگا دیں۔ یہ ساری چیزیں آنکھیں کھولنے والی اور سبق دینے والی ہیں۔ (سورہ ق)

* آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا اور ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں۔ زمین کو ہم نے بچھایا اور ہم بڑے اچھے ہموار کرنے والے ہیں۔ اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے شاید کہ تم اس سے سبق سیکھو۔ (الذریت)

* کبھی تم نے یہ سوچا کہ یہ بیج جو تم بوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟ (الواقعہ)

* کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا یا اس کے برسانے والے ہم ہیں۔ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں۔ (الواقعہ)

* کبھی تم نے خیال کیا یہ آگ جو تم جلاتے ہو اس کا درخت تم نے پیدا کیا یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں۔ (الواقعہ)

* بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائیش اور رات دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیئے نشانیاں ہیں۔ اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے) ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ (آل عمران)

* اور (اللہ) وہی ہے نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کیے اور ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں بنائیں۔ وہی رات کو دن کا لبادہ پہناتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ (الرعد)

* اللہ وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس درخت بھی (شاداب) ہوتے ہیں۔ جن میں تم اپنے چوپایوں کو چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمھارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بے شمار) باغات اگاتا ہے۔ اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کے لیے اس میں (اللہ کی قدرت کی بڑی) نشانیاں ہیں۔ (النحل)

* کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے ایک مقررہ وقت تک کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ (الروم)

* دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے [illegible]ن سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں خوب گھنی ہوگئی۔ پھر عین وقت پر جبکہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں۔ یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسے غارت کر کے رکھ دیا جیسے کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اس طرح ہم (اپنی) نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں اور

سمجھنے والے ہیں۔ (سورہ یونس)

- وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمھارے لیئے سمندر کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم سے کشتیاں اس (سمندر) میں چلیں اور تم اس (اللہ) کا فضل تلاش کرو اور شکر گذار رہو۔ اس نے زمین اور آسمان کی ساری چیزوں کو تمھارے لیئے مسخر کر دیا سب کچھ اپنے پاس سے۔ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔ (سورہ الجاثیہ)
- کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کی ساری چیزیں تمھارے لیئے مسخر کر رکھی ہیں (لقمان)
- کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر میں اللہ تعالی کے فضل سے چلتی ہے تا کہ وہ تمھیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ (لقمان)
- آپ کہہ دیجیئے کہ دیکھو تو آسمان اور زمین میں کیا کچھ ہے؟ مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کے لیئے یہ نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام نہیں آتے۔ (یونس)
- اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور و فکر سے سنتے ہیں)۔ (الفرقان)
- تو جو (اتنی مخلوقات) پیدا کرے کیا وہ ویسا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے۔ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے۔ (النحل)
- کیا انہوں نے نہیں سمجھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں۔ وہ اس (بات) پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو بھی زندہ کر دے ہاں (ہاں) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (الاحقاف)
- تو کہہ ملک میں پھر و پھر دیکھو کیونکر شروع کیا پیدائش کو پھر اللہ اٹھائے گا۔ (العنکبوت)
- کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں انجام کیسا ہوا ان سے پہلوں کا۔

(الروم)

- بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ (النساء)
- کیا نہیں دیکھتے جس اللہ نے زمین اور آسمان بنائے۔ (بنی اسرائیل)
- تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو بہترین تدبیر کے ساتھ پیدا کیا۔ (ابراہیم)
- کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ نے سات آسمان کیسے اوپر نیچے بنائے ہیں۔ (نوح)
- بے شک اللہ کے نزدیک سب سے شر انگیز جانور وہ لوگ ہیں جو بہرے اور گونگے ہو گئے۔ جو عقل سے کچھ کام نہیں لیتے۔ (سورہ انفال۔22)
- ''اللہ کے نزدیک سب سے شر انگیز جانور وہ لوگ ہیں جنہوں نے حقیقت پر پردہ ڈالا اور صاحب ایمان نہیں ہیں''۔ (سورہ انفال۔55)
- ''ان کے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں اور ان کان ہیں مگر سنتے نہیں وہ تو چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ، وہی لوگ غافل لوگ ہیں'' (سورہ اعراف۔179)
- ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان بہت سے لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ وہ تو چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ''۔ (سورہ فرقان۔44)

قرآن پاک کی درج بالا اور دیگر آیات کے مطالعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قران پاک کا تقریباً آٹھواں حصہ یا (11.4 فیصد حصہ) غور و فکر کی طرف مائل کرنے والی اور تحقیق و تجسس کو ابھارنے والی آیات سے بھرا پڑا ہے۔ جس سے ہم غور و فکر کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان آیات کے ساتھ ساتھ جب ہم اللہ کے پیغمبروں، رسولوں، اور اسلام کے نامور مبلغین اور علماء کی تعلیمات کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی ہمیں (کائنات کی ہر چیز پر) غور و فکر کی دعوت

دیتے نظر آتے ہیں۔ وہ غور و فکر کی اہمیت کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

☆ **حضرت عیسیٰ علیہ** السلام فرماتے ہیں "اپنے دل کو غور و فکر کرنے والا بنا۔" ایک اور جگہ آپکا ارشاد ہے "خوش نصیب ہے وہ شخص جسکا بولنا ذکر اللہ اور نصیحت ہو اور جسکا چپ رہنا غور و فکر ہو اور اسکا دیکھنا عبرت اور تنبیہ ہو"۔

☆ **حضرت امام بصری**ؒ کا قول ہے "ایک ساعت غور و فکر کرنا رات بھر قیام کرنے سے افضل ہے"

☆ **حضرت حسن** کا قول ہے "غور و فکر اور مراقبہ ایک ایسا آئینہ ہے جو تیرے سامنے تیری برائیاں اور بھلائیاں پیش کردے گا"

☆ **حضرت سفیان بن عینیہ**ؒ فرماتے ہیں "غور و فکر ایک نور ہے جو تیرے دل پر اپنا اثر تو ڈالے گا" بعض اوقات آپ یہ شعر پڑھتے تھے جسکا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔ "جس شخص کو باریک بینی اور سوچ سمجھ کی عادت پڑ گئی اسے ہر چیز میں ایک آیت اور حیرت نظر آتی ہے"۔

☆ **حضرت عمر بن عبد العزیز**ؒ کا ارشاد ہے "اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنا افضل عبادت ہے"

☆ **لقمان حکیم** کا قول ہے "تنہائی کی گوشہ نشینی جس قدر زیادہ ہو اسی قدر غور و فکر اور دور اندیشی کی عادت زیادہ ہوتی ہے اور جس قدر یہ بڑھ جائے اسی قدر راستے انسان پر وہ کھل جاتے ہیں جو اسے جنت میں پہنچا دیں گے"

☆ **حضرت ابراہیم علیہ السلام** آسمان اور زمین کے نظام پر غور کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش سے ان پر اپنی معرفت کے وہ اسرار اور حقائق کھولے جو انہوں نے اپنے باپ دادا اور اپنی قوم پر واضح کیے"

☆ **حضرت محمد** ﷺ بھی غار حرا میں غور و فکر کرتے تھے اور پھر ان پر وحی کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆ **علم کی اہمیت کا اندازہ حضرت محمدؐ** ﷺ کے اس عمل سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ یہ مقرر کیا کہ وہ "دس مسلمانوں کو علم سکھائیں"۔

☆ **رسول اللہ** ﷺ نے فرمایا "نہ جہالت سے زیادہ بڑی کوئی مفلسی ہے، نہ عقل سے زیادہ کوئی دولت مندی ہے، نہ غور و فکر سے زیادہ بڑی کوئی عبادت ہے"

☆ **حضرت محمد** ﷺ کا ارشاد پاک ہے "سن لو جس تلاوت میں تدبر نہ ہو اور جس عبادت میں فکر نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں"۔

☆ **آنحضرت محمد** ﷺ نے ایک اور جگہ فرمایا جب لوگ نیکیوں سے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہیں تو تم تدبر کے ذریعے تقرب حاصل کرنا کیونکہ اس طرح دنیا میں لوگوں کے نزدیک اور آخرت میں اللہ کے نزدیک تمھارا مرتبہ اوروں سے بالاتر ہو جائے گا"۔

☆ **حضرت محمد** ﷺ کا فرمان ہے "گھڑی بھر کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے"۔

☆ **امام غزالی**ؒ نے سائنسی علوم کے حصول کو فرض کفایا قرار دیا۔ ایک اور جگہ جب امام غزالیؒ نے مسلمانوں کی پستی دیکھی تو انتہائی سخت الفاظ میں فرمایا "وہ شخص سنگین جرم کا مرتکب ہوا جس نے خیال کیا کہ ریاضیاتی علوم اسلام کے منافی ہیں" اور دیکھ لیں کہ آج کی ترقی یافتہ دنیا میں ریاضی کا شمار دنیا کے اولین مضامین میں ہوتا ہے۔

غور و فکر کی اتنی زیادہ اہمیت کے بارے میں قرآن پاک کی آیات پڑھ کر، اور بہت سے مفکرین کی آراء دیکھ کر انسان کے ذہن میں سوال اٹھتا ہے کہ

ا۔ غور و فکر کیا ہے؟

۲۔قرآن پاک غور وفکر کی دعوت کیوں دیتا ہے۔اور اس کے بارے بار بار کیوں کہا گیا ہے؟

۳۔قرآن پر اور کائنات پر غور کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

۴۔غور وفکر کرنے سے ہمیں کیا ملے گا؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کائنات میں موجود کسی بھی چیز کو ایک خاص نظر سے دیکھنا غور اور منطق کے ذریعے اسکو جاننا فکر ہے۔جبکہ منطق کو سائنس کی زبان میں تحقیق یا ریسرچ کہتے ہیں ۔جبکہ کسی چیز پر ریسرچ مختلف مراحل سے گذر کر کسی سائنسی قانونکی شکل اختیار کرتی ہے اور یہ قانون بھی تغیر پذیر ہوتا ہے۔ریسرچ کے مراحل کو ہم درج ذیل حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

الف۔ پہلا مرحلہ مشاہدے کا ہے۔پھر مفروضہ بنتا ہے تیسرے مرحلے میں مفروضے پر تجربات کیے جاتے ہیں اور ان تجربات کی روشنی میں ایک نظریہ پیش کیا جاتا ہے اور پانچویں مرحلے میں اس نظریے کو بنیاد بنا کر پیش گوئی کی جاتی ہے۔ جو بالا آخر ایک قانون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ کوئی بھی سائنسی قانون حرف آخر نہیں ہوتا۔وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ تبدیل بھی ہو سکتا ہے اور ختم بھی اور اس کی جگہ کوئی نیا قانون بھی لے سکتا ہے کیونکہ یہ کوئی خدائی قانون نہیں ہوتا۔

دوسرا سوال کہ قرآن ہمیں غور وفکر کی دعوت کیوں دیتا ہے؟ یہ اس لیئے کہ غور وفکر کرنے سے فکر وعمل کے صحیح دروازے کھلتے ہیں۔زندگی کا سرا بھی اسی عمل سے ہاتھ آتا ہے اور انسان کو اس طرح منتہا کا بھی پتہ چلتا ہے۔جس طرح آجکل روز بروز حیران کرنے والی ایجادات منظر عام پر آرہی ہیں جس سے انسان جہاں اس چیز کے موجد کی عقل پر عش عش کر اٹھتا ہے وہاں اسکو دیکھنے اور اسکے بارے میں جاننے کی کوشش کرتا ہے۔یہ بات تو کسی ایک ایجاد اور اسکے موجد کی حد تک ہے۔اور جب ہم

اتنی بڑی کائنات اور نظام کائنات کو دیکھتے ہیں تو (ہر انسان کے) ذہن میں مختلف سوالات آتے ہیں اور یہی سوالات ہمیں غور وفکر کی طرف لے جاتے ہیں۔اور انہی سوالات پر اللہ تعالیٰ ہمیں غور وفکر کا حکم دیتا ہے۔تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کو پہچان سکے۔کیونکہ یہ کائنات ایک عظیم حکمت ومصلحت اور کامل منصوبے کے تحت پیدا کی گئی ہے اور کائنات کے ذرے ذرے میں خالق کائنات کے وجود، اسکی وحدانیت، حکمت و قدرت اور ربوبیت کے ناقابل انکار دلائل وحقائق موجود ہیں۔انہی حقائق کو جاننے اور پہچاننے کی انسان کو دعوت اور حکم دیا گیا ہے۔سائنس کا یہ عجیب اندھاپن ہے کہ اس کو کائنات کی ہر چیز میں حکمت تو نظر آتی ہے لیکن حکیم کو نہیں مانتی۔ربوبیت تو نظر آتی ہے لیکن رب کا سراغ اس کو کہیں نہیں ملتا۔

تیسرا سوال یہ کہ قرآن کی مدد سے کائنات پر غور کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ قرآن پاک میں غور کرنے کا طریقہ بھی انسان کو بتا دیا گیا ہے کہ ایک وقت میں کائنات کی کسی بھی ایک چیز کو لے کر اسکے بارے میں غور کرو (چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لیکر بڑی سے بڑی کوئی بھی چیز)۔اس طرح کی مثالیں قرآن میں بھی ہیں اور کلام عرب میں بھی ملتی ہیں۔قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے ”ان میں سے ایک ایک چیز کو لیکر اسکے پھلنے سے پکنے تک ہر مرحلے کو دیکھو اور اس پر غور کرو“۔

یوں خالق کائنات کی قدرت، حکمت، ربوبیت، صناعی، کاریگری، باریک بینی بخشش اور اس کے حسن وجمال کی اتنی شہادتیں ہمارے سامنے آتی ہیں کہ اگر ہم ان کو شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے اور اگر دیکھنا چاہیں تو دیکھ نہیں سکتے۔اسی طرح قرآن پر غور کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ قرآن میں موجود جمالی ارشادات کو خود قرآن کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا جائے تاکہ واضح ہو سکے کہ بیان کی گئی مثالوں سے اس دعوے پر کس طرح دلیل قائم ہوتی ہے۔مثلاً زمین وآسمان کی خلعت جس میں کہیں تو خدا کی قدرت وحکمت پر استدلال کیا ہے، کہیں اس کی پرور

دگاری، رحمانیت اور رحیمیت پر، کہیں اس کے بامقصد و باغایت ہونے پر استدلال ہے اور کہیں ان کے تواقف کے پہلو سے ان کے خالق و مالک کی توحید پر۔

آخری سوال یہ کہ غور وفکر کا انسان کو کیوں حکم دیا گیا ہے اور اس دعوت اور حکم کا انسان کو کیا فائدہ ہوگا؟ اس کا جواب اس طرح سے ہے

ا۔ قرآن نے اپنی توحید کی اساس بھی انسان کے اجتہاد فکری پر رکھی ہے اور تفکر پر زور دیا ہے تا کہ انسان مظاہر قدرت کو دیکھ کر اللہ کے علم کی وسعت، اسکی قوت و طاقت اور وسعت بیکراں پر ایمان لے آئے۔

۲۔ بحثیت ایک مسلمان یہ دنیا ہماری منزل نہیں ہے۔ آخرت میں کامیابی ہمارا مقصد حیات ہے اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا راستہ اس دنیا سے ہو کر گذرتا ہے۔ غور وفکر سے انسان کو جہاں کائنات کے رازوں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے وہاں وہ اللہ کو پہچاننے لگتا ہے اور اسکا ہر فعل اللہ کے حکم کے مطابق ہوتا چلا جاتا ہے اور یہی اللہ چاہتا ہے۔

۳۔ اسی غور وفکر سے ہی روز بروز نت نئے سائنسی انکشافات ہو رہے ہیں اور نئے قوانین بن رہے ہیں جنکے نتیجے میں نئی نئی ایجادات روزمرہ کا معمول بن گئی ہیں۔ جو اللہ کے ایک اور حکم "تسخیر کائنات" کی بجا آوری کی شکل ہیں۔

۴۔ زمین ہو یا کرہ ہوائی، سمندروں کی اتھاہ گہرائیاں ہوں یا خلا کی بیکراں وسعتیں ان سب میں چھپے خزانوں کو انسان نے اسی غور وفکر کی مدد سے ہی تو اپنے قابو میں کیا ہے اور آج ان کو اپنے استعمال میں لا کر بے پناہ فائدے اٹھا رہا ہے۔ اسی غور وفکر سے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنے۔ اسی غور وفکر کے نتیجے میں انسان زمینی حدود سے نکل کر فضاؤں اور پھر خلاؤں میں جا پہنچا۔ چاند پر 1969 میں اتر گیا اور مریخ پر اس کے خلائی جہاز (بغیر انسان کے) اتر چکے ہیں۔ اسی طرح خلاؤں میں مستقل سٹیشن قائم کر کے پوری دنیا کو اس کے کیمرے اپنی گرفت میں لے چکے ہیں۔

۵۔ یہ غور وفکر ہمیں خالق کائنات کا پتہ دیتی ہے۔

۶۔ اسی غور وفکر سے ہمیں پتہ چلا کہ وہ ہستی جسکے "کن فیکون" کہنے پر ساری کائنات فوراً وجود میں آگئی وہ ہستی بذات خود کتنی عظیم اور ہمارے تصور سے ماوراء ہو گی۔

۷۔ غور وفکر کے سمندر میں جتنا ڈوبتے جائیں گے اتنا ہی ہم ذات باری تعالیٰ اور اسکی قدرت و کبریائی کے قائل ہوتے چلے جائیں گے۔

۸۔ غور وفکر سے اللہ کو پہچانیں گے۔ اس پر ایمان پختہ ہوگا اور اسکا حکم بجا لائیں اسکے نتیجے میں آخرت سنور جائے گی۔

۹۔ غور وفکر سے اپنے رب کی شکر گذاری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

۱۰۔ غور وفکر کے نتیجے میں مسلمان اقوام عالم میں باوقار مقام حاصل کریں گے بلکہ ساری دنیا کی راہنما قوم بن کر ابھر سکتی ہیں۔

۱۱۔ غور وفکر کرو تو تم اللہ کی عظمت، کبریائی اور "وحدہ لاشریک اللہ ہو" کی حقیقت تک پہنچ سکو گے۔

۱۲۔ غور وفکر کے نتیجے کے طور پر مذہب اسلام دنیا میں ایک طاقتور اور بالادست مذہب کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

۱۳۔ جب ہم قرآن پر غور کریں گے تو پھر ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ کفار کے ان سوالات کا جواب دلائل سے دے سکیں جو اسلام اور مسلمانوں پر آئے دن کرتے رہتے ہیں نیز ان شوشوں یا غلط فہمیوں کا توڑ کر سکیں گے جو وہ ہمارے درمیان پیدا کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بدگمان کرتے اور مسلمانوں کو بالخصوص فرقوں میں تقسیم کرنے کی کوششوں میں رہتے ہیں۔

۱۴۔ قرآن پر اور مظاہر قدرت پر غور وفکر کے نتیجے میں ہم خدا تعالیٰ کو ماننے کے ساتھ ساتھ پہچاننے لگ جائیں گے۔

۱۵۔غور وفکر کرنے سے ایک مسلمان ترقی کا سفر طے کر کے مومن کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔یعنی مسلمان سے مومن بن جاتا ہے۔

قرآن / غور و فکر اور اللہ کی نشانیاں

قرآن پاک میں غور وفکر کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پھر اپنی نشانیوں کی طرف متوجہ کیا ہے کہ یہ ہیں میری وہ نشانیاں جن پر تم غور کر کے دین و دنیا میں سرفراز ہو سکتے ہو۔(ان میں زیادہ تر نشانیاں وہ ہیں جن کا تعلق زیادہ تر علم جغرافیہ سے ہے۔)وہ نشانیاں کونسی ہیں؟

۱۔**ھوائوں کو دیکھو۔** یہ بادنسیم بھی ہیں اور بادسموم بھی، یہ گردباد کی شکل اختیار کر جائیں تو ان کا رنگ اور ہے اور ٹارنیڈو(Tarnado) بن جائیں تو پھر انسان کیا جانور بھی ہواؤں میں اڑتے دیکھا دیتی ہیں۔

۲۔**بارش** اللہ کی رحمت بھی ہے۔اگر یہ برس جائیں تو فصلیں لہلہاتی ہیں اور اگر اللہ کا حکم نہ ہو تو وہی کھیت صحراوٴں میں بدل جاتے ہیں۔ایک شاعر اسکے بارے میں یوں کہتا ہے۔

مٹی ترسی بوند نہ برسی بادل گھر گھر آئے بہت

جنوبی امریکہ کا ایک صحرا (اٹے کاما۔چلی) ایسا بھی ہے جہاں پچھلے تین سو سال سے بارش نہیں ہوئی۔اسی طرح زمین کا مقناطیسی میدان ہو یا یہ دیو قامت پہاڑ، کرہ ہوائی ہو یا زمین کی اتھاہ گہرائیں، یہ سورج چاند ستارے ہوں یا سمندروں کی گہری اور اندھیری وادیاں غرض جس جس چیز کو دیکھنے والی آنکھ سے دیکھیں اس میں اسکے رنگ اور نشانیاں دعوت غور وفکر دیتی ہیں۔اسی طرح

☆ دربار سلیمانی میں آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کا لایا جانا۔

☆ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا پتھر میں سے ظاہر ہونا۔

☆ حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کے ذریعے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا لوٹ آنا (اس پر آج کی سائنس نے بھی تجربات کئے اور اس واقع کو درست مانا ہے)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔ (آج کی سائنس ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے بچہ پیدا کر کے خوش ہو رہی ہے)۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مردوں کا زندہ ہونا، مادر زاد اندھوں کی بینائی کا لوٹ آنا، اور کوڑھی کے مریضوں کا صحت یاب ہونا اللہ کی نشانیاں (اپنے پیغمبروں کے ذریعے) نہیں تو کیا ہیں؟

☆ ہفتہ کے دن زیادتی کرنے والوں کی شکلیں کا بندروں میں تبدیل ہونا

☆ اصحاب کہف کا 309 سال تک زندہ رہنا اور اس عرصے میں سورج کا راستہ تبدیل کر کے طلوع و غروب ہونا۔

☆ مریم علیہ السلام کو بغیر موسم کے پھلوں کا ملنا۔

☆ بنی اسرائیل کے لیئے دریا میں خشکی کے راستوں کا پیدا ہونا، ان کے لیئے مائدہ اور من سلویٰ کا اترنا۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ناشتے کے لیئے بھنی ہوئی مچھلی کا دوبارہ زندہ ہونا۔

☆ حضرت ابراہیم کے پکارنے پر کٹے ہوئے پرندوں کے ٹکڑوں کا زندہ ہو کر اڑ آنا۔

☆ حضرت عزیز علیہ السلام کے گدھے کا سو سال کے بعد زندہ ہو جانا۔ ان کے کھانے کا سو سال تک باسی نہ ہونا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک نشانی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے اس طرح بھی دکھائی کہ آنحضور ﷺ جنگ موتہ کے موقع پر مدینہ سے جنگ کے نقشے کا معائنہ فرما رہے تھے اور اسی جنگ میں شہید ہونے والے تینوں سپہ سالاروں کی یکے بعد دیگرے شہادت کی خبر صحابہؓ کو دیئے جاتے تھے۔

☆ واقعہ معراج۔ جس پر آج بھی سائنس حیران ہے (جو انسانی عقل سے بعید

ہے)اس لیئے اللہ تعالٰی فرماتا ہے ''اور تمھیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے''

☆شق القمر کا واقعہ۔(جسے اس وقت سری لنکا کے ہندو راجہ نے اپنے آنکھوں سے دیکھا اور اپنا تخت و تاج چھوڑ کر صحرائے عرب کی طرف روانہ ہو گیا اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں مسلمان ہو گیا۔)ایسی واضح اور کھلی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالٰی کے حکم کے تابع نظر آتی ہیں(یعنی حکم خدا کا ہوا اور ذریعہ پیغمبر بنے)۔ایسا نہ تو کوئی جادوگر کر سکتا ہے اور نہ ہی آجکل کی جدید سائینس(یہ بھی ذہن میں رہے کہ سائنس کے جو بھی کرشمے آجکل ہم دیکھ رہے ہیں وہ بھی اس کائنات میں رکھی ہوئی اللہ کی نشانیوں میں سے ہی ہیں۔سائنس انہیں صرف دریافت کر رہی ہے غور اور فکر کے ذریعے۔

ان درج بالا نشانیوں کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔(یہ قرآن پاک بھی اللہ کی نشانی ہے دیگر اللہ کی کتابوں کی طرح جو دیگر تمام نشانیوں کی طرف توجہ دلاتی ہے)

ان میں سے چند آیات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

﴾اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کی پیدائش اور تمھاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔اور بھی اس کی قدرت کی نشانی تمھاری راتوں کی اور دن کی نیند میں ہے(سورہ روم)

﴾اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمھیں ڈرانے اور امیدوار بنانے کے لیئے تجلیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔اس میں عقلمندوں کے لیئے بہت سی نشانیاں ہیں اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تمھیں آواز دے گا صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے باہر نکل آؤ گے۔(سورہ روم)

﴾کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالٰی نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمھارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمھیں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔(سورہ لقمان)

﴾اور ان کے لیئے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو الگ کر دیتے ہیں تو وہ

یکایک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج کے لیئے جو مقررہ راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے۔یہ اندازہ غالب باعلم اللہ کا ہے۔اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ ہیر پھیر کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔نہ تو آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔(سورہ یٰسین)

﴾ان کے لیئے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ان کے لیئے اس جیسی اور چیزیں پیدا کیں جن پہ یہ سوار ہوتے ہیں۔------ اور ایک مدت تک کے لیئے انہیں فائدہ دے رہے ہیں۔(سورہ یٰسین)

﴾اس کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کی پیدائش ہے اور ان میں جانوروں کا پھیلانا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جب چاہے انہیں جمع کر دے۔(سورہ شوریٰ)

﴾دریا میں چلنے والی پہاڑوں جیسی کشتیاں اس کی نشانیوں میں سے ہیں اگر وہ چاہے تو ہوا بند کر دے اور یہ کشتیاں سمندروں پر رکی کی رکی رہ جائیں یقیناً اس میں ہر صبر کرنے والے شکر گذار کے لیئے نشانیاں ہیں۔(سورہ شوریٰ)

﴾اور خود تمھاری پیدائش میں اور جانوروں کے پھیلانے میں یقین رکھنے والی قوم کے لیئے بہت سی نشانیاں ہیں اور رات اور دن کے بدلنے میں اور جو کچھ روزی اللہ تعالٰی آسمان سے نازل فرما کر زمین کو اسکی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں بھی ان کے لیئے جو عقل رکھتے ہیں دلائل ہیں۔(سورہ جاثیہ)

﴾اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے خود تمھی میں سے تمھارے جوڑے پیدا کیئے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔اس نے اپنی مہربانی سے تم میں آپس میں محبت اور رحم ڈال دیا۔

﴾اور آسمان اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن سے یہ منہ موڑ کر گذر جاتے ہیں

۔(سورہ یوسف)

﴾اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے۔رات کی نشانی کو تاریک بنایا ہے اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے۔
(سورہ بنی اسرائیل)

﴾بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیئے نشانیاں ہیں۔(سورہ آل عمران)

﴾رات اور دن کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں، جو چیزیں اللہ نے آسمان اور زمین میں پیدا کی ہیں (سب میں) ڈرنے والوں کے لیئے نشانیاں ہیں۔
(سورہ یونس)

﴾کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کیے گئے ہیں۔(سورہ غاشیہ)

﴾زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیئے اور خود تمھارے اپنے وجود میں۔(سورہ الذریت)

﴾کیا تم نہیں دیکھتے کہ کشتی سمندر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھائے۔(سورہ لقمان)

﴾ان لوگوں کے لیئے بے جان زمین ایک نشانی ہے ہم نے اسکو زندگی بخشی۔
(سورہ یٰسین)

درج بالا آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی چند ایک نشانیوں کی نشاندہی بھی کر دی جو ہمیں اس کائنات میں نظر آتی ہیں۔

ہمیں یہ نشانیاں دو اقسام میں منقسم نظر آتی ہیں۔

پہلی نشانی کو ہم خارجی عالم کی نشانی کہتے ہیں۔اس میں سورج چاند ستارے، بارش، ہوا، سمندر، وغیرہ شامل ہیں۔

دوسری نشانی خود انسان ہے۔جسمیں اسکی پیدائش، ساخت، اس کے جوڑے بنانا، حضرت عیسٰی کی پیدائش (حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ہمیں یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو جس طرح سے بھی پیدا کرنا چاہے کر سکتا ہے) پھر پیدائش کے بعد انسانوں کا مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جانا، مختلف موسموں کے زیر اثر مختلف رنگوں کا ہونا۔نسلوں کا مختلف ہونا، اور زبانوں کا اختلاف بھی بڑی نشانی ہے۔

انسان پر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں چھپے راز اس وقت کھلتے ہیں جب وہ اپنے دل و دماغ سے غور کرتا ہے۔عقل اور دل بھی کائنات کے مشاہدے سے اللہ تک اسی صورت میں پہنچتے ہیں جب ان کے اندر محسوسات سے آگے بڑھنے کی ہمت اور حوصلہ ہو۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پناہ نشانیوں کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے اندر چھپے رازوں کا ذکر نہیں کیا۔یہ انسان کی فہم و فراست اور ڈھونڈنے کی جستجو پر چھوڑ دیا ہے۔جتنا زیادہ ڈھونڈے گا اتنا ہی زیادہ اسکو نوازہ جائے گا۔علامہ اقبال نے اسی حوالے سے کہا ہے کہ

ڈھونڈنے والوں کو ہم دنیا بھی نئی دیتے ہیں

اگر اس میں ان رازوں کو پانے کی تڑپ اور طلب اور جستجو ہو گی تو وہ ان میں اپنی ہر جستجو کا جواب پائے گا ہر مفکر اپنے اپنے انداز فکر سے سوچے گا یوں ہر ایک نئی بات اور نئی راہیں بتائے گا یوں نئی نئی باتیں اور نئے نئے راز دریافت ہوں گے اور جہاں انسان ان سے بھرپور فائدہ اٹھائے گا وہاں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی بجا لائے گا کہ اس نے اسے کن کن نعمتوں سے نوازاہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ''ہوا'' کا بار بار ذکر کیا ہے اور اسے اپنی ایک نعمت کہا ہے۔اب اگر اسی ایک نعمت ہی کو لے لیں تو دیکھیں کہ اس سے انسان کو کس کس قسم کے فائدے حاصل ہو رہے ہیں۔کیونکہ یہ ہوائیں مختلف اوقات، مختلف موسموں، مختلف علاقوں میں مختلف انداز سے چلتی ہیں اور ان کے اثرات و ثمرات ہر جگہ مختلف ہوتے ہیں۔مثلاً تجارتی ہوائیں براعظموں

کے مشرقی کناروں پر تو خوب بارش برساتی ہیں لیکن جب یہ براعظموں کے مغربی کناروں پر پہنچتی ہیں تو وہاں یہ ہوائیں صحرا بناتی ہیں اس وجہ سے براعظموں کے مغربی کناروں پر تجارتی ہواؤں کو صحرا ساز ہوائیں بھی کہتے ہیں۔ ہواؤں کی بہت سی اقسام دریافت ہو چکی ہیں۔ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

۱۔ مستقل ہوائیں۔ یہ ہوائیں سارا سال ایک ہی سمت میں چلتی رہتی ہیں۔ ان کی مزید تین اقسام ہیں۔

۱۔ مستقل ہوائیں

الف۔ تجارتی ہوائیں　　ب۔ مغربی ہوائیں　　ج۔ قطبی ہوائیں

۲۔ موسمی ہوائیں ۔ یہ ہوائیں موسموں کے مطابق چلتی ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔

الف۔ موسم گرما کی مون سون ہوائیں　　ب۔ موسم سرما کی مون سون ہوائیں.

۳۔ متغیرہ ہوائیں ۔ وہ ہوائیں جو اپنا رخ ہر وقت بدلتی رہتی ہیں۔ ان کی بھی دو اقسام ہیں۔

الف۔ گرد باد　　ب۔ منقلب گرد باد　　ج۔ ٹارنیڈو (Tornado)

۴۔ مقامی ہوائیں ۔ یہ ہوائیں مقامی طور پر دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف موسموں میں چلتی رہتی ہیں۔ ان کی بہت زیادہ اقسام ہیں۔

ہواؤں کی اقسام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ صرف گوادر (بلوچستان ۔ پاکستان) میں سمندر میں چلنے والی ہواؤں کی 36 مختلف اقسام ہیں جن کے اثرات مختلف ہیں۔

قرآنی تعلیمات اور مسلمان

19

قران پاک کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم بحیثیت مسلمان اپنے آپ کو دیکھتے ہیں کہ اس وقت ہم کس مقام پر کھڑے ہیں اور ہمیں کہاں ہونا چاہیے تھا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر مسلمان سے جواب مانگتا ہے۔ ایک وقت وہ تھا جب مسلمان صحرائے عرب سے نکلے اور بحر و بر کو روندتے ہوئے پوری دنیا پر چھا گئے ۔ انہوں نے سورج چاند ستاروں پر علم کی کمند ڈالتے ہوئے کئی کتابیں لکھیں۔ سپین کی یونیورسٹیاں ہوں یا سمرقند میں قائم رصدگاہیں یہ سب مسلمان جغرافیہ دان، عالم و محقق اور دانشوروں کی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ انہوں نے ملکوں کے راستے ناپے ، براعظموں کے نقشے بنائے، زمینوں کا بندوبست کیا اور پیداواروں کی تنظیم کی۔

گرچہ جغرافیہ کی ابتداء 196 عیسوی میں یونانی عالم ارتستین سے ہوئی جس نے فینیقی (Phenecian) سوداگروں اور سکندر کے سپاہیوں سے دنیا کے حالات سنے اور ان کو قلمبند کیا اس دوران کئی جغرافیہ دان آئے اور علم جغرافیہ کو ایک مستقل علم کی حیثیت دی۔ سیر و سیاحت کا شوق ان کو قرانی تعلیمات کے مطابق پوری دنیا میں لے گیا اور وہ تخلیق و تحقیق کے شعبے میں دنیا بھر میں حکمرانی کرنے لگے۔

☆ شیخ ابوزید بلخی پہلا مسلمان جغرافیہ دان تھا جس کی تصنیف ''صور الاقالیم'' پہلی کتاب ہے جس میں فنی ضرورت کے مطابق پہاڑوں ، سمندروں ، دریاؤں ، ساحلوں، شہروں اور شہری باشندوں اور ان کے طبعی حالات کو قلمبند کیا۔

☆ دوسرا بڑا جغرافر ابواسحٰق الاصطخری تھا جس کی تصنیف ''مسالک الممالک'' اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

اسی طرح اصمعی ، ہمدانی ، ابوالاشعف ، ابن حوقل (ابن حوقل کی اٹلس سے یورپ نے بہت فائدہ اٹھایا)،

☆ ابوعبداللہ محمد بن ادریس الاندلسی (اسکی کتاب ''نزہتہ المشتاق'' فنی لحاظ سے پایہ

کی کتاب ہے جسکا یورپ میں فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے)

☆ابن فضلان چلپی اور ابن بطوطہ کے سفرنامے آج بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنے پہلے تھے۔

اسکے علاوہ بہت سے دوسرے محققین نے تحقیق کے میدان میں قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ مسلمانوں کے ان سفرناموں اور دیگر تصانیف سے متاثر ہو کر ایک عیسائی پادری کہتا ہے ''مسلمانوں میں جغرافیہ کی توسیع و ترقی حج کی برکت تھی'' یوں ہمیں حج کے ایک اور فائدے کا علم ہوا اور اسکی بدولت مسلمانوں نے دین کے ساتھ ساتھ دنیا میں اس سے بہت فائدہ حاصل کیا۔

یہ بات تو تھی کچھ سفرناموں کی اور ان کے مصنفین کی جنہوں نے جغرافیائی حوالے سے بڑے کارنامے سرانجام دیئے لیکن جغرافیہ صرف سفرناموں کا نام نہیں ہے۔ یہ نام ہے تحقیق کا۔ زمین کی تحقیق، کرہ ہوائی کی تحقیق، سورج چاند ستاروں کی تحقیق، بنتے بگڑتے موسموں کی تحقیق، المختصر ایک ایک ذرے پر تحقیق، زندگی کے ہر میدان پر تحقیق لیکن مسلمانوں کی تاریخ اس حوالے سے بہت مختصر اور نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسکا ایک سرسری سا جائزہ کچھ اس طرح سے ہے۔ اس جائزے کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمان حکمرانوں یا حکومتوں میں سائنسدانوں کی تعداد پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا حصہ ایک تقابلی جائزے پر مشتمل ہے جس میں مسلم ادوار اور غیر مسلم اقوام کی ترقی کا ایک جائزہ پیش کیا جائے گا۔

پہلا حصہ۔ مسلم دور حکومت اور مسلمان سائنس دان (اعداد و شمار اور حالات کے حوالے سے)

☆ چودھویں صدی سے بیسویں صدی تک (یعنی چھ صدیوں میں) ہمیں صرف دو سائنسدانوں کے نام نظر آتے ہیں یعنی قطب الدین شیرازی اور دوسرے غیاث

الدین الکاشی ہیں۔ لیکن ان کا شمار صف اول کے سائنسدانوں میں نہیں ہوتا۔

☆ **بنو امیہ میں** (661ء سے 750ء تک کے 89 سالہ دور میں) ایک بھی سائنسدان نظر نہیں آتا۔

☆**بنو امیہ کے بعد بنو عباس کا دور** (750ء سے 1258ء) آتا ہے یعنی 508 سالہ دور حکومت۔ یہ دور اگرچہ تعلیم و تحقیق کے حوالے سے ایک نام رکھتا ہے لیکن اگر دور حکومت کے دورانیے کو دیکھا جائے اور سائنسدانوں کی تعداد کو دیکھا جائے تو یہ بھی کوئی خاص تاثر نہیں چھوڑتا۔ اس دور میں بڑے ناموں کی تعداد 58 ہے لیکن صحیح معنوں میں سائنسدانوں کی تعداد صرف 32 ہی ہے۔

☆**عثمانیہ دور حکومت** (1288ء سے 1924ء) جو 636 سالوں پر محیط ہے۔ اس دور میں مشکل سے دو سائنسدانوں کے نام آتے ہیں۔

☆ **مغلیہ سلطنت** (1529ء سے 1858ء) کے 329 سالہ دور میں شاندار عمارتیں اور باغات تو نظر آتے ہیں لیکن پائے کی اعلیٰ تعلیمی درسگاہ یا سائنسدان کا نام نظر نہیں آتا۔ (بلکہ یہاں یہ ظلم تاریخ دیکھتی ہے کہ ان بے مثال عمارتوں کو تعمیر کرنے والوں کے یا تو ہاتھ کاٹ دیئے جاتے تھے یا پھر ان کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ ایسی تعمیر دوبارہ نہ ہو سکے۔)

اسی طرح بنی سامنیہ کے 131 سالہ دور حکومت میں صرف تین سنائنسدانوں کے نام ملتے ہیں، بنی بویہ کے 116 سالہ دور حکومت میں 15، فاطمیہ کے 262 سالہ دور میں 11، غزنویہ کے 250 سالہ دور میں صرف ایک، سلجوقیہ کے 120 سالہ دور میں نو، ایوبیہ کے 122 سالہ دور میں سات، امویہ اندلسیہ کے 274 دور میں صرف دس، موحدین کے کے 139 سال دور میں آٹھ، خوارزمیہ کے 75 سالہ دور میں بھی آٹھ، ایل خانیہ کے 93 سالہ دور میں صرف تین، تیموری دور کے 141 سال کے دوران صرف دو، عثمانی دور کے 636 سال کے

دوران صرف دو سائنسدانوں کے نام ملتے ہیں۔

اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں غوری خاندان نے 49 سال حکومت کی ،خاندان غلاماں نے 84 سال، خاندان خلجی نے 30 سال، خاندان تغلق 96 سال حکومت کی، خاندان سادات کا دور حکومت 36 سال پر محیط ہے، اور لودھی خاندان نے 65 سال برصغیر پر حکومت کی لیکن اتنے طویل عرصے میں تاریخ کسی نامور سائنسدان کا نام لینے سے قاصر ہے ۔

اب ایک نظریہ بھی دیکھ لیں کہ ہم نے ان چند گنے چنے سائنسدانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

☆ مامون الرشید کے دور میں ایک مشہور سائنسدان اور فلسفی یعقوب الکندی کے خلاف علماء نے کفر کے فتوئے لگائے اور اسکے قتل کے منصوبے بنانے لگے۔

☆ عباسیوں کے دور میں سائنس کی ترقی کے لیئے اور نام نہاد علمائ کا توڑ کرتے ہوئے ایک خفیہ سائنسی تحریک چلی اور یہ تحریک ''اخوان الصفا'' کے نام سے مشہور ہوئی ۔اس تحریک کا ایک بڑا کارنامہ ایک سائنسی انسائیکلو پیڈیا تھا۔ جس پر بعد میں یورپ میں بہت کام ہوا۔

☆ سپین کے مسلمان فلسفی ابن ماجہ پر بھی کفر کے فتوئے لگے ۔وہ جان بچا کر پہلے غرناطہ اور پھر مراکش چلا گیا لیکن وہاں بھی اسکا پیچھا کیا گیا اور اڑتیس سال کی عمر میں اسے زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔

☆ ابن رشد کو مراکش میں ملحد قرار دیا گیا وہ قرطبہ ہجرت کر گیا یہاں بھی اس پر کفر کے فتوئے لگے اور ایک جمعہ کو اسے ایک ستون کے ساتھ باندھ کر لوگ اسکے منہ پر تھوکتے رہے۔

☆ ابن خلدون جیسا مشہور تاریخ دان بھی سائنس کی اہمیت کو نہ سمجھ سکا وہ بھی مسلمانوں کو علوم طبیعی سے دور رہنے کی تلقین کرتا رہا۔ یہ تلقین اس نے اپنی شہرہ آفاق

تصنیف تاریخ ابن خلدون کے مقدمے میں تحریر کی ہے۔

دوسرا حصہ۔ایک تقابلی جائزہ

☆ ابن خلدون کے انتقال سے ایک سال پہلے یورپ میں چھٹے بڑے پیچ بن رہے تھے جس کی وجہ سے مشینی دور کا آغاز ہوا۔ جس سال ابن خلدون کا انتقال ہوا اسی سال اٹلی کے عوامی گھڑیالوں (کلاک) میں پہلی بار کوائل سپرنگ لگائے گئے جس سے مشینی گھڑیوں کی ابتدائی شکل بنی۔

☆ 1429 میں جب ترک قسطنطنیہ پر حملہ کر رہے تھے اسی سال جرمنی میں گراری کا استعمال شروع ہوا۔

☆ 1451 میں جب بہلول لودھی دہلی میں اور شاہ محمد ثانی ترکی میں تخت نشینی کا جشن منا رہے تھے اور جرمی میں پہلی پرنٹنگ مشین ایجاد ہوئی جس سے دنیائے علم میں ایک انقلاب آ گیا۔

☆ 1498 میں جب ناصرالدین خلجی نے تخت نشینی کا جشن منایا تھا اسی سال سوئیٹزرلینڈ میں ایک ڈاکٹر نے اپنی بیوی کا پہلا کامیاب سیزیرین آپریشن کیا۔ اسی سال ہائیڈروجن گیس دریافت ہوئی ۔اور اسی ہی سال ہالینڈ میں پانی کی نکاسی کے لیئے پہلی بار پمپ کا استعمال کیا گیا۔

☆ جس دور میں ہمایوں اور شیر شاہ سوری آپس میں برسرپیکار تھے اسی دوران کوپرنیکس نے زمین کے متحرک ہونے کا نظریہ پیش کیا۔

☆ شہنشاہ اکبر کے دور حکومت (1582) کے دوران برطانیہ کے جیمز ششم نے ایڈنبرا یونیورسٹی قائم کی ۔اکبر کے ہی دور میں ہالینڈ میں 1590 میں خورد بین ایجاد ہوئی، گلیلیو نے دوربین ایجاد کیا اور مشتری کے گرد چاند دریافت کیے۔

☆ 1587 میں اٹلی میں پہلا پبلک بینک قائم ہوا۔

☆ 1602 میں جب اکبر فتح پور سیکری میں ایک بلند دروازہ تعمیر کروا رہا تھا اس

دوران صرف دو سائنسدانوں کے نام ملتے ہیں۔

اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں غوری خاندان نے 49 سال حکومت کی ،خاندان غلاماں نے 84 سال، خاندان خلجی نے 30 سال، خاندان تغلق 96 سال حکومت کی، خاندان سادات کا دور حکومت 36 سال پر محیط ہے، اور لودھی خاندان نے 65 سال برصغیر پر حکومت کی لیکن اتنے طویل عرصے میں تاریخ کسی نامور سائنسدان کا نام لینے سے قاصر ہے ۔

اب ایک نظریہ بھی دیکھ لیں کہ ہم نے ان چند گنے چنے سائنسدانون کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

☆ مامون الرشید کے دور میں ایک مشہور سائنسدان اور فلسفی یعقوب الکندی کے خلاف علماء نے کفر کے فتوئے لگائے اور اسکے قتل کے منصوبے بنانے لگے۔

☆ عباسیوں کے دور میں سائنس کی ترقی کے لیئے اور نام نہاد علمائکا توڑ کرتے ہوئے ایک خفیہ سائنسی تحریک چلی اور یہ تحریک ''اخوان الصفا'' کے نام سے مشہور ہوئی ۔اس تحریک کا ایک بڑا کارنامہ ایک سائنسی انسائیکلو پیڈیا تھا۔ جس پر بعد میں یورپ میں بہت کام ہوا۔

☆ سپین کے مسلمان فلسفی ابن ماجہ پر بھی کفر کے فتوئے لگے ۔وہ جان بچا کر پہلے غرناطہ اور پھر مراکش چلا گیا لیکن وہاں بھی اسکا پیچھا کیا گیا اور اڑتیس سال کی عمر میں اسے زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔

☆ ابن رشد کو مراکش میں ملحد قرار دیا گیا وہ قرطبہ ہجرت کر گیا یہاں بھی اس پر کفر کے فتوئے لگے اور ایک جمعہ کو اسے ایک ستون کے ساتھ باندھ کر لوگ اسکے منہ پر تھوکتے رہے۔

☆ ابن خلدون جیسا مشہور تاریخ دان بھی سائنس کی اہمیت کو نہ سمجھ سکا وہ بھی مسلمانوں کو علوم طبیعی سے دور رہنے کی تلقین کرتا رہا۔ یہ تلقین اس نے اپنی شہرہ آفاق

تصنیف تاریخ ابن خلدون کے مقدمے میں تحریر کی ہے۔

دوسرا حصہ۔ایک تقابلی جائزہ

☆ ابن خلدون کے انتقال سے ایک سال پہلے یورپ میں چھٹے بڑے پیچ بن رہے تھے جس کی وجہ سے مشینی دور کا آغاز ہوا۔ جس سال ابن خلدون کا انتقال ہوا اسی سال اٹلی کے عوامی گھڑیالوں (کلاک) میں پہلی بار کوائل سپرنگ لگائے گئے جس سے مشینی گھڑیوں کی ابتدائی شکل بنی۔

☆ 1429 میں جب ترک قسطنطنیہ پر حملہ کر رہے تھے اسی سال جرمنی میں گراری کا استعمال شروع ہوا۔

☆ 1451 میں جب بہلول لودھی دہلی میں اور شاہ محمد ثانی ترکی میں تخت نشینی کا جشن منا رہے تھے اور جرمی میں پہلی پرنٹنگ مشین ایجاد ہوئی جس سے دنیائے علم میں ایک انقلاب آ گیا۔

☆ 1498 میں جب ناصرالدین خلجی نے تخت نشینی کا جشن منایا تھا اسی سال سوئیٹزرلینڈ میں ایک ڈاکٹر نے اپنی بیوی کا پہلا کامیاب سیزیرین آپریشن کیا۔ اسی سال ہائیڈروجن گیس دریافت ہوئی ۔اور اسی ہی سال ہالینڈ میں پانی کی نکاسی کے لیئے پہلی بار پمپ کا استعمال کیا گیا۔

☆ جس دور میں ہمایوں اور شیر شاہ سوری آپس میں برسرپیکار تھے اسی دوران کوپرنیکس نے زمین کے متحرک ہونے کا نظریہ پیش کیا۔

☆ شہنشاہ اکبر کے دور حکومت (1582) کے دوران برطانیہ کے جیمز ششم نے ایڈنبرا یونیورسٹی قائم کی ۔اکبر کے ہی دور میں ہالینڈ میں 1590 میں خوردبین ایجاد ہوئی، گلیلیو نے دوربین ایجاد کیا ورمشتری کے گرد چاند دریافت کیے۔

☆ 1587 میں اٹلی میں پہلا پبلک بینک قائم ہوا۔

☆ 1602 میں جب اکبر فتح پور سیکری میں ایک بلند دروازہ تعمیر کروا رہا تھا اس

وقت جان وِسن نے شارٹ ہینڈ متعارف کراوائی۔

☆1609 میں دنیا کا پہلا اخبار شائع ہوا۔

☆1615 میں مغل دور حکومت میں ولیم ہاروے نے جسم میں دوران خون دریافت کیا۔

☆1618 میں جب لوگ ہندوستان میں اورنگ زیب کی پیدائش کا جشن منا رہے تھے اور ترکی میں سلطان عثمان ثانی کی تخت نشینی ہوئی اسی دوران کیپلر نے سیاروی حرکت کا تیسرا قانون پیش کیا اور اسی ہی سال یورپ میں معدنی گیس کو زمین سے نکال کر اسکو ایندھن کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔

☆ 1620 میں (اورنگ زیب کی پیدائش کے دو سال بعد) ولندیزی انجینیر جے ڈربیل نے پہلی آبدوز تیار کی۔

☆ 1625 میں جب شہزادہ خرم اور جہانگیر تخت کی جنگ میں مصروف تھے اور دوسری طرف جوہان گلوبر نے سوڈیم سلفیٹ دریافت کی۔

☆1639 میں بھاپ سے چلنے والے بحری جہاز کا افتتاح ہوا۔

☆ اسکے بعد 1600 سے 1700 اور پھر 1800 سے 1900 کے دوران تو ایجادات کی ایک طویل فہرست تیار ہوتی گئی لیکن سب غیر مسلم ممالک میں اور مسلمان تخت وتاج کی جنگ میں آپس میں ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے۔ یہ سب مسلمانوں کے لیئے لمحہ فکریا تھا ہے اور رہے گا۔

مسلمانوں کی اس سائنسی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے ایک سائنسی رسالے ''نیچر Nature'' اپنی مارچ 1983 کی اشاعت میں لکھتا ہے'' تقریباً ایک ہزار سال قبل مسلم دنیا نے سائنس کے میدان میں قابل فخر ترقی کی۔ خاص کر طب اور ریاضی میں اپنے عروج کے دور میں بغداد (عراق) اور جنوبی ہسپانیہ میں یونیورسٹیاں قائم کی گئیں اور ان یونیورسٹیوں دنیا کے ہزاروں بلکہ لاکھوں

لوگ مستفید ہوئے۔ اس دور میں حکمران بھی سائنس دانوں اور ہنرمندوں کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ جبکہ آج یہ بات قصہ پارینہ سے زیادہ کچھ نہیں''۔

اسی دکھ کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (شاعر اسلام) نے بھی محسوس کیا اور وہ اپنا درد کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

آتی ہے دمِ صبح صدا عرش بریں سے
کھویا گیا کس طرح تیرا جوہر ادراک
کس طرح ہوا کند تیرا نشتر تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک
تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزا وار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلام خس و خاشاک
مہر و ماہ و انجم نہیں محکوم تیرے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک
اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں
نے گرمی افکار نے اندیشہ بے باک

آج کل جو قومیں دنیا پر حکمرانی کر رہی ہیں ان کی حکمرانی کی بڑی وجہ '' غور وفکر'' ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس کائنات میں موجود نشانیوں پر غور وفکر کیا اور اسکے رازوں سے پردہ اٹھاتے چلے گئے۔ اسی غور وفکر سے بحر و بر کو تسخیر کیا۔ اسی غور وفکر سے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ایجاد ہوئے اور اسی غور وفکر سے فضاؤں اور پھر خلاؤں تک پہنچ گئے اور وہاں پر موجود اپنے خلائی سٹیشنوں کی مدد سے پوری دنیا کو اپنے کیمروں کی گرفت میں لے آئے۔ اور آج دنیا کے کسی ملک کا کوئی راز ان کے لیئے کوئی راز نہیں ہے۔ غرض یہ غور وفکر ہی ہے کہ آج مغربی اقوام نے حکمرانی کا تاج اپنے سر پر سجایا ہوا ہے اور ہم (مسلمان) ان کے دست نگر بن کر رہ گئے ہیں۔ اگر ہم

اس ''غور وفکر'' کے ہتھیار کو سمجھ جاتے جو ہمیں آج سے چودہ سو سال پہلے دیا گیا تھا تو آج اسلام اور مسلمان ایک طاقتور قوت ہوتے۔ مسلمان اگر غور وفکر کرتے تو اس کائنات کا خالق جو صرف ''کن فیکون'' کہہ کر کائنات تخلیق کر سکتا ہے تو کیا وہ مسلمانوں کو اتنی قوت بھی نہ دیتا جو قوت آج مغربی اقوام کے پاس ہے؟ وہ دیتا اور ضرور دیتا بلکہ اس سے زیادہ دیتا علامہ اقبال شکوہ جواب شکوہ میں اسی سلسلے میں کہتے ہیں

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہرو منزل ہی نہیں

امریکی رسالہ ''ٹیکنالوجی ریویو'' نے مئی 2004 کے شمارے میں ایجادات کا عالمی نقشہ شائع کیا ہے۔ اس نقشے میں جدید ایجادات کی دوڑ میں شامل دنیا کے ممالک کی درجہ بندی کی گئی ہے جسمیں پہلے دس ممالک غیر مسلم ممالک ہیں۔ جبکہ اس درجہ بندی میں صرف تین مسلم ممالک شامل ہیں جسمیں ملائیشیا 35 ویں نمبر ہے، ترکی 54 ویں نمبر پر ہے، اور مصر 55 ویں نمبر پر ہے۔ جبکہ تیل جیسی دولت سے مالا مال ممالک کسی گنتی میں بھی نہیں آتے۔ اسی طرح پاکستان کا نام بھی کسی گنتی میں نہیں ہے۔ یہ اعداد و شمار مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لیئے کافی ہیں (اور وہ بھی غیر مسلم مسلمانوں کو آئینہ دکھا رہے ہیں یعنی بقول اقبال

''مسلماں کو مسلماں کیا اقوام مغرب نے''

ایک مفکر قوموں کے عروج و زوال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے ''جس نسل کو ترقی کی قدر نہیں ہوگی وہ ختم ہو جائے گی'' اب ہم دیکھیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ اور ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

یہ صرف غور وفکر (ریسرچ) نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور ہم دوسری قوموں کے دست نگر بن کر رہ گئے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام کہتے ہیں ''کہ وہ نوبل انعام یافتہ سائنسدان مجھے بار بار یاد آتا ہے جسے چند سال پہلے طبیعات کا نوبل انعام ملا تھا اور اسکا تعلق ایک یورپی ملک سے تھا۔ ایک روز اس نے مجھ سے عجیب سوال کیا۔۔۔۔۔۔ کہنے لگا۔۔۔۔ کیوں مسٹر سلام کیا یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان قوموں کو پالتے رہیں، اور امداد دیتے رہیں، قرضہ دیتے رہیں جنہوں نے انسان کے علم میں ذرا برابر بھی اضافہ نہیں کیا؟''

کیا وہ قوم ہم تو نہیں ہیں؟

باب نمبر2 کن فیکون

ترجمہ۔ وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

(البقرہ۔ سورہ نمبر2۔ آیت نمبر117۔ پارہ نمبر2-1)

The originator of the heavens and the earth; when He decrees a thing. He says to it ; Be and it is.

ترجمہ۔ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری بات یہی ہے کہ اسکو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا؛ تو وہ ہو جاتی ہے۔ (النحل۔ سورہ نمبر16۔ آیت نمبر40۔ پارہ نمبر14)

And our word to a thing,when We intend it is only that we say to it; Be ;and it is.

ترجمہ۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

(یٰسین۔ سورہ نمبر36۔ آیت نمبر82۔ پارہ نمبر23-22)

But His command ,when He intends a thing, is only that He saysto it ; Be ; and it is.

ترجمہ۔ وہی تو ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کوئی کام کرنا (اور کسی کو پیدا کرنا) چاہتا ہے تو اس سے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

(المومن۔ سورہ نمبر40۔ آیت نمبر68۔ پارہ نمبر24)

He it is who quickens and gives death.. When He decides on some matter,He merely tells it, Be and it is.

کن فیکون کی مثالیں قرآنی آیات کے حوالے سے درج ذیل ہیں

ترجمہ۔ عیسی کا حال اللہ کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ ہو جا تو وہ انسان ہو گیا۔

(آل عمران۔ سورہ نمبر3۔ آیت نمبر59۔ پارہ نمبر4-3)

The case of Jesus with Allah is the same as of Adam.He created him of dust, then He said to him; Be; and he was.

ترجمہ۔ اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے اور جس دن وہ فرمائے گا کہ ہو جا تو (حشر برپا) ہو جائے گا۔

(الانعام۔ سورہ نمبر6۔ آیت نمبر73۔ پارہ نمبر8-7)

He it is who created the heavens and the earth in truth. In that day whenHe says Be ; it is.

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے لیئے اولاد کا ہونا لائق نہیں وہ پاک ہے۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

(مریم۔ سورہ نمبر19۔ آیت نمبر35۔ پارہ نمبر16)

وہ سورتیں جن میں کن فیکون کا ذکر ہوا ہے ان کی تعداد سات ہے وہ یہ ہیں

۱۔البقرہ ۲۔النحل ۳۔یٰسین ۴۔آل عمران ۵۔المومن
۶۔الانعام ۷۔مریم

کن فیکون ۔۔(ہو جا۔ بس وہ ہو جاتا ہے) اس مختصر مگر پر معنی فقرے میں اس بات یا حقیقت کا ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالی کو کائنات کی تخلیق اور ایجاد میں اسباب اور وسائل کی ضرورت نہیں صرف اسکا حکم اور اشارہ ہی کافی ہے۔

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تفسیر میں

لکھا ہے کہ خدا کا جو یہ قول ہے کہ ''کن فیکون'' نہ تو اس سے مراد کسی کی طرف خطاب کرنا ہے اور نہ حکم دینا ہے اس لیئے کہ اگر یہ امر معدوم چیزوں کے لیئے ہو تو وہ تو محال ہے اور اگر موجود چیزوں کے لیئے ہو تو موجودہ چیزوں کو کہنا ہوگا کہ موجود ہو جاؤ اور یہ بھی محال ہے بلکہ اس سے مراد جتلانا ہے کہ خدا کی قدرت اور خواہش تمام کائنات کے ہونے اور موجودات کے ایجاد پانے میں نافذ ہے۔

پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان لفظوں کے لغوی معنی ہی مراد ہیں یہ انکی غلطی ہے اور اس امر کے محقق ہونے میں کہ خدا جو کرتا ہے اسی قانون کے مطابق کرتا ہے جو اس نے ان چیزوں کے موجود ہونے کے لیئے بنایا ہے کچھ خلل واقع نہیں ہوتا۔

(تفسیر القران۔ سر سید احمد خان)

باب نمبر 3

تخلیق کائنات۔ حضرت ابوذر بخاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے وصال تک ہر بات سے آگاہ فرمایا حتی کہ جو پرندہ اپنے پروں سے اڑتا ہے اس کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا اور اس سے ہمیں باخبر کر دیا۔

امام بخاری نے اپنی کتاب ''احادیث صحیح بخاری'' میں تخلیق کائنات کے آغاز کا ذکر کیا ہے۔ عیسی بن موسیٰ غنجار سے بحوالہ رقیہ، قیس بن مسلم اور طارق بن شہاب مروی ہیں کہ آخر الذکر نے انہیں بتایا کہ ایک روز جب رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے ساتھ کھڑے تھے تو آپ ﷺ نے تخلیق کائنات سے لے کر اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کوائف ہم سے بیان فرمائے۔ بہر حال جس نے انہیں یاد رکھا اور جس نے انہیں بھلا دیا۔ یہ روایت ابو مسعود دمشقی اور امام بخاری نے بھی بیان کی ہیں۔ جسے عیسیٰ غنجار نے ابی حمزہ اور رقیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ یہی روایت امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں یوں بیان فرمائی ہے ''ہم سے ابو عاصم (ایک اور نسخے میں یہ نام ابو عاصم کی بجائے ابو عامر لکھا ہے جبکہ راویوں کے نام ایک ہیں)۔ عذرہ بن ثابت، علبا بن احمر الشکیری اور حضرت ابوزید انصاری نے بیان کیا ہے'' (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد آپ منبر پر تشریف فرما ہو کر ظہر تک ہم سے خطاب فرماتے رہے پھر ظہر کی نماز کے بعد اسی طرح ہم سے عصر تک خطاب فرمایا پھر عصر کی نماز سے فراغت کے بعد مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد خطاب فرمایا۔ آپ نے ان من جملہ خطبوں میں تخلیق کائنات سے لے کر قیامت کے آنے تک تمام کوائف کا ذکر فرمایا اور ہم نے انہیں اپنے حافظے میں محفوظ کر لیا۔ اس روایت کو امام مسلم نے تقریباً اس طرح اپنی کتاب ''احادیث صحیح مسلم'' میں عنوان کتاب الفتن کے تحت یعقوب بن ابراہیم الدورقی، حجاج بن شاعر کے حوالے سے بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ ان جملہ حضرات کی بیان کردہ یہ حدیث نبوی ﷺ اصلاً سینہ بہ

دیگر ے ابی بن حاتم ضحاک بن مخلد، نبیل بن عذرہ، ابی زید بن عمرو بن اخطب اور رفاعہ انصاری سے مروی ہے۔

تخلیق کائنات سے پہلے۔ مسند احمد میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو تمیم تم خوشخبری قبول کروانہوں نے کہا خوشخبریاں تو آپ نے سنادیں اب کچھ اور دلوائیے آپ ﷺ نے فرمایا اے اہل یمن تم قبول کروانہوں نے کہا ہمیں قبول ہے مخلوق کی ابتدا تو ہمیں سنائیے کہ کس طرح پیدا ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تھا اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس نے لوح محفوظ پر ہر چیز کا تذکرہ لکھا۔ راوی حدیث حضرت عمران کہتے ہیں حضور ﷺ نے اتنا ہی فرمایا تھا جو کسی نے آن کر مجھے یہ خبر دی کہ تیری اونٹنی زانو کھلوا کر بھاگ گئی ہے میں اسے ڈھونڈنے چلا گیا پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا بات ہوئی۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے اللہ تھا اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا۔ ایک اور روایت میں ہے اس کے ساتھ کچھ نہ تھا اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس نے ہر چیز کا تذکرہ لکھا پھر آسمان وزمین کو پیدا کیا مسلم کی حدیث میں ہے زمین وآسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر لکھی۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔

کائنات بنانے سے پہلے کی کیفیت کا بیان

کائنات بنانے سے پہلے کیا تھا اور اسکی کیفیت کیا اس کے بارے میں قرآن پاک میں کئی جگہ اس کا ذکر آیا ہے۔ اس میں ان تمام سوالات کا جواب بھی ملتا ہے جو انسان کے ذہن میں اٹھتے ہیں یعنی

۱۔ اس کائنات سے پہلے کیا تھا؟

۲۔ اس کائنات بنانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھا؟

۳ یہ کائنات کس چیز یا مادے سے بنائی گی؟

۴۔ یہ کائنات کتنے عرصے میں بنی؟

۵۔ کیا یہ کائنات ہمیشہ رہے گی یا اسکی بھی کوئی خاص مدت متعین ہے؟

ان تمام سوالات کا جواب ہمیں قرآنی آیات اور پھر پھر کئی معتبر حوالوں سے ملتا ہے۔

۱۔ اس کائنات سے پہلے کیا تھا ؟

قرآنی آیات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کائنات کی تخلیق سے خدا کے سوا کوئی شے موجود نہیں تھی اور اچانک عدم سے وجود میں آ گئی جیسا کہ قرآن پاک کی یہ آیت ہمیں بتاتی ہے۔ ’’کان اللہ الم یکن قبلہ شیء وکان عرشہ علی الماء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ ‘‘

۲۔ اس کائنات بنانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھا ؟

آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر لکھی اس کا عرش پانی پر تھا۔

مسند میں ہے امام احمد بہز، حماد بن سلمہ، ابو لعیلی، ابن عطا، وکیعبن جد ساس اور ان کے چچا رزین لقیط بن عامر بن منتفق عقیلی کے حوالے

سے روایت کرتے ہیں کہ زرین لقیط بن عامر نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مخلوق کی پیدائش سے پہلے ہمارا پروردگار کہاں تھا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''عما'' میں یعنی وہ لامکاں میں تھا جس کے اوپر اور نیچے (بینام ہوائی) خلا تھا (یا نیچے بھی ہوا اور اوپر بھی ہوا) پھر اس نے اپنا عرش پانی پر تخلیق فرمایا۔ یہ روایت ترمزی کتاب التفسیر میں بھی ہے۔ سنن ابن ماجہ میں بھی ہے۔ امام ترمزی اسے حسن کہتے ہیں۔ امام احمد نے یہی روایت حدیث مبارکہ یزید بن ہرون اور حماد بن سلمہ کے حوالے سے بیان کی ہے۔ مجاہد کا قول ہے کہ کسی چیز کو پیدا کرنے سے پہلے عرش الٰہی پانی پر تھا ۔ وھب، ضمرہ، قتادہ، ابن جریر وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے ابتداء مخلوق کسطرح ہوئی ۔ ابن عباس فرماتے ہیں بوجہ بلندی کے عرش کو عرش کہا جاتا ہے۔ سعد طائی فرماتے ہیں عرش سرخ یاقوت کا ہے۔ محمد بن اسحاق فرماتے ہیں اللہ اسی طرح تھا جس طرح اس نے اپنے نفس کریم کا وصف کیا۔ اس لیے کہ کچھ نہ تھا، پانی تھا اس پر عرش تھا۔ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوا کہ پانی کس چیز پر تھا؟ آپ نے فرمایا ہوا کی پیٹھ پر۔

تخلیق ارض و سماوات سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے مقام کا ذکر سورہ ہود میں یوں فرماتا ہے

ترجمہ۔ ''اور وہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور اسوقت اسکا عرش پانی پر تھا''.

۳۔ یہ کائنات کس چیز یا مادے سے بنائی گئی یا کہ تخلیق کا مادہ کیا تھا؟

یعنی آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے پانی تخلیق ہوا جو آئندہ اشیاء کا مادہ حیات بننے والا تھا۔ ربیع بن انس کہتے ہیں کہ تخلیق کائنات سے پہلے اسکا عرش پانی پر تھا ۔ جب زمین و آسمان کو پیدا کیا تو اس پانی کے دو حصے کردیئے۔ نصف عرش کے نیچے

یہی بحر مسجود ہے۔ (اسکا ذکر پہلے سوال میں بھی ہو چکا ہے)

(جبکہ اب اسکا عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے) گویا یہ ایک صورت تھی جو اس حقیقت کو ظاہر کر رہی تھی کہ کائنات کا مادہ اور ذریعہ حیات بالکلیہ رب العرش کے تسلط و تصرف اور قیومیت مطلقہ کے ماتحت ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔ ''یہ زمین و آسمان پہلے ایک ہی ہیولہ تھے پھر ہم نے انہیں الگ الگ کردیا''.

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے ''اللہ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا جبا اسوقت دھواں چھایا ہوا تھا''.

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ ''کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جدا جدا کردیا اور تمام جاندار چیزیں ہم نیپانی سے بنائیں۔ پھر لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے''.

اس سورہ میں تخلیق کائنات سے پہلے کی کیفیت بھی بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد کی بھی ۔ کہ آسمان اور زمین پہلے آپس میں ملے ہوئے تھے ہم نے ان کو جدا جدا کیا۔ قرآن پاک کے الفاظ میں آسمان اور زمین کو ''رتق'' کی ابتدائی حالت بتایا گیا ہے۔ (یعنی رتق کے معنی ایک دوسرے میں گھسنے کے ہیں یا پھر آپس میں گھل مل جانا اور آمیزہ کے ہیں۔ یہ لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں دو اشیاء آپس میں مل کر ایک نئی مکمل شئے کو وجود بخشتی ہیں)۔ ابتداء میں زمین اور آسمان دونوں ظلمت عدم میں ایک دوسرے سے غیر متمیز پڑے تھے ۔ پھر وجود کے ابتدائی مراحل میں بھی دونوں خلط ملط رہے۔ اسی طرح اس آیت میں ایک اور لفظ ''فتق'' استعمال ہوا ہے جسکا مطلب ہے ''ہم نے ان کو الگ کیا''۔ یہ لفظ کسی چیز کو پھاڑ کر یا چیر کے یا رتق کی شکل کو تباہ کرتے ہوئے وجود میں آنے پر لاگو ہے۔

علامہ عثمانی تفسیر عثمانی میں فرماتے ہیں کہ ابتداز مین وآسمان دونوں ظلمت عدم میں ایک دوسرے سے غیر متمیز پڑے تھے۔ پھر وجود کے ابتدائی مراحل میں بھی دونوں خلط ملط رہے۔ پھر قدرت نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اس تمیز کے بعد ہر ایک طبقات الگ الگ بنے۔ اس پر بھی منہ بند تھے۔ نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی نہ زمین سے روئیدگی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے فائدے کے لیئے دونوں کے منہ کھول دیئے۔ اوپر سے پانی کا دھانہ کھلا نیچے سے زمین کے مسام کھل گئے۔ اسی زمین میں حق تعالیٰ نے نہریں اور کانیں اور طرح طرح کے سبزے نکالے۔ آسمان کو کتنے بے شمار ستاروں سے مزین کر دیا جس میں سے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدا رکھی۔

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور کسی چیز کو پیدا نہیں کیا تھا جب اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو پانی سے دھواں بلند کیا وہ اونچا چڑھا اور اس سے آسمان بنائے پھر پانی خشک ہو گیا اور اس کی زمین بنائی۔ پھر اس کو الگ الگ کر کے سات زمینیں بنائیں۔ اتوار اور پیر کے دو دن میں یہ ساتوں زمینیں بن گئیں۔

زمین مچھلی پر ہے اور مچھلی وہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔ ن والقلم مچھلی پانی میں ہے اور پانی صفاۃ پر ہے اور صفاۃ فرشتے پر اور فرشتے پتھر پر۔ زمین کانپنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو گاڑ دیا اور وہ ٹھہر گئی۔ پہاڑ زمین کی پیداوار درخت وغیرہ زمین کی کل چیزیں منگل اور بدھ کے دو دنوں میں پیدا کیں۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو دھواں تھا ؤسمان بنایا پھر اس میں سات آسمان۔ (جمعرات اور (جمعہ کے دو دنوں میں جمعہ کے دن کو جمعہ اس لیئے کہا جاتا ہے کہ اس میں زمین و آسمان کی پیدائش جمعہ ہوگئی۔)

مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو آسمان سے پہلے پیدا کیا اور اس

سے جو دھواں اوپر چڑھا اس کے آسمان بنائے جو ایک پر ایک اسطرح سات ہیں۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی پیدائش آسمانوں سے پہلے ہے۔ جیسے سورہ سجدہ کی آیت میں ہے۔ صرف قتادہؒ فرماتے ہیں کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباس سے جب یہ سوال ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ زمین پیدا تو آسمان سے پہلے کی گئی لیکن بعد میں پھیلائی گئی ہے۔

ترجمہ۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان و زمین کو پیدا کیا اور اسکا عرش پانی پر تھا۔ (سورہ ہود)

مسند احمد میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو تمیم تم خوشخبری قبول کرو ا۔ انہوں نے کہا خوشخبریاں تو آپ نے سنا دیں اب کچھ دلوایئے آپ ﷺ نے فرمایا اے اہل یمن تم قبول کرو انہوں نے کہا ہمیں قبول ہے۔ مخلوق کی ابتداء تو ہمیں سنایئے کہ کسطرح پیدا ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تھا اسکا عرش پانی پر تھا اس لوح محفوظ پر ہر چیز کا تذکرہ لکھا۔ راوی حدیث حضرت عمرانؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اتنا ہی فرمایا تھا جو کسی نے آن کر مجھے یہ خبر دی کہ تیری اونٹنی زانو کھلوا کر بھاگ گئی ہے میں اسے ڈھونڈنے چلا گیا پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا بات ہوئی۔ یہ حدیث بخاری، مسلم میں بھی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے اللہ تھا اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا۔ ایک اور روایت میں ہے اس کے ساتھ کچھ نہ تھا اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس نے ہر چیز کا تذکرہ لکھا پھر آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ مسلم کی حدیث میں ہے زمین وآسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر لکھی۔ اسکا عرش پانی پر تھا۔

قیامت وہ دن ہے جب یہ سورج چاند ستارے زمین وغیرہ سب اپنے انجام کو پہنچیں گے یعنی یہ کائنات (Universe) ختم ہو جائے گی

کائنات کی تخلیق اور مشرفین

مولانہ عثمانی تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں مجوس دنیا کے لیئے دوخالق مانتے ہیں "یزداں" جوخالق خیر ہےاور "اہرمن" جوخالق شر ہےاور دونوں کونور ظلمت سے ملقب کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشرقین 33 کروڑ دیوتاؤں کے قائل ہیں۔آریا سماج باوجوداد عائے توحید "مادہ" اور "روح" کوخدا کی طرح غیر مخلوق اوراناد ی کہتے ہیں اور خدا کو اپنی صفت تکوین وتخلیق وغیرہ میں ان دونوں کامحتاج کہتے ہیں۔ عیسائیوں کو باپ بیٹے کاتوازن وتناسب قائم رکھنے کے لیئے آخر تین ایک اور تین کا مشہورعقیدہ اختیار کرنا پڑا ہے،۔

یہودیوں نے خداتعالی لیئے وہ صفات تجویز کیں کہ ایک معمولی انسان بھی نہ صرف اسکا ہمسر بلکہ اس سے برتر ہوسکتا ہے۔عرب کے مشرکین نے تو خدا کی تقسیم میں یہاں تک سخاوت دکھائی کہ شائیدان کے پہاڑ کاہر پتھرنوع انسانی کا معبود بننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔غرض آگ، پانی، سورج، ستارے، درخت، پتھر، حیوان، وغیرہ کوئی چیز انہوں نے نہیں چھوڑی جسے خدائی کا کچھ حصہ نہ دیا ہو اور عبادت و استعانت وغیرہ کےوقت اس خداکے برابر نہ بٹھایا ہو۔

حالانکہ وہ ذات پاک جوتمام صفات پاک کی جامع اور ہرقسم کی خوبیوں کا منبع ہونے کی وجہ سے سب تعریفوں اور ہر ترح کی حمد وثنا کی بلاشرکت غیرے مستحق ہے۔جس نے آسمان وزمین یعنی کل علویات وسفلیات کو پیدا کیا اسے اپنے افعال میں نہ کسی حصہ دار مددگار کی ضرورت ہوسکتی ہے نہ اسکی معبودیت اور الوہیت میں کوئی شریک ہوسکتا ہے۔ نہ ربوبیت میں نہ اسکے ارادے پر کوئی غالب آسکتا ہے۔ اس لیئے اللہ تعالی سورہ الانعام میں فرماتا ہے۔

"سب تعریفیں اللہ کے لیئے ہیں جس نے پیدا کیے آسمان اورزمین اور بنایا اندھیرا اور جالا پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ اوروں کو برابر کیے دیتے ہیں"

نیوٹن بھی کہتا ہے "کواکب کی حرکات حالیہ ممکن نہیں کہ محض عام قوت جاذبہ کے فعل کا نتیجہ ہوں۔ یہ قوت جاذبہ تو کواکب کوشمس کی طرف دھکیلتی ہے۔اس لیئے کواکب کوسورج کے گردحرکت دینے والا ضروری ہے کوئی ہاتھ ہو۔ جو باوجود قوت جاذبہ کی عام کشش کے ان کواپنے مدارات پرقائم رکھ سکے۔

کوئی سبب طبعی ایسانہیں بتلایا جاسکتا جس نے تمام کواکب کوکھلی فضا میں جکڑ کر بند کر دیا ہے کہ وہ سب سورج کے گرد چکر لگاتے وقت ہمیشہ معین مدارات پر اور خاص جہت ہی میں حرکت کریں جن میں کبھی تخلف نہ ہو پھر کواکب کی حرکات اور درجات سرعت میں ان کی اور سورج کی درمیانی مسافت کوملوظ رکھتے ہوئے جو دقیق تناسب اور عمیق توازن قائم رکھا گیا ہے کوئی سبب طبعی نہیں جس سے ہم ان کو منظم اور محفوظ جان سکیں۔ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا نظام کسی ایسے زبردست حکیم وعلیم کے ماتحت ہے جو ان اجرام سماویہ کے مواد اور کمیات سے پورا پورا واقف ہے"۔

ایک طرف اجرام فلکی جواپنے اپنے مخصوص مدار پر گھوم رہے ہیں۔دوسری طرف جب ہم دنیا کی مختلف ہوائی سروس کودیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کرہ ہوائی میں بیک وقت کئی ہوائی جہاز محو پرواز ہوتے ہیں جب یہ جہاز پرواز کے لیئے تیار ہوتے ہیں تو ان کوان کے اڑنے کی بلندی (Altitude) بتادی جاتی ہے اوران کو اس بات کاپابند کیا جاتا ہے کہ وہ صرف بتائی ہوئی بلندی پر ہی پرواز کریں وگرنہ کوئی حادثہ ہوسکتا ہے کیونکہ کسی اور بلندی پر کوئی اور جہاز پرواز کرسکتا ہے جو اس سے ٹکرا سکتا ہے۔

باب نمبر3

کائنات Universe

کائنات سے کیا مراد ھے

ماہرین فلکیات لفظ ''Universe'' کو کائنات کے لیئے استعمال کرتے ہیں جس میں خلا اور اسمیں موجود تمام اجسام شامل ہوں یونی ورس یا کائنات کہلاتی ہے۔اجسام سے مراد سورج چاند ستارے ہی نہیں بلکہ اس میں موجود لاکھوں کروڑوں کہکشائیں اوران کہکشاوں کے اندر لاکھوں کروڑوں نظام شمسی اوران کے اندر موجود ستارے اور سیارے ہیں۔جبکہ کائنات کی ابتداء، ساخت، بناوٹ اور ارتقاء کے علم کو کاسمولوجی (Cosmology) کہتے ہیں۔

زمین اور ساتوں آسمانوں کے درمیان چھوٹی سے چھوٹی چیز (Subatomic Particle) سے لیکر بڑی سے بڑی کہکشاں اور ان کہکشاؤں کے درمیان موجود خالی جگہیں (Black Holes) اور ان کے درمیان معلوم اور نامعلوم جگہوں کو کائنات کہتے ہیں۔

کائنات کے بارے میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کائنات میں وہ سب کچھ ہے جو ہم سوچ سکتے ہیں اور یا شاید اس سے بھی زیادہ۔یہ جاندار اور بے جان مادوں، گیسوں، نیبولا (Nebula)، بے پناہ وسیع خلاؤں اور کثیف چیزوں جیسے نیوٹران ستاروے (Neutran Stars) پر مشتمل ہے۔

سائنس دان تو یہاں تک کہتے ہیں کہ شائد ایک سے زائد کائنات موجود ہیں گرچہ ایسی کوئی کائنات ابھی تک دریافت نہیں ہوئی۔

کائنات کے بارے میں قدیم تصورات

کائنات کے بارے میں کب سے سوچا جارہا ہے اسکے بارے میں کسی حتمی تاریخ کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ہاں البتہ کائنات کے بارے میں ہر کوئی سوچتا ضرور ہے لیکن اپنے اپنے پس منظر میں۔یوں یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ کائنات کے بارے میں اس وقت سے سوچا اور غور کیا جارہا ہوگا جب سے پہلے آدم نے آسمان کی طرف دیکھا ہوگا یوں اس وقت سے علم کائنات کی ابتداء ہوگئی ہوگی۔

اھل بابل کے مطابق سورج چاند اور (اسوقت) پانچ معلوم شدہ سیارے دیوتا تھے۔ان سیاروں کو وہ لوگ دوران سفر بطور گائیڈ (سمت کا تعین کرنے کے لیئے) استعمال کرتے تھے۔کائنات کے بارے میں یہ شوق ان کو بہت آگے لے گیا اور اسوقت انہوں نے بہت سی کہکشائیں، ستاروں کے جھرمٹ وغیرہ دریافت کر لیئے تھے اور ان کے نام بھی رکھے تھے۔

قدیم یونانیوں کے نظریات بھی کائنات کے بارے میں اہل بابل سے ملتے جلتے تھے۔ہمیں تاریخ کے ابتدائی دور میں کائنات کے بارے میں جتنی بھی معلومات ملی ہیں وہ ارسطو کی کتاب De Gaelo سے ملی ہیں۔

یونانی فلاسفروں نے کائنات کو گول شئے سے تعبیر کیا۔ کروی یا گول کائنات کا تصور سولہویں صدی عیسوی تک قائم رہا۔

جہاں تک کائنات کے بارے میں **عیسایوں** کا تعلق ہے ان کے علم کا محور پادری تھے جو کسی نئی سوچ اور نئے نظریے کے سخت مخالف تھے۔

قدیم زمانے کے مصریوں کا عقیدہ تھا کہ کسی ہیولے کے سمندر میں سے سے ایک انڈا نکلا جو دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا ایک حصہ آسمان بن گیا اور دوسرا زمین۔

قدیم ناروے کے باشندوں کا عقیدہ تھا کہ زمین بڑی چڑیا کا انڈا ہے۔

ہندوستان کے قدیمی لوگوں کا عقیدہ تھا کہ برہما نے ایک طویل عرصے تک گیان دھیان میں مصروف رہنے کے بعد سونے کا انڈا دیا جو کائنات کے برابر تھا۔ اس کائناتی انڈے سے ایک حصہ الگ ہو کر زمین بنا۔

بنی اسرائیل میں زہرہ اور دوسرے سیارے مشتری کے بارے میں یہ خیال تھا کہ دونوں شروع میں طوائفیں تھیں ان کے ناچنے اور گانے کی بہت شہرت تھی کہ ایک مرتبہ ہاروت اور ماروت نامی دو فرشتوں نے ان دونوں گانے والیوں کا گانا اس شرط سنا کہ وہ ان دونوں کو جنت کا راستہ بتا دیں گے۔ گانے کے بعد جب ان دونوں کو جنت پہنچا دیا گیا تو

خدا نے ناراض ہو کر ان دونوں زہرہ اور مشتری کو سزا کے طور پر ستارے بنا کر آسمان پر لٹکا دیا اور ہاروت اور ماروت دونوں کو (چاہ) بابل کے ایک کنوئیں میں لٹکا دیا۔ اور باقی تمام فرشتوں کو بغیر اجازت زمین پر اترنے سے روک دیا گیا۔

مسلمان سائنس دان اور ماہرین ریاضی نے بھی کائنات کے بارے میں لکھا لیکن کائنات کے بارے میں ان کے خیالات یونانیوں جیسے ہی تھے۔ مسلمانوں نے ستاروں کی رفتار کا ٹھیک ٹھیک حساب لگایا اور کئی مشاہدہ گاہیں قائم کیں۔

یہودی، عیسائی، اور مسلم روایات کے مطابق کائنات کی ابتدا ماضی کے ایک مخصوص وقت میں ہوئی۔

سینٹ آگسٹن (St Agustine) نے اپنی کتاب Book of Genesis میں کائنات کی تخلیق کی تاریخ پانچ ہزار سال قبل مسیح تسلیم کی ہے۔ (دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ تاریخ دس ہزار سال قبل مسیح آخری برفانی دور کے اختتام سے زیادہ دور نہیں ہے۔ جبکہ آثار قدیمہ کے ماہرین کے مطابق تہذیب کی اصل ابتدا اسی دور میں ہوئی۔

کائنات قرآن کی نظر میں

کائنات کے بارے میں قرآن پاک سے جو معلومات ہمیں ملتی ہیں ان کا ذکر کئی سورتوں میں ملتا ہے۔ ان سورتوں میں کئی آیات اس سلسے میں ہمیں کائنات کے بارے میں بیش بہا معلومات دے رہی ہیں۔

یہ آیات درج ذیل ہیں

زمین و آسمان کتنی مدت میں بنے۔

ترجمہ۔ اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔ (سورہ ہود۔ نمبر 7۔ آیت نمبر 11)

تخلیق کائنات کے عمل میں مدد کے لیے اللہ نے کسی مخلوق کو نہیں بلایا۔

ترجمہ۔ میں نے ان کو نہ تو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت۔ اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو مددگار بناتا۔ (الکھف۔ سورہ 18۔ آیت نمبر 51)

تخلیق کائنات پر اللہ تعالیٰ کو کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

ترجمہ۔ کیا انہوں نے نہیں سمجھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ (ہاں) وہ ہر چیز قادر ہے۔ (الاحقاف۔ سورہ 46۔ آیت نمبر 33)

ترجمہ۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان میں ہے سب کو چھ دن میں بنایا اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں۔

(سورہ ق۔ سورہ نمبر 50۔ آیت نمبر 38۔ پارہ نمبر 26)

☆ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔ (سورہ الزمر)

☆ کچھ شک نہیں کہ تمھارا پروردگار ہی (سب کچھ) پیدا کرنے والا ہے (اور) جاننے والا ہے (الحجر)

☆ بھلا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے؟ کیوں نہیں۔ اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا (اور) علم والا ہے۔

☆ اور ہم ہی نے آسمان اور زمین کو جو (مخلوقات) ان میں ہیں سب کو چھ دن میں بنایا اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں۔ (سورہ ق)

☆ اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور (اس وقت اسکا عرش پانی پر تھا) (سورہ ہود)

☆ جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ (حدید)

☆ میں نے ان کو نہ تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت۔ اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو مددگار بناتا۔ (الکھف)

☆ سب خوبی اللہ کی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنا کھڑا کیا۔ فرشتوں کو پیغام لانے والا ٹھہرایا۔---------(سورہ فاطر)

☆ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے

اور اسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اسی کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے) یہ اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔ (سورہ الاعراف)

☆ کیا نہیں دیکھتے جس (اللہ) نے زمین و آسمان بنائے۔ (بنی اسرائیل)

☆ اور آسمانوں کو ہم ہی نے ہاتھوں سے بنایا اور یقیناً ہم کشادگی کرنے والے ہیں۔ (سورہ الذریات)

☆ اللہ وہ ہے جس نیسات آسمان بنائے اور اتنی ہی زمینیں بھی۔
(سورہ الطلاق)

☆ اسکی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے۔
(سورہ الشوری)

☆ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق (کا منصوبہ بنانے) والا، اسے نافذ کرنے والا (اسکے مطابق) صورت گری کرنے والا ہے۔ اسکے لیئے بہترین نام ہیں ۔ ہر چیز جو آسمان اور زمین میں ہے اسکی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ (سورہ الحشر)

☆ ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی اس میں ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ (سورہ بنی اسرائیل)

☆ اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہہ دیں گے کہ ان کو غالب (اور) علم والے (اللہ) نے پیدا کیا۔ (سورہ الزخرف)

☆ اور اگر ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور

چاند کو کس نے (تمھارے) زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے اللہ نے۔ تو پھر یہ کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔ (سورہ العنکبوت)

☆ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسکے ہاتھ میں ہیں وہ جس کے لیئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لیئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ (سورہ الشوری)

☆ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک خاص مدت ہی کے لیئے پیدا کیا ہے۔ (سورہ الروم)

☆ ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا۔ (الاحقاف)

☆ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بہترین تدبیر کے ساتھ پیدا کیا۔ (سورہ ابراہیم)

کائنات کی ابتدا موجودہ سائنس کی نظر میں

کائنات کے حوالے سے سائنسی نظریات کے ارتقاء کی تاریخ جو مغربی مورخین نے مرتب کی ہے اس میں سب سے پہلا مقام یونانی مفکر طالیس Thales (636ق۔م۔546ق۔م) کو حاصل ہے۔

ایک اندازے کے مطابق کائنات کی ابتداء 15 تا 20 ارب سال قبل ہوئی ابتدائے کائنات کا یہ واقعہ بگ بینگ (Big Bang Theory) یعنی بڑا دھماکہ کہلاتا ہے۔ اسی دھماکے سے مادے معرض وجود میں آئے جن سے یہ کائنات بنی ہوئی ہے۔ اس دھماکے کے چند

منٹوں کے اندر الیکٹرون اور پروٹون کے ملنے سے ہائیڈروجن اور ہیلیم بنی۔ اولین ستارے بھی انہی دو عناصر سے ملکر بنے۔ بگ بینگ ماڈل سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب بڑا دھما کہ ہوا تو بعد میں یہ پھیلتا چلا گیا اس پھیلاؤ کے دوران کائنات کا حجم (Mass) اکھٹا ہوا جس سے بے شمار ستارے بنے۔ یہ ستارے کہکشاؤں میں مرکوز ہوئے یوں کئی کہکشائیں بنتی چلی گئیں اور مہیب خلاؤں میں پھیلتی گئیں۔ یہ کہکشائیں اب بھی ایک دوسرے سے پرے ہٹتی جارہی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کائنات کا پھیلاؤ پندرہ بلین نوری سال ہے۔

سورج اور نظام شمسی کی تشکیل میں ''سحابیے کا مفروضہ'' Nebular Hypothesis سب سے زیادہ مقبول ہے۔ اس نظریہ کے مطابق نظام شمسی کے تمام سیارے وغیرہ گیس کے ایک بڑے بادل سے وجود میں آئے۔ اس مہیب اور کثیف بادل میں ہائیڈروجن اور ہیلیم کی مقدار سب سے زیادہ تھی۔

کائنات کے دو بڑے نقشے

ماہرینِ فلکیات کی دو علیحدہ ٹیموں نے سلون ڈیجیٹل سکائی سروے (S.D.S.S) سے حاصل شدہ ڈیٹا استعمال کرتے ہوئے کائنات کے دو نقشے تیار کیئے ہیں۔

پہلے گروپ کی سربراہی پرنسٹن یونیورسٹی امریکہ کے نگھیل پدمنابھان نے کی جس نے چھ لاکھ کہکشاؤں پر مشتمل کائناتی نقشہ تیار کیا۔

دوسرے گروپ کا تعلق یونیورسٹی آف برٹش کولمبیا کنیڈا سے ہے جبکہ اس کے سربراہ کرس بلیک تھے۔ انہوں نے جو نقشہ تیار کیا ہے وہ اب تک کائنات کا سب سے بڑا نقشہ ہے۔ اس نقشے میں دس لاکھ کہکشاؤں کو دکھایا گیا ہے۔ اس کائناتی نقشے میں بعض کہکشاؤں کا زمین سے فاصلہ پانچ ارب نوری سال سے بھی زیادہ ہے۔

ان دونوں نقشوں میں اہم بات یہ ہے کہ ان دونوں نقشوں میں آسمان کے صرف دس فیصد حصے کو شامل کیا گیا ہے

کائنات کی جسامت

کائنات کی جسامت کا اندازہ لگانے کے لیئے اگر صرف نظام شمسی (سورج، زمین، چاند، دیگر سیارے اور انکے چاند) کا ماڈل تیار کیا جائے جس میں سورج کا قطر چھ انچ ہو تو نظام شمسی کے ایسے ماڈل کی وسعت بھی ایک چھوٹے سے قصبے کے برابر ہوگی اور زمین اس میں ایک ذرے کے برابر ہوگی جبکہ زمین سے دوسرے نزدیک ترین سیارے کا فاصلہ تقریباً دو ہزار میل کے فاصلے کے برابر ہوگا اتنی زیادہ وسعت کی وجہ سے ہم سیاروں کا فاصلہ ماپنے کے لیئے نوری سال کی اصلاح استعمال کرتے ہیں۔ یعنی اگر روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سکینڈ کے حساب سے سفر کرتی ہوئی کسی سیارے پر ایک سال میں پہنچے تو وہ سفر ایک نوری سال کہلائے گا۔

ایک اندازے کے مطابق کائنات میں تقریباً ایک ارب

کہکشائیں ہیں اور ہر کہکشاں میں تقریباً دس کروڑ تا دس کھرب کے قریب ستارے ہیں۔ ہماری کہکشاں میں ایک اندازے کے مطابق سورج جتنے بڑے ستاروں کی تعداد تقریباً دس لاکھ ہے۔ اس کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک اندازے کے مطابق مرئی کائنات (جسکو ہم ایک طاقتور دوربین سے دیکھ سکتے ہیں یہ دوربین پچاس کروڑ نوری سال تک دیکھ سکتی ہے اس کے بعد انسان بے بس ہے) کی جسامت تقریباً دو بلین نوری سال کے برابر ہے۔

کائنات کی چار قوتیں

ہماری اس کائنات میں چار قوتیں ایسی ہیں جو کلیدی کردار ادا کر رہی ہیں۔ وہ یہ ہیں

1۔ کشش ثقل (Gravity)

Electromegnetic Force-2

Strong Nuclear Force-3

Weak Interaction-4

نظام شمسی Solar system

ہمارا نظام شمسی آج سے تقریباً 4.6 ہزار بلین سال پہلے گیسوں کے ایک مہیب بادل (Solar Nebula) سے بننا شروع ہوا۔ شروع شروع میں اس نیبولا کی رفتار بہت سست تھی۔ اس دوران وہ سکڑنا شروع ہوا اسکی رفتار میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور وہ ایک

ڈسک (Disc) کی شکل اختیار کر گیا۔ ڈسک کے وسط میں اسکی کشش کی وجہ سے مواد منتقل ہوتا گیا اور وہاں ایک گولا بنا جسے سورج یا Proto Sun کہتے ہیں۔ جوں جوں سورج کے اندر مواد جمع ہوتا گیا وہ کثیف سے کثیف تر ہوتا گیا اور اسکا درجہ حرارت بڑھتا گیا۔ درجہ حرات کے بہت زیادہ بڑھنے سے اس میں نیوکلیائی عمل شروع ہو گیا اور وہ سورج کہلایا۔ اسی دوران اس ڈسک کے اندر مختلف مواد کے جمع ہونے ستارے سیارے ،کامٹ (Comets) بن گئے۔

نظام شمسی سورج اور بے شمار ستاروں اوران کے چاندوں، مختلف گیسوں، شہاب ثاقب وغیرہ پر مشتمل ہے جو سورج کی کشش کی وجہ سے قائم ہے۔ ہمارے نظام شمسی کے تمام سیارے سورج کے گرد ایک مقررہ راستے یعنی مدار (Orbit) (جسکا قرآن پاک میں بھی ذکر ہے) پر ایک خاص رفتار سے چکر لگا رہے ہیں اور چاند اپنے اپنے سیاروں کے گرد چکر لگاتے ہیں (سوائے کامٹ یعنی (Comets) کے) یعنی گھڑی کی مخالف سمت میں جب ہم اسے قطب شمالی سے دیکھیں۔

سیارے تو سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں جبکہ مکمل نظام شمسی بھی اپنی کہکشاں کے گرد چکر لگاتا ہے۔ نظام شمسی 250 کلومیٹر (155 میل) فی سیکنڈ کی رفتار سے حرکت کرتا ہوا 220 ملین سال میں کہکشاں کے گرد ایک چکر مکمل کرتا ہے۔

سیاروں کے دن، موسم، اور سال ن کی حرکات کے

ساتھ اور دوسرے سیاروں سے نسبت کے ساتھ منسلک ہیں۔

Planet Day سے مراد وہ وقت ہے جس میں وہ ایک دفعہ گھومتا ہے

Sideral Day کی پیمائش دوسرے سیاروں سے اسکی پوزیشن کے مطابق ہوتی ہے۔

شمسی دن Solar Day کی پیمائش سورج سے اسکی پوزیشن کے مطابق کی جاتی ہے۔

Planet Year سے مراد وہ وقت ہے جب وہ سیارہ سورج کے گرد ایک چکر مکمل کرتا ہے۔اور

کسی بھی سیارے کے موسموں کا دارومدار اسکا اپنے مدار پر جو جھکاؤ ہوتا ہے اس پر ہوتا ہے۔یعنی وہ اپنے مدار پر کس زاویئے سے جھکا ہوا ہے

Titus- Bode Law ----- 1766 میں روسی سائنس دان جان ٹائی ٹس (John Titus 1729-1796) نے ایک فارمولا تیار کیا۔اس فارمولے کے مطابق ہم کسی سیارے کا سورج سے فاصلہ معلوم کر سکتے ہیں جسکی پیمائش Astronomical Unit یا(A . U) میں کی جاتی ہے۔زمین سے سورج کا فاصلہ 149,597,870 کلومیٹر(یا9,29,55.730 میل) ہے جو ایک A.U. کہلاتا ہے۔

1995 میں ہمارے نظام شمسی کی طرح ایک اور نظام بھی دریافت کیا گیا جس میں بے شمار سیارے جوپیٹر

(Jupiter) سے ملتے جلتے تھے۔

نظام شمسی کے وجود میں آنے کے بارے میں چند مشہور نظریات

- لیپ لیس نے 1796 میں نظریہ پیش کیا۔اس میں اس نے کہا کہ نظام شمسی ایک بڑے گھومنے والے سحاب سے پیدا ہوا۔یہ نظریہ ایک صدی تک تسلیم کیا جاتا رہا لیکن بیسویں صدی میں اسے غلط ثابت کر دیا گیا

- بیسویں صدی کی ابتدائی تین دہائیوں میں مختلف ماہرین نے نظام شمسی کی پیدائش کے بارے میں اپنے اپنے نظریات پیش کیے جن میں ایک چیز مشترک تھی کہ سورج کے قریب سے ایک بڑا سیارہ گذرا جس سے سورج کی سطح پر مدوجذر پیدا ہوئی اس مدوجذر سے دو دو لہریں اٹھیں جن سے سیارے بنتے گئے۔

- جرمن ماہر طبیعات وان وزیکرر (Von Weizsacker) کا نظریہ جدید نظریات میں سب سے زیادہ قابل ذکر ہے۔اس نے یہ نظریہ 1944 میں پیش کیا۔اس نظریہ کے مطابق سورج میں 99 فیصد ہائیڈروجن اور ہیلیم گیس اور بھاری عناصر تھے۔جب سورج کی شعاعیں نکلتی ہیں تو اس سے ہائیڈروجن اور ہیلیم کا بہت سا حصہ باہر نکل جاتا ہے۔پھر سالموں کے تصادم سے سورج کے مادے کا1/1000 حصہ سیارے کی بناوٹ پر استعمال ہوتا ہے۔ یوں دیگر سیارے وجود میں آتے ہیں۔

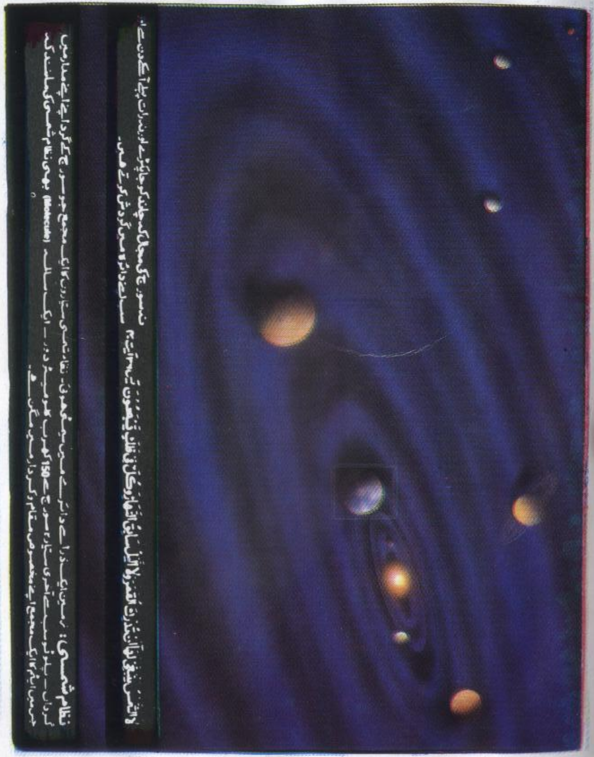

1946 میں فریڈ وہپل Fred Whipple نے اپنے نظریئے میں کہا کہ ہمارا نظام شمسی گیس اور مٹی کے ایک پر آشوب بادل سے وجود میں آیا۔

کوئپر (Kuiper) کے مطابق سورج مرکز تھا اسکے گرد ستارہ تھا جو آہستہ آہستہ چکر لگا رہا تھا اسکے اجزاء وہی تھے جو سورج کے تھے (یعنی ہائیڈروجن، ہیلیم اور تھوڑی مقدار میں بھاری عناصر) اسی ستارے سے چھوٹے چھوٹے سیارے وجود میں آئے جنکو ابتدائی سیارے کہتے ہیں اور یہ سیارے سورج کے گرد چکر لگانے لگے۔

نظام شمسی کے سیارے

نظام شمسی میں سورج کو ایک مرکزی مقام حاصل ہے جبکہ نو سیارے ملکر نظام شمسی کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہ تمام سیارے اپنے اپنے محور پر گھومتے ہوئے سورج کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ ان کی گردش کی رفتار مختلف ہے اس لیئے یہ مختلف مدتوں میں سورج کے گرد ایک چکر پورا کرتے ہیں۔ سورج کی طرف سے شمار کرتے ہوئے ان نو سیاروں کی ترتیب درج ذیل ہے۔

1۔ عطارد (Mercury) — 2۔ زہرہ (Venus)

3۔ زمین (Earth) — 4۔ مریخ (Mars)

5۔ مشتری (Jupiter) — 6۔ زحل (Saturn)

7۔ یورینس (Uranus) — 8۔ نیپچون (Neptune)

9۔ پلوٹو (Pluto)

سیاروں کے دن

نام سیارہ	شمسی دن (Solar Day)	سیاری دن (Sidereal day)
عطارد	176دن	58.65 دن
زہرہ	117دن	243.01دن
زمین	24 گھنٹے	23.93 گھنٹے
مریخ	24.63 گھنٹے	24.62 گھنٹے
مشتری	9.84 گھنٹے	9.84 گھنٹے
زحل	10.23 گھنٹے	10.23 گھنٹے
یورینس	17.9 گھنٹے	17.9 گھنٹے
نیپچون	19.2 گھنٹے	19.2 گھنٹے
پلوٹو	6.39 دن	6.39 دن

نام سیارہ	سیاروں کی تعداد	سورج سے فاصلہ (ملین میں)		محوری گردش (زمینی گھنٹے، منٹ، سیکنڈ میں)			
		میل	کلومیٹر	دن	گھنٹے	منٹ	سیکنڈ
عطارد	صفر	36.0	57. 9	58	16	-	-
زہرہ	صفر	67.2	108.1	243	-	-	-
زمین	ایک	92.9	149.5	-	23	56	4
مریخ	دو	141.5	227.8	-	24	37	23
مشتری	پندرہ	483.4	778.0	-	9	50	-
زحل	پندرہ	886.7	1427.0	-	10	38	-
یورینس	پانچ	1782.0	2869.0	-	10	49	-
نیپچون	دو	2794.0	4497.0	-	16	-	-
پلوٹو	ایک	3664.0	5900.0	6	9	17	-

سیاروں کی محوری گردش

نام سیارہ	محوری گردش (زمینی سالوں میں)	نام سیارہ	محوری گردش
عطارد	0.241	زحل	29.460
زہرہ	0.615	یورینس	84.010
زمین	1.000	نیپچون	164.84
مریخ	1.880	پلوٹو	247.700
مشتری	.860		

نوٹ۔زمین کا ایک سال 365.26 دن کا ہوتا ہے۔جب ہم 365.26 کو (عطارد کے) 0.241 سے ضرب دیتے ہیں تو جواب 88 دن آتا ہے جو کہ عطارد کا محوری عرصہ ہے اور زمین دن میں لکھا گیا ہے

سورج SUN

- زمین کا سورج سے فاصلہ اوسطاً 93 ملین میل (149.7 ملین کلو میٹر) ہے۔
- 3 جنوری کو زمین کا سورج سے فاصلہ بہت کم ہو کر 91.5 ملین میل (147.3 ملین کلومیٹر) رہ جاتا ہے اسے Perihelion کہتے ہیں
- 4 جولائی کو زمین کا سورج سے زیادہ سے زیادہ فاصلہ ہوتا ہے جو 94.5 ملین میل (152 ملین کلومیٹر) ہوتا ہے اسے Aphelion کہتے ہیں
- سورج کی عمر 5 بلین سال ہے
- سورج ہلیم (Helium) اور ہائیڈروجن گیس کا مرکب ہے
- سورج کا قطر تقریباً 1.4 ملین کلومیٹر (8,70,000 میل) ہے
- سورج کی روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہوئی زمین پر ساڑھے آٹھ منٹ میں پہنچتی ہے۔
- سورج بھی ساکن نہیں ہے یہ بھی اپنے تمام سیارچوں کے ساتھ ایک روشن سیارے ویگا (Vega) کی طرف تقریباً گیارہ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے حرکت کر رہا ہے اور 25 دنوں میں اپنے محور کے گرد گردش کو پورا

کرتا ہے۔

❁ سورج 170 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے گھوم رہا ہے وہ ایک دن میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ میل کا فاصلہ طے کر لیتا ہے اتنی زیادہ تیز رفتاری کے باوجود سورج کو کہکشاں کے گرد ایک چکر پورا کرنے میں تقریباً بائیس (22) کروڑ سال لگتے ہیں۔

❁ سورج کی کشش ثقل زمین کے مقابلے میں 28 گنا زیادہ ہے۔

❁ سورج کی شعاعیں جب زمینی فضا میں موجود خاکی ذرات سے ٹکراتی ہیں تو اس ٹکراؤ کے نتیجے میں نیلے اور بنفشی رنگ کی شعاعیں زیادہ تر واپس منعکس ہو جاتی ہیں۔ اس لیئے آسمان ہمیں نیلا نظر آتا ہے۔

❁ جب سورج طلوع یا غروب کے وقت افق پر ہوتا ہے تو اسکا رنگ سرخی مائل نارنجی ہو جاتا ہے کیونکہ اس وقت اس کی شعاعیں پورے کرہ باد کو چیر کر نسبتاً زیادہ فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم تک پہنچتی ہیں یوں دوسرے رنگوں کی شعاعیں راستے میں ختم ہو جاتی ہیں صرف سرخ اور نارنجی رنگوں کی شعاعیں ہمیں نظر آتی ہیں اسطرح ہم شفق کے خوشنما رنگوں سے محظوظ ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ کرہ باد کی وجہ سے ہوتا ہے جب کہ چاند پر یہ خوشنما رنگ نظر نہیں آتے۔

سورج ایک بھٹی کی مانند ہے جس میں ایٹمی عمل (Atomic Fusion) کے ذریعے ہلکے ترین جوہر مثلاً ہائیڈروجن کے ایٹم ہیلیم کے ایٹموں میں تبدیل ہو رہے ہیں اور شاید ہیلیم

اور دوسرے ہلکے جوہر بھاری جوہروں (ایٹموں) میں تبدیل ہو رہے ہیں (ایک اندازے کے مطابق سورج میں ہائیڈروجن کا ایندھن پانچ بلین سال میں جا کر ختم ہوگا)۔

سورج کے وسط (Core) میں نیوکلیائی عمل سے مادے (Masses) انرجی کی ایک قسم Electromegnetic Radiation میں تبدیل ہوتے ہیں یہ انرجی باہر خارج Radiate ہوتی ہے جس سے سورج چمکتا ہے اور یہ نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں وغیرہ کو بھی گرم کرتی ہے جو کہ سورج کی کشش کی وجہ سے اسکے گرد گردش کر رہیں۔ سورج کی کور (Core) ایک نیوکلیائی بھٹی ہے جسکا درجہ حرارت 15 ملین درجے سینٹی گریڈ (27 ملین درجے ف) ہے جبکہ سورج کے دھبے جن کو Sun Spot کہتے ہیں نسبتاً ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ ان کے وسط یعنی Umbra کا درجہ حرارت 4,200 درجے سینٹی گریڈ یا 7,600 ف ہوتا ہے۔

☆ ہمیں سورج کی جو تھالی نظر آتی ہے اسے ضیائی کرہ یا Photosphere کہتے ہیں۔ یہی وہ حصہ ہے جس سے روشنی آتی ہے۔ یہ موج بحر کی مانند ایک ابال کی حالت میں ہے جس میں سفید گرم بادل بھی موجود ہیں جو کہ سورج کی سطح پر مستقل طور پر اٹھتے رہتے ہیں بلکہ فوارے کی طرح پھوٹتے رہتے ہیں اور ہماری زمین سے کہیں بڑے ہیں۔ اسکے باہر ایک پتلی تہہ قرمزی Crimson گیس کی ہے۔ جو 5000

کرتا ہے۔

❁سورج 170 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے گھوم رہا ہے وہ ایک دن میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ میل کا فاصلہ طے کر لیتا ہے اتنی زیادہ تیز رفتاری کے باوجود سورج کو کہکشاں کے گرد ایک چکر پورا کرنے میں تقریباً بائیس (22) کروڑ سال لگتے ہیں۔

❁سورج کی کشش ثقل زمین کے مقابلے میں 28 گنا زیادہ ہے۔

❁سورج کی شعاعیں جب زمینی فضا میں موجود خاکی ذرات سے ٹکراتی ہیں تو اس ٹکراؤ کے نتیجے میں نیلے اور بنفشی رنگ کی شعاعیں زیادہ تر واپس منعکس ہو جاتی ہیں۔ اس لیئے آسمان ہمیں نیلا نظر آتا ہے۔

❁جب سورج طلوع یا غروب کے وقت افق پر ہوتا ہے تو اسکا رنگ سرخی مائل نارنجی ہو جاتا ہے کیونکہ اس وقت اس کی شعاعیں پورے کرہ باد کو چیر کر نسبتاً زیادہ فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم تک پہنچتی ہیں یوں دوسرے رنگوں کی شعاعیں راستے میں ختم ہو جاتی ہیں صرف سرخ اور نارنجی رنگوں کی شعاعیں ہمیں نظر آتی ہیں اسطرح ہم شفق کے خوشنما رنگوں سے محظوظ ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ کرہ باد کی وجہ سے ہوتا ہے جب کہ چاند پر یہ خوشنما رنگ نظر نہیں آتے۔

سورج ایک بھٹی کی مانند ہے جس میں ایٹمی عمل (Atomic Fusion) کے ذریعے ہلکے ترین جوہر مثلاً ہائیڈروجن کے ایٹم ہیلیم کے ایٹموں میں تبدیل ہو رہے ہیں اور شاید ہیلیم

اور دوسرے ہلکے جوہر بھاری جوہروں (ایٹموں) میں تبدیل ہو رہے ہیں (ایک اندازے کے مطابق سورج میں ہائیڈروجن کا ایندھن پانچ بلین سال میں جا کر ختم ہوگا)۔

سورج کے وسط (Core) میں نیوکلیائی عمل سے مادے (Masses) انرجی کی ایک قسم Electromegnetic Radiation میں تبدیل ہوتے ہیں یہ انرجی باہر خارج Radiate ہوتی ہے جس سے سورج چمکتا ہے اور یہ نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں وغیرہ کو بھی گرم کرتی ہے جو کہ سورج کی کشش کی وجہ سے اسکے گرد گردش کر رہیں۔ سورج کی کور (Core) ایک نیوکلیائی بھٹی ہے جسکا درجہ حرارت 15 ملین درجے سینٹی گریڈ (27 ملین درجے ف) ہے جبکہ سورج کے دھبے جن کو Sun Spot کہتے ہیں نسبتاً ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ ان کے وسط یعنی Umbra کا درجہ حرارت 4,200 درجے سینٹی گریڈ یا 7,600 ف ہوتا ہے۔

☆ ہمیں سورج کی جو تھالی نظر آتی ہے اسے ضیائی کرہ یا Photosphere کہتے ہیں۔ یہی وہ حصہ ہے جس سے روشنی آتی ہے۔ یہ موج بحر کی ماند ایک ابال کی حالت میں ہے جس میں سفید گرم بادل بھی موجود ہیں جو کہ سورج کی سطح پر مستقل طور پر اٹھتے رہتے ہیں بلکہ فوارے کی طرح پھوٹتے رہتے ہیں اور ہماری زمین سے کہیں بڑے ہیں۔ اسکے باہر ایک پتلی تہہ قرمزی Crimson گیس کی ہے۔ جو 5000

سے 10,000 میل تک موٹی ہے اس لیئے اسکو Chromosphere یا لونی کرہ کہتے ہیں جو سورج گرہن کے وقت نظر آتی ہے جب چاند ضیائی کرہ سے آنے والی سفید روشنی کو روک لیتا ہے۔ اس لونی کرہ سے وقفے وقفے کے بعد شمسی لپٹیں Prominences کسی عظیم قرمزی شعلے کی مانند ابھرتی ہیں جو کئی ہزار میل کی بلندی تک پہنچ جاتی ہیں۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سورج میں جوہری توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔ اس لونی کرہ کے باہر تاج شمسی Crona ہے جو سورج سے تقریباً تین لاکھ میل کی بلندی پر گیسوں کا ایک غلاف اسکے چاروں طرف لپٹا ہوا ہے۔ اسکا رنگ زردی مائل سفید ہے جب سورج کے دھبے زیادہ ہو جاتے ہیں تو یہ ہالہ بھی پھیل کر وسعت اختیار کر جاتا ہے۔ یہ تاج شمسی اسوقت نظر آتا ہے جب سورج گرہن ہوتا ہے۔

☆ شمسی طوفانوں کے وقت ہمارے قطب نما بیکار ہو جاتے ہیں۔ ٹیلی ٹائپ اور ٹیلی گراف سروس بھی متاثر ہوتی ہے۔ زمین کے قطب شمالی پر جو خوبصورت رنگ برنگی روشنیاں نظر آتی ہیں وہ شمسی طوفانوں کی وجہ سے ہی نظر آتی ہیں۔

سورج کے کئی فوائد ہیں۔ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

☆ سورج کی روشنی کی وجہ سے (دن اور رات کے فرق سے) اور درجہ حرارت کے فرق سے ہوائیں چلتی ہیں۔

☆ سورج ہمارے دماغ میں ایسی چیز پیدا کرتا ہے جس سے ہمارے جسم میں ذہنی تناؤ (Depression) کم ہو جاتا ہے۔

☆ ڈاکٹر سورج کی روشنی میں تیس منٹ بیٹھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

☆ سورج کی روشنی کینسر کو کم کرتی ہے جیسا کہ بریسٹ اور Prostate cancer کو ختم کرتا ہے

☆ سورج پندرہ منٹ میں جتنی روشنی پیدا کرتا ہے وہ ہم سارا سال میں استعمال کرتے ہیں

☆ سورج کی روشنی کے بغیر Vitamin-D نہیں بن سکتا۔

☆ سورج کی روشنی سے بکٹیریا اور وائرس مر جاتے ہیں۔

☆ سورج کی روشی پٹھوں کو طاقت دیتی ہے۔

☆ سورج کی روشنی جسم آکسیجن کی مقدار کو بڑھاتی ہے۔

☆ سورج کی مدد سے ہم شمسی کیلنڈر (شمسی سال) بناتے ہیں

☆ سورج کی حرکات سے (اپی ہیلین اور پیری ہیلین) کی وجہ سے موسمی ہوائیں چلتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

عطارد

- سورج سے قریب ترین سیارہ ہے۔
- نظام شمسی کا دوسرا سب سے چھوٹا سیارہ ہے۔
- چونکہ سورج کی زیادہ تر شعاعیں عطارد پر پڑتی ہیں اس لیئے یہ زمین سے نظر نہیں آتا۔

- سورج سے اوسط فاصلہ ۔۔ 57.93 ملین کلومیٹر
- استوائی قطر ------ 4,879 کلومیٹر
- گردش Rotation Period --- 58.65 زمینی دن
- مداری گردش (Orbital Period)--87.97 زمینی دن
- چاند کی تعداد ------- کوئی چاند نہیں ہے
- محور پر جھکاؤ -------- 2 ڈگری

اسکی سطح پر ہزاروں کریٹر (Craters) اور کلف (Cliff) دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہ نقوش اس وقت بنے جب اس سیارے کا کور Core ٹھنڈا ہو رہا تھا اور سکڑ رہا تھا۔ عطارد پر کرہ ہوائی (Atmosphere) یا فضا کا کوئی وجود نہیں ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی کشش (Surface Gravity) اتنی کمزور ہے جو اسے اپنی گرفت میں نہیں رکھ سکتی۔ اس لیئے سورج کے قریب ترین ہونے کے باوجود اسکی فضا نہ ہونے سے رات کے دوران گرمی نہیں ہوتی۔ اسکا درجہ حرارت منفی 180 سے 430 درجے سینٹی گریڈ (منفی 290 سے 180 درجے ف) کے درمیان ہوتا ہے۔

عطارد کا سال نظام شمسی کے دیگر سیاروں کے مقابلے میں سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔ جو زمین کے 88 دن کے برابر ہوتا ہے یعنی عطارد 88 زمینی دن کے اندر سورج کے گرد چکر مکمل کر لیتا ہے۔ جبکہ محور پر اسکی اوسط رفتار 48 کلومیٹر (30 میل) فی سیکنڈ ہوتی ہے۔ اسی طرح

عطارد کا شمسی دن (Solar Day) سورج سے طلوع تک 176 زمینی دن کے برابر ہوتا ہے۔

1974 میں پہلی بار امریکی خلائی مشن مارینر دہم عطارد کے پاس سے گذری اور اس نے اسکی تصاویر زمین پر بھیجیں جس نے اسکے بارے میں کئی نئی معلومات حاصل ہوئیں۔

2۔ زہرہ Venus

- سورج سے دوسرا سیارہ
- نظام شمسی کا گرم ترین سیارہ
- زمین سے ذرا چھوٹا اور زمین کے سب سے قریب سیارہ ہے اس وجہ سے اسکو زمین کا جڑواں حصہ بھی کہتے ہیں۔
- روشن سیارہ ہونے کی وجہ سے زمانہ قدیم سے ہی چین، میسوپوٹیمیا، اور بابل اقوام اسکے بارے میں جانتی تھیں۔ زہرہ کو جب زمین سے دیکھیں تو یہ سورج کے قریب نظر آتا ہے۔ اسکو دیکھنے کا بہترین وقت طلوع اور غروب آفتاب کا وقت ہے یعنی صبح کو مشرق اور شام کی ابتداء میں مغرب کی سمت دکھائی دیتا ہے۔
- یہ سیارہ اپنے محور پر مغرب سے مشرق کی طرف گردش کی بجائے مشرق سے مغرب کی طرف گردش کرتا ہے۔ اسکی گردش کی رفتار بہت سست ہے یعنی یہ 243 دنوں میں ایک دفعہ اپنے محور پر الٹا گھومتا ہے۔ اسکی الٹی اور سست حرکت اس کشش ثقل کا نتیجہ ہے جو سورج اور زمین کے زیر اثر ہے

۔اس الٹی حرکت کے بارے میں ایک خیال یہ بھی ہے کہ کبھی زہرہ کا ایک چاند ہوا کرتا تھا جو اپنے مدار سے کبھی اندر آیا اور زہرہ سے ٹکرانے کے بعد اسکی گردش کو مخالف سمت میں پھیر گیا۔

- زہرہ کی سطح چٹانی ہے جسکو کثیف، پیلے رنگ کے بادلوں نے گھیرا ہوا ہے۔ ان بادلوں سے جو سورج کی روشنی منعکس ہوتی ہے اسکی وجہ سے سورج اور چاند کے بعد سب سے روشن سیارہ بن گیا ہے۔
- زہرہ کی سطح کا درجہ حرارت 480 درجہ سینٹی گریڈ (896 درجہ ف) ہے
- اسکا کرہ ہوا کا دباؤ زمین سے 90 گنا ہے۔
- بادلوں کا پیلا رنگ وہاں موجود سلفیورک ایسڈ کی وجہ سے ہے ۔سلفیورک ایسڈ کی مقدار ہر جگہ یکساں نہیں ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہاں اب بھی کئی زندہ آتش فشاں پہاڑ آتش فشانی کر رہے ہیں۔ یہ آتش فشاں پہاڑ 160 کلومیٹر کے رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔
- انسان نے زہرہ کو 1974 میں دیکھا جب روسی خلائی گاڑیاں وینس نہم اور دہم زہرہ کی سطح پر اتریں اور تصویریں لیں۔ اسی طرح دسمبر 1978 میں امریکی مشن زہرہ پر اترا اور اس نے بھی کئی معلومات دیں۔

3- زمین Earth

- سورج سے تیسرا سیارہ اور حجم کے لحاظ سے تمام سیاروں میں پانچواں سب سے بڑا سیارہ ہے۔
- سورج سے اوسط فاصلہ 149.60 ملین کلومیٹر (92.96 ملین میل
- زمین کی گردش تین طرح کی ہے جو درج ذیل ہے

A- یومیہ گردش (Rotation Period) 23.93 گھنٹے میں مکمل ہوتی ہے (عموماً 24 گھنٹے لکھی جاتی ہے) یا اسے ہم یوں بھی لکھتے ہیں کہ زمین اپنے محور پر گھومنے میں 23 گھنٹے 56 منٹ اور 41 سیکنڈ لیتی ہے۔ اسکو ہم Sidereal Day کہتے ہیں۔ زمین اپنے محور پر بھی گھومتی ہے۔ خط استوا پر اسکے گھومنے کی رفتار 1,038 میل فی گھنٹہ (1,670 میل فی کلومیٹر) ہوتی ہے جبکہ قطبین کی طرف اسکی رفتار کم ہو جاتی ہے۔ زمین اپنے محور کے گرد 24 گھنٹے میں ایک چکر مکمل کرتی ہے چونکہ خطوط طول بلد کی تعداد 360 ہے اس لیئے یہ باری باری 24 گھنٹوں میں سورج کے سامنے آتے رہتے ہیں یوں ایک درجہ طول بلد کے بعد دوسرا درجہ آنے میں چار منٹ لگتے ہیں۔ (24x60/360 = 4 منٹ

B ۔محوری گردش (Orbital Period) 365.26 دن (عموماً 365 دن لکھا جاتا ہے)۔ زمین سورج کے گرد ایک چکر 66,000 میل فی گھنٹہ (106,200 کلومیٹر فی گھنٹہ) یا 29.79

کلومیٹر فی سیکنڈ (18.51 میل فی سیکنڈ) کی رفتار سے 365 دن 5 گھنٹے، 48 منٹ اور 46 سیکنڈ میں مکمل کرتی ہے۔ یہ ایک مکمل چکر سال کہلاتا ہے۔

C۔ زمین اپنے نظام شمسی کے ساتھ ملکر اپنے ملکی وے (Milky Way کے گرد بھی گھومتی ہے۔ (ملکی وے (Milky Way) یا کہکشاں (Galaxy) دراصل ستاروں کا ایک نظام ہے جسمیں ایک اندازے کے مطابق 100,000 ملین ستارے ہیں) یہاں پر اسکی رفتار 43,000 میل فی گھنٹہ (69,200 کلومیٹر فی گھنٹہ) ہوتی ہے۔ پورا نظام شمسی اپنی کہکشاں (مرکز) کے گرد چکر 200 ملین سالوں میں مکمل کرتا ہے۔

❁ زمین کا اپنے محور پر جھکاؤ تقریباً ساڑھے تیئیس (23.45 ڈگری) درجے ہے

❁ زمین کا قطر (Diameter)۔ خط استوا پر 7,926 میل (12,755 کلومیٹر) قطبین پر 7,899 میل (12,712 کلومیٹر)

❁ زمین کا محیط (Circumference) خط استوا پر 24,901 میل (40,074 کلومیٹر) قطبین پر 24,857 میل (40,003 کلومیٹر)

❁ زمین کا رقبہ۔ 196,940,400 مربع میل (510,073,270 مربع کلومیٹر)

❁ دنیا میں خشکی کا کل رقبہ 57.88 ملین مربع میل (149.69 ملین

مربع کلومیٹر) ہے جو کہ دنیا کے کل رقبے کا 29.3 فیصد ہے

❁ دنیا میں سمندری پانی کا رقبہ 139.78 ملین مربع میل (362 ملین مربع کلومیٹر) ہے جو کہ دنیا کی سطح کا 70.7 فیصد ہے

❁ دنیا کے دونوں نصف کروں میں پانی اور خشکی کی تقسیم اسطرح سے ہے۔

الف۔ شمالی نصف کرے میں خشکی کا رقبہ 39.3 فیصد اور پانی کا رقبہ 60.70 فیصد ہے

ب۔ جنوبی نصف کرے میں خشکی کا رقبہ 19.1 فیصد اور پانی کا رقبہ 80.9 فیصد ہے

❁ سطح زمین پر مختلف گیسوں کی مقدار درج ذیل ہے۔

نائیٹروجن ۔۔77 فیصد

آکسیجن ۔۔۔22 فیصد

آبی بخارات، آرگن، کاربن ڈائی آکسائیڈ، اور دیگر گیسیں۔۔۔ 1 فیصد

❁ سات براعظم۔۔ ایشیا، افریقہ، یورپ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، انٹارکٹکا۔

❁ پانچ سمندر۔۔۔ بحرالکاہل، بحراوقیانوس، بحر ہند، بحر منجمد شمالی، بحر منجمد جنوبی۔

زمین کا چاند Moon

❁ زمین کا چاند سے فاصلہ زیادہ سے زیادہ دولاکھ باون ہزار چار سو گیارہ

(2,52,711 میل) میل ہے۔اور کم از کم فاصلہ دو لاکھ اکیس ہزار چار سو چھپن (2,21,456 میل) میل ہے یعنی اوسط فاصلہ دو لاکھ اڑتیس ہزار آٹھ سو ستاون (2,38,857 میل) میل ہے۔

- چاند کی اوسط رفتار 2280 میل فی گھنٹہ ہے۔زمین سے فاصلے کے مطابق اسکی گردش کی رفتار بھی کم زیادہ ہوتی رہتی ہے۔
- چاند کا قطر---2,160 میل (3,476 کلومیٹر)
- چاند کا محیط---6,790 میل (10,927 کلومیٹر)
- چاند کی عمر---4,500,000,000 سال (ساڑھے چار بلین سال)
- گردش کا عرصہ---27 دن، 7 گھنٹے، 43 منٹ
- زمین کے گرد گردش کا عرصہ---29 دن، 12 گھنٹے، 34 منٹ
- سطح کی کشش---زمین کی کشش کا 1/6
- چاند کا ایک دن ہمارے دو ہفتوں کے برابر ہوتا ہے اور پھر اتنی ہی لمبی رات ہوتی ہے۔
- چاند ہر روز پچاس منٹ دیر سے نکلتا ہے اسی حساب سے مدوجزر میں بھی ہر روز پچاس منٹ کا فرق پڑ جاتا ہے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ چاند تو زمین کے گرد ایک ماہ میں ایک چکر پورا کرتا ہے لیکن زمین 24 گھنٹوں میں اپنے محور پر ایک بار گھوم جاتی ہے۔یوں زمین اپنے محور پر گھومتے ہوئے 360 درجے کا فاصلہ طے کرتی ہے گویا ایک گھنٹے میں 15 درجے طے

کرتی ہے جبکہ چاند اپنے محور پر مغرب سے مشرق کی طرف ہر روز 13 درجے کے برابر فاصلہ طے کرتا ہے۔اس لیئے ہر روز تقریباً 50 منٹ کا فرق پڑ جاتا ہے اور یوں چاند ہر روز 50 منٹ تاخیر سے طلوع ہوتا ہے۔اسی حساب سے مدوجزر میں بھی تاخیر ہوتی ہے۔

- چاند پر ہوا نہ ہونے کے باعث کسی قسم کی آواز سنائی نہیں دیتی اس لیئے آپس میں بات کرنے کے لیئے وائرلیس سیٹ استعمال کرنے پڑتے ہیں
- چاند کا اہم ترین پہاڑی سلسلہ Appenines کے نام سے مشہور ہے۔اسکی لمبائی چار سو میل ہے اور چوٹیوں کی اونچائی انیس ہزار فٹ (19000 فٹ) تک ہے یہ بڑے سنگلاخ پہاڑ ہیں ان پہاڑوں کے درمیان جگہ جگہ وادیاں اور وسیع و عریض غار پائے جاتے ہیں۔

4۔ مریخ Mars

- سورج سے اوسط فاصلہ--227.94 ملین کلومیٹر
- خط استوا پر قطر------- 6,786 کلومیٹر
- گردش (Rotation)-- 24.26 گھنٹے
- مداری گردش (Orbital Rotation) 686.98 زمینی دن
- سطح کا درجہ حرارت---- منفی 120 سے 25 درجہ سینٹی گریڈ
- مدار پر جھکاؤ ------- 25.2 ڈگری
- چاند کی تعداد ------- دو (ایک کا نام Phobos اور دوسرے کا نام Deimos ہے)

- مریخ کی سطح ۔۔۔۔۔۔زرد، نارنجی، یا سرخ نظر آتی ہے۔ اس کے جو حصے سفید نظر آتے ہیں وہ قطبین ہیں جب موسم صاف ہو تو کچھ علاقے سیاہ نظر آتے ہیں انکے متعلق خیال ہے کہ یہ سمندر ہیں۔
- سورج سے چوتھے نمبر پر اور زمین کے بعد یہ سیارہ آتا ہے
- قدیم زمانے میں مصری اس سیارے کو ''The red one'' یعنی سرخ سیارہ کہتے تھے
- رومن اس سیارے کو ''god of war'' کہتے تھے یعنی جنگ کا دیوتا۔
- یونانی دیو مالائی کہانیوں میں مریخ دیوتا کو ایک ظالم، جابر، انسان میں پھوٹ ڈالنے والا اور انسانی بستیاں تباہ کرنے والا قرار دیا گیا تھا۔
- مختلف امریکی اور روسی مہمات مریخ کی جانب روانہ کی گئی ہیں جن سے اس کے بارے میں بیش بہا معلومات اور تصاویر حاصل کی گئی ہیں

5۔ مشتری Jupiter

- سورج سے پانچویں نمبر پر اور زمین کے بعد دوسرے نمبر پر۔
- نظام شمسی سورج کے بعد سب سے بڑا سیارہ (وزن اور حجم کے لحاظ سے) ہے۔
- رومن اس سیارے کو ''Lord of planet'' کہتے تھے اور یونانی اس کو طاقتور دیوتا ''Zeus'' سے تشبیح دیتے تھے۔
- مشتری پر نظر آنے والی بادلوں کی پٹیاں زیادہ تر ہائیڈروجن اور ہیلیم

گیسوں پر مشتمل ہیں۔

اسکی تیز حرکت کی وجہ سے اسکی بالائی فضا میں بادل اور پٹیاں بنتی ہیں جسے بیلٹ یا زون کہتے ہیں جو استوا کے متوازی چلتی ہیں۔ مشری کے گرد رنگ (Ring system) کا نظام 1979 میں وائجر (Voyjer-I) نے دریافت کیا۔ انمیں تین ہالوں کے نام یہ ہیں ۔

Halo Ring-1 Main Ring-2

Gossamer Ring-3

- مشتری سورج سے اتنی دور ہے کہ وہاں تک سورج کی شعاعیں پہنچتے پہنچتے اپنی تپش کھو بیٹھتی ہیں یعنی ان کی تپش زمین پر پہنچنے والی تپش سے تیرہ گنا کم ہو جاتی ہے۔
- مشتری کی فضا۔1000 کلومیٹر (ہائیڈروجن 86%، ہیلیم 13% ،ایمونیا اور میتھین 1%)

R مشتری کے گرد رنگ (

- بیرونی مینٹل ۔۔22,500 کلومیٹر
- اندرونی مینٹل ۔۔33,000 کلومیٹر
- کور (Core)۔۔14,000 کلومیٹر
- سورج سے اوسط فاصلہ۔۔778.33 بلین کلومیٹر
- خط استوا پر قطر۔۔۔142,984 کلومیٹر
- محوری گردش (Rotation Perioa) 9.84 گھنٹے

مریخ کی سطح ------زرد، نارنجی، یا سرخ نظر آتی ہے۔اس کے جو حصے سفید نظر آتے ہیں وہ قطبین ہیں جب موسم صاف ہو تو کچھ علاقے سیاہ نظر آتے ہیں انکے متعلق خیال ہے کہ یہ سمندر ہیں۔

سورج سے چوتھے نمبر پر اور زمین کے بعد یہ سیارہ آتا ہے

قدیم زمانے میں مصری اس سیارے کو ''The red one'' یعنی سرخ سیارہ کہتے تھے

رومن اس سیارے کو ''god of war'' کہتے تھے یعنی جنگ کا دیوتا۔

یونانی دیو مالائی کہانیوں میں مریخ دیوتا کو ایک ظالم، جابر، انسان میں پھوٹ ڈالنے والا اور انسانی بستیاں تباہ کرنے والا قرار دیا گیا تھا۔

مختلف امریکی اور روسی مہماتمریخ کی جانب روانہ کی گئی ہیں جن سے اس کے بارے میں بیش بہا معلومات اور تصاویر حاصل کی گئی ہیں

5۔ مشتری Jupiter

سورج سے پانچویں نمبر پر اور زمین کے بعد دوسرے نمبر پر۔

نظام شمسی سورج کے بعد سب سے بڑا سیارہ (وزن اور حجم کے لحاظ سے) ہے۔

رومن اس سیارے کو ''Lord of planet'' کہتے تھے اور یونانی اس کو طاقتور دیوتا ''Zeus'' سے تشبیح دیتے تھے۔

مشتری پر نظر آنے والی بادلوں کی پٹیاں زیادہ تر ہائیڈروجن اور ہیلیم

گیسوں پر مشتمل ہیں۔

اسکی تیز حرکت کی وجہ سے اسکی بالائی فضا میں بادل اور پٹیاں بنتی ہیں جسے بیلٹ یا زون کہتے ہیں جو استوا کے متوازی چلتی ہیں۔مشری کے گرد رنگ (Ring system) کا نظام 1979 میں وائجر (Voyjer-I) نے دریافت کیا۔انمیں تین ہالوں کے نام یہ ہیں ۔

Halo Ring-1　　Main Ring-2

Gossamer Ring-3

مشتری سورج سے اتنی دور ہے کہ وہاں تک سورج کی شعاعیں پہنچتے پہنچتے اپنی تپش کھو بیٹھتی ہیں یعنی ان کی تپش زمین پر پہنچنے والی تپش سے تیرہ گنا کم ہو جاتی ہے۔

مشتری کی فضا۔1000 کلومیٹر (ہائیڈروجن 86%، ہیلیم 13%، ایمونیا اور میتھین 1%)

مشتری کے گرد رنگ (　R

بیرونی مینٹل --22,500 کلومیٹر

اندرونی مینٹل --33,000 کلومیٹر

کور (Core)--14,000 کلومیٹر

سورج سے اوسط فاصلہ--778.33 بلین کلومیٹر

خط استوا پر قطر ---142,984 کلومیٹر

محوری گردش (Rotation Perioa) 9.84 گھنٹے

- مداروی گردش(Orbital Period) 11.86 زمینی سال
- چاند کی تعداد۔۔۔ 16
- جھکاؤ۔۔۔۔۔۔۔ 3.1 ڈگری

6۔ زحل Saturn

- سورج سے چھٹے نمبر پر اور نظام شمسی کا دوسرا بڑا سیارہ ہے
- یہ واحد سیارہ ہے جو پانی سے بھی کم کثیف ہے
- زحلا کا سورج سے اوسط فاصلہ 1.43 بلین کلومیٹر (888.56 ملین میل) ہے
- محوری عرصہ(Orbital Period) 29.46 زمینی سال
- دوری گرش (Rotation Period) 10.23 گھنٹے
- چاند کی تعداد ۔۔۔ 20
- فضائی کیفیت۔۔۔ہائیڈروجن 94%، ہیلیم 6% اور ایمونیا، میتھین اور آبی بخارات بھی ملتے ہیں
- محوری جھکاؤ ۔۔۔ 26.73 ڈگری

زحل کے حلقے Saturn,s Ring system

یہ سیارہ دوسرے سیاروں کی نسبت زیادہ تیزی سے گھومتا ہے اسکی یہی حرکت اسکے اردگرد مختلف رنگوں کے دائرے بنانے کا سبب بنتی ہے جو خط استوا کے متوازی حرکت کرتے ہیں۔

زحل کے حلقوں کا سب سے پہلے گلیلیو نے مطالعہ کیا تھا۔ زحل

کے ساتا سے گھیرے ہوئے ہیں جنکا کل قطر 960,000 کلومیٹر (597,000 میل) ہے اگر زحل کو ٹیلی سکوپ کی مدد سے دیکھیں تو اسکے تین حلقے آسانی سے نظر آجاتے ہیں لیکن دوسرے حلقے کافی مدھم ہیں۔ زحل کے یہ حلقے برفیلی گرد (ice dust) کے ذرات پر مشتمل ہوتے ہیں جو کہ باہر کے حلقوں پر نظر آتے ہیں جبکہ اندرونی حلقے برف سے ڈھکی ہوئی چٹانوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جنکی موٹائی ایک کلومیٹر تک ہوتی ہے۔

ان حلقوں کو اگر آتشی شیشے کی مدد (Magnified Glass) سے دیکھا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک بڑا حلقہ ہزاروں چھوٹے چھوٹے حلقوں پر مشتمل ہوتا ہے اسمیں کئی قسم کی اشیاء (بلین میں) ہوتی ہیں

زحل کے ان حلقوں کے درمیان کئی بڑے بڑے خلا ہیں یعنی ایک حلقے کا دوسرے حلقے سے فاصلہ کئی کلومیٹر تک ہوتا ہے۔ ان حلقوں میں سب سے بڑا خلا Cassani Division کہلاتا ہے جسکا ایک حلقے سے دوسرے حلقے تک کا فاصلہ 4,200 کلومیٹر (2,600 میل) تک ہے۔ اس حلقے کا نام ایک اطالوی ماہر فلکیات Giovanni Cassini (1625-1712) کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جس نے اس خلا کو 1675 میں دریافت کیا۔

یورنس Uranus

- کرہ ہوائی۔۔ہائیڈروجن 85%، ہیلیم 12%، میتھین 3%
- مینٹل (Mantle) 10,000 کلومیٹر
- کور (Core) 8,000 کلومیٹر
- سورج سے اوسط فاصلہ۔۔۔ 2.87 بلین کلومیٹر
- قطر (خط استواپر) ۔۔۔۔۔۔ 51,118 کلومیٹر
- محوری گردش (Rotation Period) 17.90 گھنٹے
- مداروی گردش (Orbital Period) 84.01 زمینی سال
- محور پر جھکاؤ (Axial Tilt)۔۔۔ 97.9 ڈگری
- یورنس کے چاند۔۔۔15 (مرنڈا، امبریل، ٹائی ٹینا اوراوبرن وغیرہ)
- اسکا نام شروع میں انگلستان کے بادشاہ جارج سوم کے نام پر جارج سٹار (George Star) رکھا گیا لیکن بعد میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ سیاروں کے نام یونان کے افسانوی دیوتاؤں کے نام پر رکھے جائیں اور اسکا نام تبدیل کر کے یورنس رکھا گیا یعنی ''God of Heavens'
- سورج سے ساتواں سیارہ اور نظام شمسی کا تیسرا بڑا سیارہ ہے
- دیو مالائی کہانیوں میں اسے زحل کا باپ کہا جاتا تھا اور زحل کو مشتری کے باپ کا درجہ دیا گیا۔
- یہ زمین سے چار گنا بڑا ہے
- اسکی فضا کو میتھین گیس نے گھیرا ہوا ہے جس کی وجہ سے دیکھنے میں یہ

نیلا۔سبز (Blue-Green) رنگ کا نظر آتا ہے۔یہ اسکی ایک منفرد حقیقت ہے۔

- اس میں بھی حلقوں کا نظام (Ring System) پایا جاتا ہے۔ یورنس میں پائے جانے والے حلقے مشکل سے نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حلقے جس مواد سے مل کر بنے ہیں وہ نظام شمسی میں بہت ہی تاریک (Dark) مواد ہے۔یہ حلقے زمین پر سب سے پہلے 1977 میں دیکھے گئے۔ وائجر۔2 نے 1986 میں اسکے گیارہ حلقے دیکھے۔ان کو مختلف نام بھی دیئے گئے جیسا کہ ایٹا Et ڈیلٹا (Delta)، گاما (Gama)، بیٹا (Beta)، الفا (Alpha) وغیرہ۔یہ حلقے ایک میٹر (ایک گز) تک چوڑے ہیں۔جبکہ Epsilon ring کی چوڑائی 20 سے 100 کلومیٹر تک ہے۔جبکہ زیادہ تر حلقے بہت تنگ ہیں یعنی 10 کلومیٹر سے بھی کم چوڑے ہیں۔
- اسکی ایک منفرد بات یہ ہے کہ دوسرے سیاروں کے برخلاف یہ اپنی اطراف پر گھومتا ہے۔
- ولیم ہرشل نے اس سیارے کو سب سے پہلے 13 مارچ 1781 میں دیکھا اور دمدار سیارہ سمجھا لیکن بعد میں لیکسیل (Lexell) نے بتایا کہ یہ نظام شمسی کا نیا سیارہ ہے۔

8- نیپچون Neptune

- سورج سے آٹھواں سیارہ اور نظام شمسی کا چوتھا بڑا سیارہ ہے
- فضائی کیفیت۔ ہائیڈروجن 85%، ہیلیم 13%، میتھین گیس 2%
- مینٹل۔۔10,000 کلومیٹر سے 15,000 کلومیٹر
- کور۔۔۔6000 کلومیٹر سے 9,500 کلومیٹر
- سورج سے اوسط فاصلہ ۔۔۔4.49 بلین کلومیٹر
- قطر (خط استواپر) ۔۔۔49,528 کلومیٹر
- گردش (Rotation Period) 19.20 گھنٹے
- محوری گردش (Orbital Period) 164.79 زمینی سال کے برابر سورج کے گرد چکر لگاتا ہے
- چاند کی تعداد ۔۔۔ 8
- محور پر جھکاؤ ۔۔۔29.6 ڈگری
- اسکا نام یونانی دیومالا کے سمندر کے دیوتا نیپچون کے نام پر رکھا گیا ہے
- اسکی دریافت کا سہرا برطانوی ریاضی دان ایڈمز اور فرانسیسی ریاضی دان لیویز کے سر جاتا ہے۔ یہ پہلا سیارہ ہے جو علم ریاضی کی مدد سے دریافت ہوا۔
- نیپچون دات کو دیکھنے میں بہت دھندلا نظر آتا ہے اس لیئے قدیم زمانے میں اس کے بارے میں لوگ بہت کم جانتے تھے۔
- 12 جنوری 1979 سے 14 مارچ 1999 تک یہ سیارہ نظام شمسی

میں سب سے دور تھا۔

- اسکی ساخت اور جسامت اپنے ہمسائیہ سیارہ یورنس سے ملتی جلتی ہے۔
- اسکی فضا دیکھنے میں روشن اور نیلی نظر آتی ہے اس کی وجہ اس میں موجود میتھین گیس ہے۔
- اس کی فضا میں بادلوں کے کئی خاص نقوش دیکھنے کو ملتے ہیں ان میں سب سے اہم Dark Spot ہے۔ یہاں پر آنے والے طوفان زمین جتنے بڑے ہوتے ہیں۔
- نیپچون کے حلقوں کا پھیلاؤ سیارے سے 40,000 سے 63,000 کلومیٹر تک ہے۔ ان میں ایک بڑا حلقہ اور تین چھوٹے حلقے ہیں لیکن یہ تمام بہت باریک ہیں۔

9- پلوٹو Pluto

- فضائی کیفیت ۔۔۔ میتھین اور شاید نائیٹروجن کا مرکب (100%)
- کرسٹ (Crust) ۔۔۔ 50 کلومیٹر
- مینٹل (Mantle) ۔۔۔ 150 کلومیٹر
- کور (Core) ۔۔۔۔۔۔ 900 کلومیٹر
- سورج سے اوسط فاصلہ ۔۔۔ 5.9 بلین کلومیٹر
- قطر (خط استواپر) ۔۔۔ 2.290 کلومیٹر
- گردش (Rotation Period) 6.39 زمینی دن

- محوری گردش (Orbital Period) 248.5 زمینی سال کے برابر (تقریباً) اسکا ایک سال ہے۔
- جھکاؤ (Axil Tilt) 122.5 ڈگری
- سورج سے نواں سیارہ اور سب سے چھوٹا سیارہ (زمینی چاند سے بھی چھوٹا سیارہ) جسکو اب نظام شمسی کے نو سیاروں کی فہرست سے نکال دیا گیا ہے۔
- پلوٹو کا نام بھی یونانی دیومالائی کہانیوں سے لیا گیا ہے۔ پلوٹو زحل کا بیٹا جبکہ مشتری اور نیپچون کا کا بھائی تھا۔
- یہ سیارہ 13 مارچ 1930 کو دریافت ہوا۔
- یہ سیارہ ٹھنڈا اور تاریک ہے جہاں پر سورج ایک روشن ستارہ نظر آتا ہے ۔ یہ سیارہ چٹانی ہے اور یہاں برف ملتی ہے۔ اسکی فضا بہت پتلی ہے اور یہ بھی اسوقت بنتی ہے جب یہ سورج کے قریب ہوتا ہے جیسے ہی فاصلہ بڑھ جاتا ہے تو اسکی فضا منجمد ہو جاتی ہے۔

نتیجہ

- کائنات اور نظام شمسی کے بارے میں قرآنی آیات کو پڑھنے اور اسوقت تک موجود سائنسی معلومات کو جاننے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ان میں کئی باتوں میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے مثلاً

1 = قرآن پاک نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ بتا دیا تھا کہ تمام سیارے اپنے اپنے راستوں (مدار orbits) پر گھوم رہے ہیں ۔ جسکی

سائنس اب تصدیق کر رہی ہے۔

2 = قران پاک ہمیں یہ بتاتا ہے کہ کسی سیارے کی یہ مجال نہیں کہ وہ دوسرے سیاروں کے راستوں میں جا گھسے یعنی ہر سیارہ کو ایک طاقت (کشش ثقل) نے اپنے اپنے مدار کا پابند کیا ہوا ہے۔ سائنس بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے

3 = قرآن پاک میں ہے کہ تمام سیارے اس ذات پاک کے آگے سجدہ ریز ہیں ۔ سائنس کے مطابق تمام سیارے اپنے اپنے محور پر ایک خاص زاویے سے جھکے ہوئے ہیں ۔ یہ جھکاؤ انکے سجدہ ریز ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔

4 = قرآن پاک میں ہے کہ کہ یہ تمام سیارے ایک خاص مدت تک کے لیئے ہیں اس کے بعد یہ تمام فنا ہو جائیں گے (جب قیامت آئے گی) . سائنس بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ سورج ایک مدت کے بعد روشنی سے محروم ہو جائے گا جب یہ ختم ہو گا تو باقی تمام سیارے بھی جو اس کی وجہ سے زندہ ہیں بھی خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

5 = قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ جب یہ کائنات بنائی گئی تھی تو اسوقت دھواں تھا (جس کے لیئے دخان یعنی دھواں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے) سائنس نے لفظ گیس استعمال کیا ہے دھواں بھی تو دراصل گیسوں کا مجموعہ ہی تو ہے۔ جسکو سائنس نے بگ بینگ Big Bang Theory تھیوری کے نام سے پیش کیا ہے۔

باب نمبر4 کائنات پھیل رہی ھے

ترجمہ =اور ہم نے آسمان کو طاقت (توانائی) سے بنایا ہے اور بلاشبہ ہم کائنات کو پھیلاتے چلے جارہے ہیں

(الذریت۔سورہ نمبر51۔آیت نمبر47۔پارہ نمبر27-26)

حضرت ابن عباسؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ، ثوریؒ نے بھی یہی کہا ہے۔

ترجمہ۔تمام تعریف اللہ کے لیئے ہے جو آسمانوں اور زمین کو بنانے والا ہے۔۔۔وہ اپنی تخلیق میں جو چاہتا ہے بڑھاتا جاتا ہے۔بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(فاطر۔سورہ نمبر35۔آیت نمبرا۔پارہ22)

سائنسدان بیسویں صدی کے شروع کے کئی سالوں تک یہی خیال کرتے تھے کہ ''کائنات ایک مستقل ساخت رکھتی ہے اور یہ ازل سے موجود ہے'' لیکن بعد میں ہونے والی تحقیقات سے ان کا یہ نظریہ تبدیل ہوا اور اب وہ کہہ رہے ہیں کہ'' کائنات کی ایک ابتداء تھی اور یہ مسلسل پھیل رہی ہے'' جو قرآن پاک کی ان آیات کی تصدیق کرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اس کائنات کو میں نے بنایا ہے اور میں ہی اسکو وسعت دے رہا ہوں''۔جبکہ کائنات کی اس وسعت یا پھیلاؤ کو روسی ماہر طبیعات/فزکس الیگزنڈر فریڈمان (Alexander Friedmann) اور بلجیم کے ماہر کونیات (Cosmology) جارج لیمیٹرے (George.Lemaitre) نے 1922 میں حساب لگا کر ثابت کیا۔

جبکہ امریکی ماہر فلکیات ایڈن ہبل (Edwin Hubble) نے 1929 میں یہ ثابت کیا کہ کائنات پھیل رہی ہے۔اس نے کائنات کے پھیلنے کا یہ راز روشنی کے سرخ ہٹاؤ (Red Shift) کے کہکشاؤں کے ساتھ موازنے کے ذریعے دریافت کیا اور یہ قانون ہبل (Hubble Law) کے نام سے جانا جاتا

ہے یہ بیسویں صدی کی ایک عظیم دریافت ہے اب تو ہم ڈاپلر اثر (Doppler Effect) کے ذریعے کائنات اور کہکشاؤں کے پھیلاؤ کی شرح بھی معلوم کر سکتے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق کائنات ہر ایک ارب سال میں پانچ سے دس فیصد کے حساب سے پھیل رہی ہے۔اس نے یہ بھی کہا کہ ستارے اور کہکشائیں مستقل طور پر ایک دوسرے سے ہٹ رہے ہیں۔اپنے تجربات کی روشنی میں اس نے مزید کہا کہ جو ستارہ ہم سے جتنی دور ہے وہ اتنی ہی تیزی سے ہم سے دور جا رہا ہے۔مزید تجربات کے نتیجے میں اس نے کہا کہ ستارے ہم سے دور ہی نہیں ہو رہے بلکہ وہ ایک دوسرے سے بھی دور ہو رہے ہیں۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سائنس بھی اس بات کو مان رہی ہے کہ کائنات پھیل رہی ہے۔

اس قابل مشاہدہ (یعنی جہاں تک انسان دیکھ سکا ہے) کائنات کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہماری کائنات میں اندازاً دوسو ارب (دو کھرب) کہکشائیں ہیں (اور ایک کہکشاں سے دوسری کہکشاں کے درمیاں وسیع خالی جگہیں ہیں جنکو بلیک ہول Black Hole کہتے ہیں) جبکہ ہر کہکشاں میں اندازاً دوسو ارب ستارے ہیں۔اور کائنات کا بعید ترین قابل مشاہدہ مقام ہم سے پندرہ تا بیس ارب نوری سال (Light Year) تک دور ہوسکتا ہے۔) نوری سال سے مراد یہ ہے کہ روشنی جب اپنی رفتار یعنی 1,86,000 میل فی سیکنڈ کے حساب سے مسلسل ایک سال تک سفر کرتی رہے اور اب وہ جتنا فاصلہ اس ایک سال میں طے کرے گی وہ ایک نوری سال کہلائے گا۔) جبکہ آجکل کے جدید آلات بھی صرف آٹھ یا نو ارب نوری سال تک مشاہدہ کر سکنے کے قابل ہیں۔انہی جدید آلات کی مدد سے ہم نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار نوری سال کے فاصلے پر واقع ایک ستارے سپر نوا (super Nova) کے پھٹنے کا منظر 1987 میں دیکھا۔ایک بڑے بادل (L.M.C) میں واقع یہ سپر نوا درحقیقت 1,60,000

سال پہلے پھٹا تھا۔ اس منظر نے زمین تک پہنچنے میں اتنا ہی عرصہ لیا۔

1915 میں جب آئن سٹائن نے نظریہ اضافیت (General Theory of Relativity) پیش کیا تو اسے اس وقت بھی کائنات کے مجرد اور غیر متحرک ہونے کا پکا یقین تھا اس لیئے اس نے اس نظریے کی مساوات میں (Cosmological constant) کو متعارف کراتے ہوئے اپنے نظریے میں کسی حد تک تبدیلی کر لی۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کائنات پھیل رہی ہے تو اسکا مطلب یہ کہ کائنات کسی وقت کسی ایک نقطے پر مرکوز ہوگی یعنی ایک ایسا وقت بھی تھا جب ساری کائنات اپنی زبردست کشش ثقل کی وجہ سے ایک نقطے پر مرکوز تھی اور اس نقطے کا حجم صفر تھا۔ ہماری ساری کائنات اسی صفر حجم اور بے پناہ نہ ختم ہونے والی کثافت والی کیمیت کے پھٹنے سے عدم سے وجود میں آئی اور اس پھٹنے کے عمل کو سائنس نے بگ بینگ (Big Bang) یا ''بڑا دھماکہ'' کا نام دیا۔

1948 میں جارج گیمو نے لیماترے کے کام کو آگے لے جاتے ہوئے ایک اور تصور پیش کیا کہ اگر کائنات ایک زبردست دھماکے کے ساتھ معرض وجود میں آئی ہے تو اس دھماکے کی باقیات میں کچھ اشعاع (Radiation) باقی رہ گئی ہوں گی جن کو تمام کائنات میں یکساں طور پر پھیلا ہونا چاہیے اور اس کی تلاش ہونی چاہیے۔

ان شعاع کو امریکی ٹیلی فون اور ٹیلی گراد کے ماہر رابرٹ ولسن (Robert Wilson) اور آرنو پینزیاس (Arno Penzias) نے (1948 کے تصور کے بعد) تقریباً بیس (20) سال بعد دریافت کر لیا اور ان شعاعوں کو ''کائناتی پس منظر کی اشعاع '' کا نام دیا گیا۔ جبکہ ان کو خرد موجی پس منظر (Microwave Background) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ مائیکرو ویو

پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان اشعاع کی دریافت سے ایک نیا شعبہ ''ریڈیو فلکیات'' وجود میں آیا۔ یہ شعاعیں خلا میں ہر جگہ یکساں طور پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ان شعاعوں کی تلاش میں یو۔ایس۔اے کے ناسا سنٹر نے '' کاسمک بیک گراؤنڈ ایمیشن ایکسپلورر (Cosmic Background emission explorer) یا (C.O.B.E) نامی تحقیقی سیارہ خلا میں بھیجا اس سیارے نے صرف آٹھ منٹ میں دونوں سائنس دانوں کے مشاہدات کی تصدیق کر دی۔ اس طرح ایک اور سیارہ بھی خلا میں بھیجا گیا ہے جو یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ یہ دھماکہ کہاں ہوا تھا جس کی صدائے بازگشت زمین پر ان دونوں سائنس دانوں نے سنی تھی۔ اس صدائے بازگشت کی سمت کا تعین ہونے سے سائنس دانوں کو امید ہے کہ اس سے کئی اور رازوں سے پردہ اٹھے گا۔

1998 میں دور دراز سپر نوا کے مشاہدے کے دوران ماہرین فلکیات کو یہ ثبوت ملا کہ کائنات تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ہماری کائنات کا اختتام ایک اور زوردار عظیم سکڑاو (Big Crunch) کی صورت میں ہوگا۔

سائینٹیفک امریکن شمارہ 1994 اکتوبر میں یہ مانا گیا ہے کہ بگ بینگ ماڈل بیسویں صدی کا واحد مصدقہ (کائناتی) ماڈل ہے)۔

☆ ریڈ شفٹ (Red Shift) کسی سیارے کی روشنی کا یا برقی مقناطیسی لہروں کا اس جسم کے ناظر سے دور بھاگنا یا کائنات کے عظیم دھماکے (Big Bang) کی وجہ سے طویل الموج ہونا، ریڈ شفٹ (Red Shift) یا سرخ ہٹاؤ کہلاتا ہے۔

☆ ڈاپلر اثر (Doppler Effect) کو آسٹریلوی ماہر طبیات کرسچین ڈاپلر (1803-1853) نے دریافت کیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی ستارہ یا

کہکشاں یا کوئی جرم فلکی اپنے چاروں طرف بیک وقت ایک سی شعاع ریزی کرتے ہوئے ہم سے دور بھاگا چلا جا رہا ہو تو اس کی پچھلی سمت سے نکلنے والی روشنی کی موجیں اپنے اصل طول موج (wavelength) سے قدرے لمبی دکھائی دیں گی اور ہماری طرف آنے والے اجرام فلکی سے نکلنے والی روشنی کی موجیں اپنے اصل طول سے قدرے سکڑی ہوئی نظر آئیں گی۔ ہم سے دور بھاگنے والی کہکشاؤں کی لہریں طویل الموج ہو کر رنگت میں سرخی مائل ہو جاتی ہیں اسی طرح ہماری طرف آنے والی لہریں قصیر الموج ہو کر رنگت میں بنفشی مائل ہو جاتی ہیں۔

باب نمبر 5 کائنات کی کوئی چیز خالی از مصلحت نہیں۔

(Allah (SWT) has not created any thing in the universe, without a purpose or design)

ترجمہ۔ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان میں ہیں اسکو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اور قیامت تو ضرور آ کر رہے گی تو آپ (ان لوگوں سے) اچھی طرح سے درگذر کریں۔

(الحجر۔ سورہ نمبر 15۔ آیت نمبر 85۔ پارہ نمبر 13.14)

We created not the heavens and the earth and all that is between them except with truth, and the Hour is surely coming. So overlook (any human fault), O Muhammad, with a gracious foregiveness.

ترجمہ۔ ''اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے ان کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا'' (الدخان۔ سورہ نمبر 44۔ آیت نمبر 38۔ پارہ نمبر 25)

And We created not the heavens and the earth, and all that is between them, in the mere idle play.

ترجمہ۔ ''ان کو ہم نے تدبیر سے پیدا کیا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''

(الدخان۔ سورہ نمبر 44۔ آیت نمبر 39۔ پارہ نمبر 25)

We created them not except with truth, but most of them know not.

ترجمہ۔''اسی نے آسمانوں اورزمین کو دانائی کی بنیاد پر پیدا کیا اور اسی نے تمھاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی پاکیزہ بنائیں اور اسی کی طرف (تمھیں) لوٹ کر جانا ہے''۔(التغابن۔سورہ نمبر 64۔آیت نمبر 3۔پارہ نمبر 28)

He created heaven and the earth with truth, and He shaped you and made your shapes, beautiful, and to Him is the final return.

ترجمہ۔ ''اورہم نے آسمان اورزمین کو جوان کے بیچ میں ہے نکما نہیں بنایا''

(ص۔(جزو)۔آیت نمبر 27۔پارہ نمبر 23)

باب نمبر 6

قدرت کے ہر کام میں توازن ہے

ترجمہ =''جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا''۔(سورہ الاعلیٰ۔آیت نمبر 2)

ترجمہ =''آسمانوں کو اس نے بلند کیا اور میزان قائم کر دی اس کا تقاضہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو'' (سورہ رحمٰن۔آیت نمبر 8-7۔پارہ نمبر 27)

ترجمہ =''اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو با قاعدہ پیدا کیا''۔

(سورہ انعام۔آیت نمبر 73)

ترجمہ = جو چیز بھی اس نے بنائی خوب بنائی''۔

(سورہ سجدہ۔سورہ 32۔آیت نمبر 7۔پارہ نمبر 21)

ترجمہ = کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نگاہ نہیں کی کہ ہم نے اس کو کیوں کر بنایا اور (کیونکر) سجایا اس میں کہیں شگاف تک نہیں۔

(سورہ ق۔آیت نمبر 67۔سورہ نمبر 50۔پارہ نمبر 26)

ترجمہ = جس نے سات آسمان بنائے۔تہہ بہ تہہ کیا۔تو رحمٰن کے بنانے میں کچھ فرق دیکھتا ہے۔پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ تیری نگاہ تیری طرف ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی۔ (الملک۔آیت نمبر 4۔سورہ نمبر 67۔پارہ نمبر 29)

ترجمہ = تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو بہترین تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ (سورہ ابراہیم۔سورہ نمبر 14۔پارہ نمبر 13)

ترجمہ = نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔

(سورہ زمر۔سورہ 39۔پارہ نمبر 23)

انسان، حیوان، نباتات سے لیکر کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقصد کے لیئے پیدا کیا ہے اور اس میں ایک خاص ترتیب و ترکیب کے ساتھ ساتھ ایک خاص توازن ہے۔

1۔ کرہ ہوائی کو ہی لے لیں اس میں موجود مختلف گیسیں ایک خاص ترتیب و ترکیب کے ساتھ ساتھ ایک خاص توازن کے ساتھ موجود ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل گوشوارہ ہے

کرہ ہوائی میں نائیٹروجن کی مقدار ۔۔۔۔۔۔ 78%

کرہ ہوائی میں آکسیجن کی مقدار ۔۔۔۔۔۔ 21%

کرہ ہوائی میں دیگر گیسوں کی مقدار ۔۔۔۔۔ 1 % (جس میں آرگن، کاربن ڈائی آکسائیڈ، نیون (Neon)، ہائیڈروجن، اور krypton وغیرہ شامل ہیں۔

اسی طرح کرہ ہوائی ہی کی مختلف تہوں کو لے لیں تو ان میں بھی یہی صورت حال نظر آتی ہے۔ ہر تہہ کی کیمیاوی ترکیب اپنی ہے اور درجہ حرارت کے لحاظ سے ترکیب اپنی اپنی ہے۔ جس کے تحت ہر تہہ اپنے ذمے امور سرانجام دے رہی ہیں۔ اس کے بارے میں ایک سائنس دان A.J.Tansley لکھتے ہیں کہ زمین اور اس کے چاروں طرف پھیلی ہوئی فضا میں ایک Giant Echo System ہے جس کے تحت تمام فطری عوامل انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ اپنی اپنی ذمہ داری جو ان کو سونپی گئی ہے پوری کر رہے ہیں۔

2۔ کرہ ہوائی کا دباؤ جو عام حالات میں انسان کو محسوس ہی نہیں ہوتا لیکن اس کے اثرات نہ صرف زمین پر بلکہ انسان بھی اس کے اثر سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس میں سب سے اہم یہ ہے کہ انسان کا دوران خون اسی ہوا کے دباؤ کی وجہ سے جاری و ساری ہے جب انسان کرہ ہوائی سے باہر یعنی خلا میں جاتا ہے تو وہ ایک مخصوص لباس پہن کر جاتا ہے تاکہ اس کا دوران خون اور بلڈ پریشر اسی طرح سے جاری رہے جیسا کہ زمین پر تھا۔ ایک اندازے کے مطابق انسانی جسم پر ہوا کا دباؤ 500 سو کلوگرام یا نصف ٹن کے برابر ہوتا ہے۔ جبکہ زمین میں سطح سمندر پر یہ دباؤ 14.7 پاؤنڈ یا تقریباً

پندرہ پاؤنڈ ہوتا ہے۔ جوں جوں سطح سمندر سے دور یعنی بلندی کی طرف بڑھتے جائیں یہ دباؤ بتدریج کم ہوتا جاتا ہے۔ یہ ہوا کا دباؤ ہی ہے جسکے بڑھنے یا کم ہونے کی وجہ سے ہوائیں چلتی ہیں (جو موسم گرما میں سمندر سے خشکی کی طرف اور موسم سرما میں خشکی سے سمندر کی طرف چلتی ہیں)، بارشیں ہوتی ہیں اور دیگر موسمیاتی تبدیلیاں آتی ہیں۔

3۔آبی چکر (Water Cycle) کو دیکھیں تو یہ اپنی جگہ ایک ترکیب اور توازن کے ساتھ پانی کو سمندروں اور آبی ذرائع سے اٹھا کر پہاڑوں پر برف اور پانی کی شکل میں پہنچاتا رہتا ہے۔ اور پھر وہ پانی مختلف راہوں پر بہتا ہوا سمندر میں گم ہو جاتا ہے۔ اس کے ایک نیا چکر شروع ہو جاتا ہے۔ اور یوں یہ صدیوں سے جاری و ساری ہے۔ اسی آبی چکر کی وجہ سے زمین، سمندر اور فضا میں پانی کی یکساں مقدار رہتی ہے۔

4 ۔ اسی طرح سمندروں میں نمکیات کی مقدار ایک خاص تناسب سے موجود ہے۔ مثلاً سوڈیم کی مقدار 30.59% اور کلورائیڈ کی مقدار 48.55% تک رہتی ہے تاکہ سمندر کے پانی کا کھارا پن باقی رہے۔ جبکہ دوسری طرف دریاؤں میں سوڈیم کی مقدار 5.79% اور کلورائیڈ کی مقدار 5.69% ہے تاکہ دریا کا پانی میٹھا اور پینے کے قابل رہے۔

5 ۔ خطِ استوا (وہ خط جو کرہ ارض کو دو برابر نصف حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اس خطے کے شمال میں واقع حصے کو شمالی نصف کرہ اور اس خط کے جنوب میں واقع حصے کو جنوبی نصف کرہ کہتے ہیں اور یہ خط صفر درجے عرض بلد پر واقع ہے) وہ مقام ہے جہاں سارا سال سورج عموداً چمکتا رہتا ہے اور اس کی اس خصوصیت کی وجہ سے خط استوا کے پانچ درجے شمال اور پانچ درجے جنوب کے علاقوں میں سارا سال درجہ حرارت زیادہ (80 درجے فارن ہائیٹ) رہتا ہے۔ ہوا میں نمی کی مقدار

زیادہ (80%) رہتی ہے۔ جسکی وجہ سے یہاں بارشیں زیادہ (80انچ سالانہ) ہوتی ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ جنگلات اس علاقے میں پائے جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ جنگلی جانور انہی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہی جنگلات کی وجہ سے ہیرے کی کانیں یہاں سب سے زیادہ پائی جاتی ہیں۔ یہ وہ اثرات ہیں جو سورج کے سب سے زیادہ وہاں چمکنے سے محسوس کیئے جاتے ہیں۔ جبکہ سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس مقام کی اس خصوصیت کی وجہ سے کئی اہم تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً

الف۔ خط استوا کے گرم ہونے کی وجہ سے اس جگہ کے اردگرد کے سمندر بھی گرم ہوتے ہیں۔ پانی گرم ہوکر ہلکا ہوجاتا ہے اور سمندر کی سطح پر آجاتا ہے اور یوں بحری روئیں معرض وجود میں آتی ہیں۔ یہاں سے گرم پانی کی روئیں شمال اور جنوب کی چلنا شروع کردیتی ہیں جو بالائی عرض بلدوں کو موسموں کو متاثر کرتی ہیں۔

ب۔ اسی کے نتیجے میں پھر ٹھنڈے پانی کی روئیں زیر سمندر خط استوا کی طرف چلنا شروع کر دیتی ہیں یوں سمندروں میں بھی ایک آبی چکر (Water Cvcle) شروع ہوجاتا ہے۔

ج۔ یہ گرم روئیں جب بلند عرض بلدوں (60 درجے عرض بلد) پر پہنچتی ہیں تو وہاں یہ روئیں جب ٹھنڈی رووں سے ٹکراتی ہیں تو طوفانی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے فرنٹ (Cold and Warm Front) پیدا ہوتے ہیں اور بارشیں ہوتی ہیں۔

د۔ انہی رووں کی وجہ سے مچھلی کی صنعت مختلف مما لک ترقی کررہی ہے اور ہماری غذائی ضروریات پوری ہورہی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ڈ۔ ہواؤں کا نظام اسی سے قائم ہے جسکے اپنے بے پناہ اثرات ہیں۔ جن سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے۔

6۔ نظام شمسی اور پورے خلائی نظام میں بھرپور توازن ہے، ترتیب ہے اور اپنی اپنی خصوصیات ہیں مثلاً

(الف) تمام ستارے اور سیارے اپنے اپنے مدار پر محوسفر ہیں۔ کوئی کسی کے مدار میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ جسکے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد پاک ہے۔

ترجمہ۔ اور سورج اپنے مقررہ راستے پر چلتا ہے۔

(یٰسین۔ سورہ 36۔ آیت نمبر 38۔ پارہ نمبر 23)

ترجمہ۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ آفتاب و مہتاب کو اسی نے کام میں لگا رکھا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر چل رہے ہیں۔

(فاطر۔ 35۔ آیت نمبر 13۔ پارہ نمبر 22)

(ب) ہر سیارے کا اپنے مدار پر ایک خاص زاویے پر جھکاؤ ہے۔ جس کے اپنے اثرات ہیں۔

(۳) ہر سیارے کا اپنا اپنا مقناطیسی میدان ہے اور یہ مقناطیسی میدان نہ تو کسی اور سیارے کو متاثر کرسکتا ہے اور نہ ہی اثر انداز ہوسکتا ہے وہ صرف اسی سیارے میں اپنے ذمے کام پورے کررہا ہے۔

اسی طرح نظام شمسی کا اپنا مقناطیسی نظام ہے جو وہ اپنی کہکشاں کے اندر رہتے ہوئے کام کررہا ہے۔

اور ہر کہکشاں کا اپنا مقناطیسی نظام ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی سیارہ اس کی حدود سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یوں ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں بھی متوازن (مقناطیسی میدان کا) نظام کام کررہا ہے اور کسی کے عمل میں دخل اندازی نہیں کررہا۔

(ج) موسموں کے بدلنے میں ایک خاص ترتیب اور توازن ہے۔ اس کی بنیادی وجہ زمین کا اپنے محور پر 1/2 23 درجے (ساڑھے تیئیس درجے) پر جھکاؤ

(د) سورج سے آنے والی حرارت کی ایک خاص مقدار ہی زمین تک ہی پہنچ سکتی ہے اور باقی حرارت واپس منعکس ہو جاتی ہے۔

اس کی تقسیم کچھ اس طرح سے اھے

1۔ سورج سے آنے والی حرات کا تقریباً 37% بادل اور گرد و غبار کے ذرات سے منعکس ہو کر واپس بالائی طبقات میں چلا جاتا ہے،

2۔ سورج کی 6% حرارت کو کرہ ہوئی کی گیسیں اپنے اندر جذب کر لیتی ہیں۔

3۔ صرف 57% مقدار زمین تک پہنچ پاتی ہے

یعنی جتنی مقدار انسانی زندگی کے لیئے ضروری ہوتی ہے۔ اگر اس حرارت کی مقدار بڑھ جائے تو پتہ نہیں کیا سے کیا ہو جائے۔ لیکن نہیں اس کے قائم کیئے ہوئے متوازن نظام میں کوئی خلل نہیں ڈال سکتا۔

اس قسم کی بے پناہ مثالیں دی جا سکتی ہیں جن میں ہمیں قدرت کے کاموں میں ایک توازن اور ترتیب نظر آتی ہے۔ اس توازن کے حوالے سے درج ذیل گوشوارے سے سب حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے

سطح زمین پر قوت ثقل

اگر زیادہ مضبوط ہوتی — تو فضا میں بہت زیادہ امونیا اور میتھین جمع ہو جاتیں

اگر کمزور ہوتی — تو زمین کے کرہ ہوائی میں پانی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی

مرکزی ستارے (سورج سے فاصلہ)

اگر زیادہ ہوتا — تو آبی چکر جاری رکھنے کے لیئے سیارہ بہت سرد ہوتا

اگر کم ہوتا — تو آبی چکر جاری رکھنے کے لیئے سیارہ بہت

گرم ہوتا

قشر ارض (Earth Crust) کی موٹائی

اگر زیادہ ہوتی — تو کرہ ہوائی سے بہت زیادہ آکسیجن قشر ارض میں منتقل ہو جاتی

اگر کم ہوتی — تو زلزلے اور آتش فشانی کا عمل بہت شدید ہوتا

محور پر گردش کا عرصہ

اگر طویل ہوتا — تو دن اور رات کے درجہ حرارت کا فرق بہت زیادہ ہوتا

اگر مختصر ہوتا — تو کرہ ہوئی میں چلنے والی ہواؤں کی رفتار بہت تیز ہوتی

چاند کے ساتھ دو طرفہ ثقلی عمل

اگر زیادہ ہوتا — تو سمندروں، کرہ ہوائی اور گردشی دورانیے پر مدوجزر کے اثرات بھی بہت شدید ہوتے۔

اگر کم ہوتا — تو مدار میں موجود ٹیڑھے پن (Obliquity) کے باعث ہونے والی تبدیلیاں ماحول اور موسموں کو غیر متوازن (Unstable) بنا دیتیں۔

کرہ ہوائی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آبی بخارات کی مقداریں

اگر زیادہ ہوتیں — تو شدید گرین ہاؤس اثرات (Greenhouse Effect) واقع ہوتا

اگر کم ہوتیں — تو گرین ہاؤس اثرات ناکافی ہوتے (یعنی زمین سرد

رہتی)

فضا میں اوزون کی مقدار

اگر زیادہ ہوتی   تو زمین پر درجہ حرارت بہت کم ہوتا

اگر کم ہوتی   تو سطح زمین کا درجہ حرات بہت زیادہ ہوتا اور الٹراوائلٹ شعاعوں کی ایک کثیر مقدار زمین پر ہر وقت پہنچتی رہتی۔

ہوا میں آکسیجن اور نائیٹروجن کا باھمی تناسب

اگر زیادہ ہوتا   تو ترقی یافتہ زندگی کے لیئے درکار تعاملات بڑی تیز رفتاری سے ہوتے۔

اگر کم ہوتا   تو ترقی یافتہ زندگی کے لیئے درکار تعاملات بہت سست رفتاری سے ہوتے۔

زلزلیاتی سر گرمیاں

اگر زیادہ ہوتیں   تو زندگی کی بیشتر اقسام اس وقت تک صفحہ ہستی سے مٹ چکی ہوتیں

اگر کم ہوتیں   تو دریاؤں کے ذریعے سمندروں تک پہنچنے والی غذائی اجزاء (زلزلوں کی وجہ سے پہاڑوں کے بلند ہونے سے) براعظموں میں پھر سے شامل نہ ہوتے

مقناطیسی میدان

اگر طاقتور ہوتا   تو برقی مقناطیسی طوفان بھی بہت شدید ہوتے

اگر کمزور ہوتا   تو وہ ستاروں سے آنے والی نقصان دہ شعاعوں سے بہتر طور پر تحفظ فراہم نہیں کرسکتا تھا۔

ماحول کی آلودگی اور قرآن

سورہ رحمن کی آیت کا ترجمہ (آیت نمبر 8-7) نہایت قابل غور ہے۔ جس میں ارشاد پاک ہے ''اس نے آسمانوں کو بلند کیا اور میزان قائم کردی اس کا تقاضہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو''۔

یعنی جو جو بھی چیزیں اللہ نے بنائی ہیں ان کو استعمال تو کرو کیونکہ یہ ہیں انسان کے لیئے لیکن ہاں یہ خیال رہے ان اس میں خلل نہ ڈالا جائے اس طرح ہم یہ بھی دیکھتے ہیں اللہ تعالٰی کے ہر کام میں توازن ہے یعنی اس کی قدرتی شکل، ترکیب، ساخت اور مقدار میں اور ہر چیز میں ایک توازن ہے۔ یہ بات آج سے چودہ سو سال پہلے ہمیں بتادی گئی انسان اور خاص کر مسلمان نے اس آیت پر بھی غور نہیں کیا اور اسے نظر انداز کیا اور اس توازن کو اپنی ضروریات کے تحت بگاڑا۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج اس آیت کو نظر انداز کرنے کا خمیازہ ماحولیاتی آلودگی کی شکل میں بھگت رہے ہیں اور ہمیں کئی قسم کے ماحولیاتی مسائل کا سامنا ہے جن میں خاص کر درج ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱۔ ماحولیاتی آلودگی   ۲۔ اوزون کی تہہ میں شگاف کا پیدا ہونا

۳۔ زمینی آلودگی   ۴۔ پانی کی آلودگی   ۵۔ کیمیاوی آلودگی

۶۔ فضائی آلودگی   ۷۔ تابکاری آلودگی   ۸۔ شور کی آلودگی

۹۔ صنعتی آلودگی وغیرہ وغیرہ

باب نمبر 7

وقت رفتار اور فاصلوں کی مقدار کے رازوں پر اللہ تعالٰی کا اختیار ہے

ترجمہ = جس کی طرف روح الاامین (حضرت جبریل علیہ الاسلام) اور فرشتے چڑھتے ہیں ایک دن میں جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

(المعارج۔سورہ نمبر 70۔آیت نمبر 4۔پارہ نمبر 29)

(Whereby) the angle and the spirit ascend to Him in a day whereof the span is fifty thousand years.

سورہ معارج سے معلوم ہوتا ہے جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی قیامت قائم ہوگی جو ایک دن رہے گی اور اس ایک دن میں سارے انسانوں کے اعمال کا حساب ایک ایک کر کے چکا دیا جائے گا۔یہ قیامت کا دن یہاں کے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

ترجمہ = وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظام کرتا ہے پھر وہ ایک روز جس کی مقدار تمھارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی۔اس کی طرف صعود (اور رجوع) کریگا۔(السجدہ۔سورہ نمر 32۔آیت نمبر 5۔پارہ نمبر 21)

He directs the ordinance from the Heaven to the earth;then it ascends to Him in a day,whereof the measure is a thousand years according to the way you count.

ترجمہ = اور حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کے ہاں ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے۔اس حساب سے جو تم لگاتے ہو۔

(حج۔آیت نمبر 47۔سورہ نمبر 22۔پارہ نمبر 17)

مندرجہ بالا آیات قرآنی آیات میں جو بات انسان کو بار بار بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وقت کی وہ مقداریں یا اکائیاں جنکو انسان بروئے کار لاتا ہے وہ بالکل مختلف ہیں ان پیمانوں کے جن کو عالم عرش پر بروئے کار لایا جاتا ہے۔یعنی ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالی کے احکامات کی تعمیل میں جو وقت صرف ہوتا ہے وہ دنیا کی گھڑیوں سے بالکل مختلف ہے۔اب اگر ہم صرف نظام شمسی پر ہی نظر دوڑائیں (تو آسانی سے درج بالا آیات کو سمجھ سکتے ہیں) تو دیکھتے ہیں کہ ان سیاروں کی اپنے محور پر گھومنے کی رفتار مختلف ہے۔ان کا اپنے محور پر جھکاؤ کا زاویہ مختلف ہے۔ان کے دن اور رات کے اوقات میں فرق ہے۔زمین کا ایک سال 365 دنوں کا ہے جبکہ باقی تمام سیاروں کے سال کی مدت ایک دوسرے سے مختلف ہے کسی سیارے کا سال 365 دنوں سے کم ہے اور کسی کا زیادہ۔جیسا کہ درج ذیل گوشوارہ میں درج ہے۔تو پھر یہ بات آسانی سمجھ آسکتی ہے کہ اس دنیا کے اوقات یا ٹائم سکیل عالم عرش کے ٹائم سکیل سے مختلف بھی ہوسکتا ہے۔

عطارد (مرکری)	------	88 زمینی دن کے برابر ایک سال
زہرہ (وینس)	------	224
زمین (ارتھ)	------	365
مریخ (مارس)	------	686
مشتری (جوپیٹر)	------	4,331
زحل (سیٹرن)	-------	10,460
یورینس	-------	30,685
نیپچون	-------	60,194
پلوٹو	--------	90,474

اسکا حکم ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اترتا ہے اور ساتوں زمینوں کے نیچے تک پہنچتا ہے جیسے اور آیت میں ہے (ترجمہ۔اللہ تعالی نے سات آسمان بنائے اور انہی کے مثل زمینیں) اس کا حکم ان سب کے درمیان اترتا ہے۔اعمال اپنے دیوان کی طرف اٹھائے اور چڑھائے جاتے ہیں جو آسمان دنیا کے اوپر ہے۔زمین سے آسمان اول پانچ سو سال کے فاصلے پر ہے اور اتنا ہی اسکا گھیراؤ ہے۔اتنا اترنا چڑھنا اللہ کی قدرت سے فرشتہ ایک آنکھ جھپکنے میں کر لیتا ہے اس لیئے فرمایا ایک دن میں جس کی مقدار تمھاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کی ہے۔

نسائی میں ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں

کہ رسول خدا نے میرا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اللہ تعالی نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان تمام چیزیں پیدا کر کے ساتویں روز عرش پر قیام کیا۔اس کی تفصیل میں اگر جائیں کہ ہفتے کے سات روز میں کس دن کس چیز کو پیدا کیا تو اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔ ہفتے کے دن مٹی بنی، اتوار کو پہاڑ بنے، سوموار کو درخت بنے، منگل کو برائیاں بنیں، بدھ کے دن نور بنا، جمعرات کو جانور پیدا کیئے جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری گھڑی میں آدم کو پوری روئے زمین کی مٹی سے پیدا کیا جسمیں سیاہ و سفید، اچھی اور بری ہر طرح کی تھی اسی نسبت سے اولاد آدم بھی اچھی اور بری پیدا ہوئی۔اس روایت کو امام بخاری معلل بتاتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں اور سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے اس کعب احبار سے بیان کیا ہے اور محدثین نے بھی اسے معلول بتایا ہے۔واللہ عالم

باب نمبر 8 زمین اور آسمان

زمین اور آسمان کی تخلیق کے بارے میں قرآن پاک میں 41 سورتوں مختلف حوالوں سے اسکا ذکر کیا گیا ہے۔وہ سورتیں جن میں انکی تخلیق کا ذکر ہے درج ذیل ہیں۔

۱۔عنکبوت ۲۔الانبیاء ۳۔حم السجدہ ۳۔البقرہ ۴۔المومنون ۵۔النباء ۶۔الملک ۷۔ق ۸۔النزعت ۹۔الحج ۱۰۔فاطر ۱۱۔الاعراف ۱۲۔یونس ۱۳۔الفرقان ۱۴۔الحدید ۱۵۔الغاشیہ ۱۶۔یٰسین ۱۷۔الذریت ۱۸۔الشمس ۱۹۔الطلاق ۲۰۔الزخرف ۲۱۔شوریٰ ۲۲۔ہود ۲۳۔الاحقاف ۲۴۔الجاثیہ ۲۵۔روم ۲۶۔ابراہیم ۲۷۔النمل ۲۸۔البروج ۲۹۔نوح ۳۰۔رحمان ۳۱۔الرعد ۳۲۔لقمان ۳۳۔زمر ۳۴۔الصفت ۳۵۔الحجر ۳۶۔ص ۳۷۔التغابین ۳۸۔الانعام ۳۹۔التوبہ ۴۰۔النحل ۴۱۔طٰہ

مندرجہ بالا سورتوں میں درج ذیل عنوانات کے تحت زمین و آسمان کی تخلیق کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔زمین و آسمان کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔یہ خود بخود وجود میں نہیں آئی اور نہ ہی اتفاقیہ طور پر وجود میں آئی ہے۔

۲۔کائنات کی پیدائش برحق اور دانائی کے ساتھ ہے۔

۳۔کائنات کی تخلیق کو ارتقائی مراحل سے گذارا گیا اور یہ ارتقائی مراحل یوم یا ادوار (period) کہلائے۔

۴۔زمین و آسمان کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کو کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

۵۔زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے کی کیفیت اور اس مادے کا بیان جس سے یہ دونوں بنائے گئے۔

۶۔آسمانوں کی تعداد اور ان کے بنانے میں کتنا وقت صرف ہوا؟ اور ہر آسمان کا

دوسرے آسمان سے فاصلہ نیز ان کی بناوٹ میں کسی قسم کا نقص نہیں ملے گا۔یعنی یہ ایک باقاعدہ مربوط نظام کے تحت بنے ہیں

۷۔اسی نے آسمانوں کو تھاما ہوا ہے۔

۸۔آسمان بغیر ستونوں کے ہیں اور ان میں برج ہیں۔

۹۔آسمان دنیا کی سجاوٹ۔

۱۰۔آسمانوں کی طرح زمینوں کی تعداد بھی سات بتائی گئی ہے(یہ سات براعظم بھی ہو سکتے ہیں)

۱۱۔زمین آرام کی جگہ اور آسمان زمین کی چھت ہے جسے ہر طرح محفوظ بنادیا گیا۔

۱۲۔زمین پہلے پیدا کی گئی یا آسمان؟ایک بحث۔

۱۳۔زمین وآسمان بھی ایک خاص مدت کے لیئے بنائے گئے ہیں۔

۱۴۔سات آسمانوں کی ترتیب

باب نمبر8 آسمان اور زمین Sky and Earth

زمین اور آسمان کو صرف الله نے پیدا کیا۔

ترجمہ۔"اوراگران سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے (تمھارے) زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے اللہ نے۔تو پھر یہ کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔"

(عنکبوت۔سورہ نمبر29۔آیت نمبر61۔پارہ نمبر21-20)

And if you were to ask them;who created the heavens and the earth, and has regulated the sun and the moon (to their appointed work)? they would say ;Allah. How then are they turned away.

ترجمہ۔"اوراگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین اور کس نے پیدا کیا ہے تو کہہ دیں گے کہ انکو غالب (اور) علم والے (اللہ) نے پیدا کیا ہے۔"

(الزخرف۔سورہ نمبر43۔آیت نمبر۹۔پارہ نمبر25)

And if you ask them ; who created the heavens and the earth, they will surely answer; The Mighty, the knower.

ترجمہ۔"اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کیئے اور ویسی ہی زمینیں۔اسکا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے"۔

(الطلاق۔سورہ نمبر65۔آیت نمبر12۔پارہ نمبر28)

Allah it is who has created seven heavens, and of the earth the like thereof a similar number. The commandment comes down among them, that you may know that Allah is able to do all things, and that Allah surrounds all things in knowledge.

ترجمہ۔ ''اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا۔''

(الشمس۔سورہ نمبر 91۔آیت نمبر 5۔پارہ نمبر 30)

And sky and Him, who built it.

ترجمہ''۔اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمھاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔''

(سورہ روم۔سورہ نمبر 30۔آیت نمبر 22۔پارہ نمبر 21)

ترجمہ۔''اسکی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں۔''

(روم۔سورہ نمبر 30۔آیت نمبر 24۔پارہ نمبر 21)

ترجمہ۔اسکی نشانیوں میں سے ہے یہ زمین و آسمان کی پیدائش اور یہ جاندار مخلوقات جو اسنے دونوں جگہ پھیلا رکھی ہیں۔وہ جب چاہے انہیں اکھٹا کر دے۔

(الشوریٰ۔سورہ نمبر 42۔آیت نمبر 29۔پارہ نمبر 25)

ترجمہ۔ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانون کو اور زمین کو بہترین تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ؟ اور اگر وہ چاہے تو تم کو مٹا دے اور (تمھاری جگہ) نئی مخلوق پیدا کر دے۔ (ابراہیم۔سورہ نمبر 14۔آیت نمبر 19۔پارہ نمبر 13)

Have you not seen that Allah has created the heavens and the earth with truh ? If He will ,He

can remove you and and bring (in) some new creation.

زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت کیفیت اور وہ مادہ جس سے بنائے گئے۔

ترجمہ۔کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا۔ (الانبیا۔سورہ نمبر 21۔آیت نمبر 30۔پارہ نمبر 17)

Have not those who disbelieve seen that the heavens and the earth were once a solid mass, then We ripped apart them.

ترجمہ۔''پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں سا تھا تو اس نے اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں آؤ (خواہ) خوشی سے خواہ ناخوشی سے۔انہوں نے کہا ہم بخوشی حاضر ہیں۔'' (حٰم السجدہ۔سورہ نمبر 41۔آیت نمبر 11۔پارہ نمبر 25-24)

Then He turned (soared up) to the heaven when it was still a (haze) smoke, and said to it and to the earth; come both of you, either obediently or reluctantly. They said ; we come willingly.

آسمانوں کی تعداد اور ان کے بنانے میں کتنا وقت لگا اور انکو زمین کے لئے محفوظ چھت بنایا

ترجمہ۔''پھر دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس (کے کام) کا حکم بھیجا اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے سجایا اور (شیطانوں) سے محفوظ رکھا کہ نہ آپس میں ٹکرائیں نہ تم پر گریں۔یہ زبردست اور خبردار کے (مقرر کیئے ہوئے) منصوبے ہیں۔''

(حٰم السجدہ۔سورہ نمبر41۔آیت نمبر12۔پارہ نمبر25-24)

Then He ordained them seven hevens in two days and inspired in each heaven its mandate; and We decked the neith heaven with lamps, and rendered it invioable. That measuring of is mighty the knower.

ترجمہ۔''اورآسمان کومحفوظ چھت بنایا۔اس پربھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیررہے ہیں۔''

And We have made the sky a roof aguarded canopy, held up even (from them). yet they turn away from its portents.

ترجمہ۔''اللہ ہی تو ہے جس نے زمین کوتمھارے لیئے ٹھہرنے کی جگہ اورآسمان کو چھت بنایا۔'' (المومن۔سورہ نمبر40۔آیت نمبر60۔پارہ نمبر24)

Allah it is who made for you the earth for dwelling place and sky for a canopy.

ترجمہ۔وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جوزمین میں ہیں تمھارے لیے پیدا کیں ۔پھرآسمانوں کی طرف متوجہ ہواتو پھران کوٹھیک سات آسمان بنادیااوروہ ہرچیز سے خبردار ہے۔ (البقرہ۔سورہ نمبر2۔آیت نمبر29۔پارہ نمبر1)

He is who created for you all that is on the earth. And has applied His design to the heavens. And fashioned them into seven heavens. And He is

knower of all the things

ترجمہ۔اورہم نے تمھارے اوپر(کی جانب)سات آسمان پیدا کیئے اورہم مخلوقات سے غافل نہیں ہیں۔ (المومنون۔سورہ نمبر23۔آیت نمبر17۔پارہ نمبر18)

And We have created above you seven orbits(paths), and We are never heedless of creation.

ترجمہ۔ ''اورتمھارے اوپرسات مضبوط(آسمان)بنائے۔''

(النباء۔سورہ نمبر78۔آیت نمبر12۔پارہ نمبر30)

And We have built above you seven firmaments (heavens).

ترجمہ۔''اس نے سات آسمان اوپرتلے بنائے(اے دیکھنے والے)کیاتو(اللہ) رحمٰن کی تخلیق میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ذراآنکھ اٹھاکردیکھ بھلاتجھ کو(آسمان میں) کوئی سوراخ نظرآتا ہے''۔

(الملک۔سورہ نمبر67۔آیت نمبر3۔پارہ نمبر29)

Who has created seven heavens in harmony.You can see no fault (discrepancy) in the beneficent ones creation; then once again,can you see any (flaws) rifts ?

ترجمہ۔کیاانہوں نے اپنے اوپرآسمان کی طرف نگاہ نہیں کی کہ ہم نے اس کوکیوں کر بنایااور(کیوں کر)سجایااوراس میں کہیں شگاف تک نہیں''۔

(ق۔سورہ نمبر50۔آیت نمبر6۔پارہ نمبر26)

Have they not then observed the sky above

(حٰم السجدہ۔سورہ نمبر41۔آیت نمبر12۔پارہ نمبر24-25)

Then He ordained them seven hevens in two days and inspired in each heaven its mandate; and We decked the neith heaven with lamps, and rendered it invioable. That measuring of is mighty the knower.

ترجمہ۔''اورآسمان کومحفوظ چھت بنایا۔اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیر رہے ہیں۔''

And We have made the sky a roof aguarded canopy, held up even (from them). yet they turn away from its portents.

ترجمہ۔''اللہ ہی تو ہے جس نے زمین کوتمھارے لیئے ٹھہرنے کی جگہ اورآسمان کو چھت بنایا۔'' (المومن۔سورہ نمبر40۔آیت نمبر60۔پارہ نمبر24)

Allah it is who made for you the earth for dwelling place and sky for a canopy.

ترجمہ۔وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جوزمین میں ہیں تمھارے لیے پیدا کیں ۔پھرآسمانوں کی طرف متوجہ ہواتو پھران کوٹھیک سات آسمان بنادیااوروہ ہر چیز سے خبردار ہے۔ (البقرہ۔سورہ نمبر2۔آیت نمبر29۔پارہ نمبر1)

He is who created for you all that is on the earth. And has applied His design to the heavens. And fashioned them into seven heavens. And He is

knower of all the things

ترجمہ۔اورہم نے تمھارے اوپر(کی جانب)سات آسمان پیدا کیئے اورہم مخلوقات سے غافل نہیں ہیں۔ (المومنون۔سورہ نمبر23۔آیت نمبر17۔پارہ نمبر18)

And We have created above you seven orbits(paths), and We are never heedless of creation.

ترجمہ۔ ''اورتمھارے اوپر سات مضبوط(آسمان)بنائے۔''

(النباء۔سورہ نمبر78۔آیت نمبر12۔پارہ نمبر30)

And We have built above you seven firmaments (heavens).

ترجمہ۔''اس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے(اے دیکھنے والے)کیاتو(اللہ) رحمن کی تخلیق میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ذراآنکھ اٹھاکردیکھ بھلاتجھ کو(آسمان میں) کوئی سوراخ نظرآتا ہے''۔

(الملک۔سورہ نمبر67۔آیت نمبر3۔پارہ نمبر29)

Who has created seven heävens in harmony.You can see no fault (discrepancy) in the beneficent ones creation; then once again,can you see any (flaws) rifts ?

ترجمہ۔کیاانہوں نے اپنے اوپرآسمان کی طرف نگاہ نہیں کی کہ ہم نے اس کوکیوں کر بنایااور(کیوں کر)سجایااوراس میں کہیں شگاف تک نہیں''۔

(ق۔سورہ نمبر50۔آیت نمبر6۔پارہ نمبر26)

Have they not then observed the sky above

them,how we have constructed it and beautified it, and haw there are no rifts (gaps) therein.

ترجمہ۔ ''پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ تیری نگاہ تیری طرف ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی''۔ (الملک۔سورہ نمبر 67۔آیت نمبر 4۔پارہ نمبر 29)

Then look again and yet again, your sight will return to you confused and made dim (faitgued).

ترجمہ۔ ''بھلا تمھارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ اسی نے اسکو بنایا۔ اسکی چھت کو اونچا کیا پھر اسے برابر کر دیا۔

(النزٰعٰت۔سورہ نمبر 79۔آیت نمبر 28-27۔پارہ نمبر 30)

Are you the harder to create,or is the heaven that He built. He has lifted its canopy up and smoothed it off.

اسی نے آسمانوں کو تھاما ہوا ھے۔

ترجمہ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جتنی چیزیں زمین میں ہیں (سب) اللہ نے تمھارے زیر فرمان کر رکھی ہیں اور کشتیاں (بھی) جو اسی حکم سے دریا میں چلتی ہیں۔ اور وہ آسمان کو تھامے رہتا ہے کہ زمین پر (نہ) گر پڑے مگر اس کے حکم سے۔ بے شک اللہ لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

(الحج۔سورہ نمبر 22۔آیت نمبر 65۔پارہ نمبر 17)

Had you not seen how Allah has made all that is in the earth sebervient to you? And the sap runs upon the sea.by his command, and He holds back the heaven from fallingon the earth unless

by His leave. Allah is, for mankind, full of pity, merciful.

ترجمہ۔ ''اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ وہ موجودہ حالت کو نہ چھوڑیں۔ اگر وہ اپنی موجودہ حالت کو چھوڑ دیں تو اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جو انکو تھام سکے۔ بے شک وہ بردبار (اور) بخشنے والا ہے''۔

(فاطر۔سورہ نمبر 35۔آیت نمبر 41۔پارہ نمبر 22)

allah graps the heavens and the earth if either should slip out of place, and if they were to deviate there is no one else that could hold them after Him. Indeed He is ever lenient, forgiving.

زمین و آسمان کے بنانے کی مدت۔

ترجمہ۔ ''تمھارا پروردگار تو اللہ ہی ہے جس نے آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کام انتظام کرتا ہے''۔

(یونس۔سورہ نمبر 10۔آیت نمبر 3۔پارہ نمبر 11)

Indeed your Lord is Allah who created the Heavens and the earth in six aeons, then He established Himself upon the throne, directing all things.

ترجمہ۔ ''جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر جا ٹھہرا (وہ جسکا نام رحمٰن) بڑا مہربان (ہے) تو اسکا حال کسی باخبر سے دریافت کرلو''۔

(الفرقان۔سورہ نمبر25۔آیت نمبر59۔پارہ نمبر19-18)

Who created the heavens and the earth and all that is between them in six days, then He mainted on the throne of power. The beneficent; ask anyone acquainted with such things concerning Him.

ترجمہ۔"اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔"

(السجدہ۔سورہ نمبر32۔آیت نمبر4۔پارہ نمبر21)

Allah it is who created the earth and the heavens, and which is between them,in six periods.Then He mounted on the throne -

ترجمہ۔"وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا جو چیزیں زمین میں داخل ہوتی ہیں اور جو اس سے نکلتی ہیں اور جو آسمان سے اترتی ہیں اور جو اسکی طرف چڑھتی ہیں سب اسکو معلوم ہے اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمھارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہے"۔

(الحدید۔سورہ نمبر57۔آیت نمبر4۔پارہ نمبر27)

He it is who created the heavens and the earth in six (periods) days; then He mounted on the throne. He knows all which goes down into (penetrates) the earth and all that comes down from the sky and all that ascends therein; (soar

up into) and He is with you wheresoever you may be. And Allah is observent of what you do .

ترجمہ۔" کچھ شک نہیں کہ تمھارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا اور رات پر دن کو اوڑھتا ہے کہ وہ اسکے پیچھے دوڑتا لگا آتا ہے اور پیدا کیے سورج اور چاند اور تارے اپنے حکم کے تابع۔"

(الاعراف۔سورہ نمبر7۔آیت نمبر54۔پارہ نمبر9-8)

ترجمہ۔"اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور تھا اسکا تخت پانی پر"۔ (ہود۔سورہ نمبر11۔آیت نمبر11۔پارہ نمبر12-11)

بغیر ستونوں کے آسمان اور ان میں برج ----

ترجمہ۔"قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں" ۔

(البروج۔سورہ نمبر85۔پارہ نمبر30)

ترجمہ۔"اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستونوں کے۔دیکھتے ہو پھر قائم ہوا عرش پر۔اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا اور ہر ایک ایک میعاد مقرر تک گردش کر رہا ہے"۔ (الرعد(جزو)۔سورہ نمبر13۔آیت نمبر2۔پارہ نمبر13)

ترجمہ۔"اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے اور تم انہیں دیکھتے ہو"۔

(لقمان۔سورہ نمبر31۔آیت نمبر10۔پارہ نمبر21)

ترجمہ۔بڑی برکت ہے اسکی جس نے بنائے آسمان میں برج اور رکھا اسمیں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا۔اور اسی نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا خلیفہ بنایا"۔

(الفرقان۔سورہ نمبر25۔آیت نمبر63۔پارہ نمبر19-18)

ترجمہ۔"اور ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لیئے اسے سجایا"۔ (الحجر۔سورہ نمبر15۔آیت نمبر16۔پارہ نمبر14-13)

ترجمہ۔"اسی نے آسمانوں کو بلند کیا" (رحمن۔سورہ نمبر55۔پارہ نمبر27)

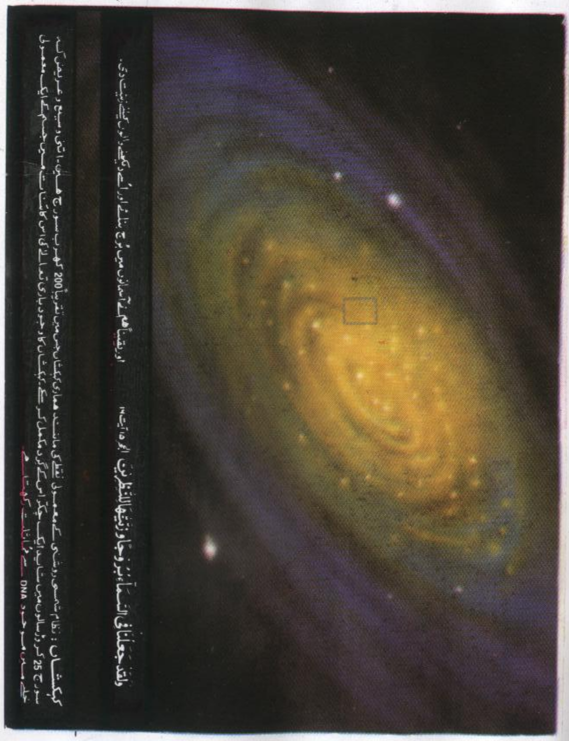

ترجمہ۔ ''اورآسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے''۔

(الغاشیہ۔سورہ نمبر88۔آیت نمبر18۔پارہ30)

And the heaven, how it is lifted up ?

ترجمہ۔''اورآسمانوں کو ہم ہی نے ہاتھوں سے بنایا اور یقیناً ہم کشادگی کرنے والے ہیں۔'' (الذریت۔سورہ نمبر51۔آیت نمبر47۔پارہ نمبر27-26)

ہر چیز کو ایک مدت خاص کے لیئے پیدا کیا۔

ترجمہ۔''ہم نے زمین وآسمان کواوران ساری چیزوں کوجوان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔''

(الاحقاف۔سورہ نمبر46۔آیت نمبر3۔پارہ26)

ترجمہ۔''اللہ نے زمین اورآسمانوں کواوران ساری چیزوں کوجوان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقررہ مدت ہی کے لیئے پیدا کیا ہے۔اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کے قائل ہی نہیں''۔

(الروم۔سورہ نمبر30۔آیت نمبر8۔پارہ نمبر21)

زمین اور آسمان کی پیدائش بر حق اور دانائی کے ساتھ ہے۔

ترجمہ۔''اللہ نے آسمان اورزمین کوبرحق پیدا کیا''۔

(العنکبوت۔سورہ نمبر29۔پارہ نمبر21-20)

ترجمہ۔''اللہ نے آسمانوں کواورزمین کومصلحت اورحق کے ساتھ پیدا کیا ہے ایمان والوں کے لیئے اس میں بڑی بھاری دلیل ہے''۔

(العنکبوت۔سورہ نمبر29۔آیت نمبر44۔پارہ نمبر21-20)

Allah created the heaven and the earth with truth. Therein is indeed a portent for believers.

ترجمہ۔نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا''

(زمر۔سورہ نمبر 39۔پارہ نمبر 24-23)

ترجمہ۔''کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ نے سات آسمان کیسے اوپر نیچے بنائے''

(نوح۔سورہ نمبر 71۔آیت نمبر 15۔پارہ نمبر 29)

ترجمہ۔''بنایا آسمان اور زمین کو تدبیر کے ساتھ''۔

(التغابن۔سورہ نمبر 64۔پارہ نمبر 28)

ترجمہ۔''ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور اس کائنات کو جو ان کے درمیان ہے اسکو خالی از حکمت پیدا نہیں کیا ہے۔''

(ص (جزو)۔سورہ نمبر 38۔آیت نمبر 27۔پارہ نمبر 23)

And We created not the heaven and the earth and all that is between them in vain ....

ترجمہ۔''اور تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے تخلیق کے کام سے ہم کچھ نابلد نہ تھے''۔ (المومنون۔سورہ نمبر سورہ نمبر 23۔پارہ نمبر 18)

ترجمہ۔''اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا''۔-----

(الجاثیہ (جزو)۔سورہ نمبر 45۔آیت نمبر 22۔پارہ نمبر 25)

ترجمہ۔''اس نے آسمانوں اور زمین کو دانائی کی بنیاد پر پیدا کیا ہے۔اسکی ذات ان (کافروں) کے شرک سے اونچی ہے۔''

(النحل۔سورہ نمبر 16۔آیت نمبر 3۔پارہ نمبر 14)

ترجمہ۔''ہم نے آسمان اور زمین اور انکے درمیان کی چیزوں کو کچھ ہنسی کھیل کرنے کے لیئے نہیں بنایا''۔ (انبیاء۔سورہ نمبر 21۔پارہ نمبر 17)

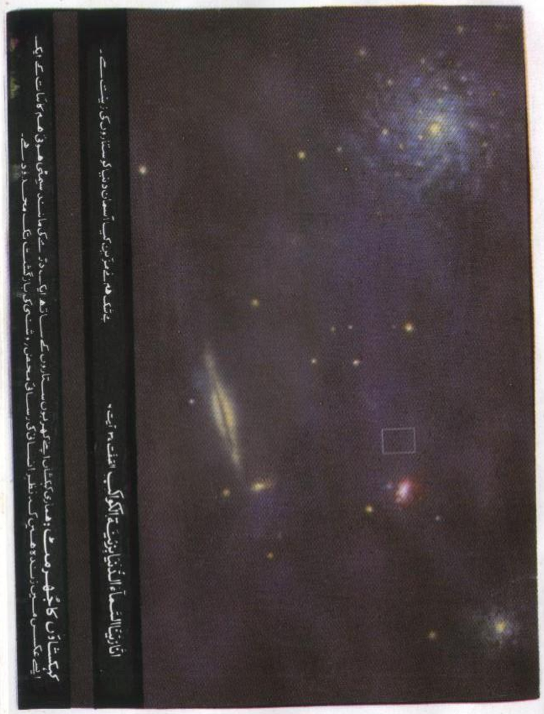

تخلیق کے اس کام میں ہمیں کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی

ترجمہ۔''اور ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں اور ہم کو کچھ تکان نہیں ہوئی''۔ (ق۔سورہ نمبر 50۔پارہ نمبر 26)

آسمان دنیا کی سجاوٹ ۔

ترجمہ۔''بے شک ہم ہی نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے سجایا ہے''۔

(الصفت۔سورہ نمبر 37۔آیت نمبر 6۔پارہ نمبر 23)

We have adorned the lowest heaven with an ornament,the planet.

ترجمہ۔ ''اور ہم نے سب سے قریب والے آسمان کو رونق دی چراغوں سے''۔

(الملک۔سورہ نمبر 67۔پارہ نمبر 29)

زمین آرام کی جگہ ۔

ترجمہ۔''جس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو (چھت) عمارت۔''

(المومنون۔سورہ نمبر 23۔پارہ نمبر 18)

١۔ زمین و آسمان کو صرف اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

پارہ نمبر 20 میں سورہ نمل میں اللہ تعالیٰ مشرقوں سے سوال کرتا ہے
''بھلا بتلاؤ تو؟ کہ آسمانوں کواور زمین کو کس نے پیدا کیا'' اسکے بعد مختلف سورتوں میں اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے

٢۔ زمین و آسمان کی پیدائش برحق اور دانائی کے ساتھ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ زمین وآسمان جو پیدا کیئے گئے ہیں انکی پیدائش برحق ہے اوران کو دانائی کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ یہاں دانائی سے یہ مراد ہے کہ ان میں کسی قسم کا نقص نہیں ہے۔ اور یہ نہائیت اچھی تدبیر کے ساتھ بنائے گئے ہیں۔

٣۔ تخلیق کے اس کام میں ہمیں کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

ذہن میں اٹھنے والے اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ اللہ تعالیٰ کوان دونوں کے بنانے میں کسی قسم کی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔ اس سوال کا جواب سورہ ''ق'' میں دیا ہے۔

٤۔ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھا؟

اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورہ ''ہودؑ'' میں دیتا ہے کہ زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے اسکا تخت پانی پر تھا۔

٥۔ زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت سے پہلے کی کیفیت اور وہ مادہ جس سے یہ دونوں بنائے گئے

سورہ الانبیاء اور حم السجدہ میں اس کیفیت کا ذکر کیا گیا ہے کہ زمین اور آسمان دونوں تخلیق سے پہلے باہم ملے ہوئے تھے ان دونوں

کو اللہ تعالیٰ نے علیحدہ علیحدہ کیا۔ اس وقت یہ دھواں (گیس) تھے۔ آسمان جو اس وقت دھواں تھا اسکو سات آسمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور جو مادہ ان کی تخلیق کے لیئے استعمال ہوا اسکے لیئے لفظ ''دخان'' استعمال ہوا ہے۔ تفسیر عثمانی میں علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ ممکن ہے دخان کا لفظ اس مادہ کی طرف اشارہ کر رہا ہو جس سے یہ دونوں بنائے گئے ہیں۔

درس قرآن میں مولانا امین اصلاحی فرماتے ہیں کہ جو قرآن پاک میں ہے ''زمین و آسمان باہم ملے ہوئے تھے'' سے مراد زمین اور آسمان اور انکے ایک دوسرے سے تعلق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ پہلے یہ دونوں ایک تھے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ سب کچھ خود بخود ہو گیا ہے تو یہ تمھاری خام خیالی ہے۔ اور اسی چیز کو سمجھنے کے لیئے اللہ نے تمھارے پاس نبی ﷺ بھیجا ہے جو تمھیں یہ سب کچھ بتائے گا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہوا ہے۔

مولانا آگے لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ نے مادہ پیدا کیا یہ دھوئیں کی طرح ایک چیز تھی جو ہر طرف پھیل گئی۔ یہ ذروں کا ایک ڈھیر تھا۔ اللہ کے ارادہ سے ان ذروں میں حرکت پیدا ہوئی اور یہ باہم ملنے اور جدا ہونے لگے ایک مدت میں جا کر جس کی مقدار دو دن تھی یہ زمین بن گئی پھر ان میں سارے خزانے رکھ دیئے لیکن یہ خزانے خود بخود کچھ کام نہ دے سکتے تھے۔ اس لیئے اس دھوئیں کی طرح کے مادے سے اللہ کی قدرت اور ارادے سے دو دن میں سات آسمان بنے اور زمین کے قریب آسمان میں سورج چاند اور چمک دار ستارے جگمگانے لگے اور ان کے اثر سے زمین پر دن اور رات بنے۔

اسکے ساتھ ساتھ زمین پر موسم، بادل بارش، گرمی سردی بنے اور انکے اثرات سے زمین نے اپنے خزانے کھول دیئے۔ اور یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوا۔

۲۔ آسمانوں کی تعداد اور ان کے بننے کی مدت اور ان کے درمیان فاصلہ۔

سورہ البقرہ، سورہ المومنون، سورہ النباء، سورہ الملک، سورہ الطلاق، سورہ نوح، سورہ حم السجدہ اور دیگر سورتوں میں آسمانوں کی تعداد سات بتائی گئی ہے۔ سورہ المومنون میں ارشاد پاک ہے ''اور ہم نے بنائے تمھارے اوپر سات راستے'' یہاں عربی لفظ طرائق ہوا ہے۔ طرائق کے معنی بعض مفسرین اور لغویین کے نزدیک طبقات کے ہیں یعنی آسمان کے سات طبقات اوپر نیچے بنائے۔'' فہذا کما قال کیف خلق اللہ سبع سموات طباقاً'' اور بعض نے طرائق کو راستوں کے معنی میں لیا ہے یعنی سات آسمان بنائے جو فرشتوں کی گزرگاہ ہیں۔ بعض معاصر مصنفین نے سبع طرائق سے سات سیاروں کے مدارات لیئے ہیں۔

بنانے کی مدت

ان سورتوں میں زمین اور آسمان کے بنانے کی مدت چھ دن (چھ زمانے بھی ہو سکتے ہیں)۔ جبکہ آسمان بنانے کی مدت کا ذکر سورہ حم السجدہ میں ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالٰی نے سات آسمان دو دن (یا زمانوں) میں بنائے۔ سر سید احمد خان تفسیر القران میں لکھتے ہیں کہ چھ دن ''ستۃ ایام'' کا ذکر تورات میں ہے کہ خدا نے نور و ظلمت کو ایک دن میں۔ کواکب و شمس و قمر کو ایک دن میں، زمین و دریا و اشجار کو ایک دن میں، حیوانات (آبی و ہوائی) کو ایک دن میں، حیوانات زمین پر رہنے والے اور انسان کو ایک دن میں پیدا کیا یہ مل کر چھ دن ہوئے۔ (چھ دنوں کی تفصیل کے بارے ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔)

امام ابوالعسو والعمادیؒ بھی یوم سے مراد ادوار ہی لیتے ہیں۔ آپ سورہ یونس کی تشریح میں فرماتے ہیں ''فی ستۃ ایام'' (چھ دنوں میں) سے مراد چھ اوقات و

زمین کے سوا نہیں اور بھی ذی عقل مخلوق بستی ہے۔اس لیئے ابن عباس یہ بات بیان کرتے ہوئے ڈرتے تھے کہ لوگوں کا ایمان متزلزل نہ ہو جائے۔وہ کہتے تھے کہ اگر میں اسکی تفصیل تمھارے سامنے بیان کر دوں تو اس نہ مانو گے اور نہ ماننا جھوٹا جاننا ہے۔اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اس آیت کا مطلب پوچھا تھا اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ میں یہ کیسے یقین کرلوں کہ جو میں تجھے بتاؤں گا تو اسکا انکار کرے گا؟

علامہ آلوسی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں ''اسکو صحیح ماننے میں نہ عقلاً کوئی چیز مانع ہے نہ شرعاً'' مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک مخلوق ہے جو ایک اصل کی طرف اسی طرح راجع ہوتی ہے جس طرح بنی آدم ہماری زمین میں آدم علیہ السلام کی طرف راجع ہوتے ہیں۔اور ہر زمین میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو اپنے ہاں دوسروں کی بہ نسبت اسی طرح ممتاز ہیں جس طرح ہمارے ہاں نوح اور ابراہیم علیہ السلام ہیں۔علامہ آگے لکھتے ہیں'' ممکن ہے زمینیں سات سے زیادہ ہوں اور اسی طرح آسمان بھی سات ہی نہ ہوں۔سات کے عدد پر جو عدد تام ہے اکتفا کرنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس سے زائد کی نفی ہو۔پھر بعض احادیث میں ایک ایک آسمان کی درمیانی مسافت جو پانچ پانچ سو برس بیان کی گئی ہے اس سے مراد ٹھیک ٹھیک مسافت کی پیمائش بیان کرنا نہیں ہے بلکہ مقصود بات کو اس طرح بیان کرنا ہے کہ وہ لوگوں کی سمجھ سے قریب ہو۔

حال ہی میں ناسا سنٹر کے حوالے سے ایک خبر یہ بھی آئی ہے

ہبل دوربین کے ذریعے ایک ایسی زمین دریافت کی گئی ہے جس کے حالات بالکل زمین جیسے ہیں اور اس زمین کا ہماری زمین سے فاصلہ پانچ سو نوری سال کے برابر ہے۔(روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔اگر کوئی چیز اس رفتار سے زمین سے سفر شروع کرے اور پانچ سو سال تک سفر

کرنے کے بعد جس مقام تک پہنچے گی تو یہ فاصلہ پانچ سو نوری سال کہلائے گا)

اکانومسٹ لندن 26 جولائی 1969 کی رپورٹ کےمطابق

امریکہ کی رانڈ کارپوریشن نے فلکی مشاہدات سے اندازہ لگایا ہے کہ جس کہکشاں میں زمین واقع ہے صرف اسی کے اندر تقریباً ساٹھ کروڑ ایسے سیارے ہیں جنکے طبعی حالات زمین سے ملتے جلتے ہیں اور امکان ہے کہ ان کے اندر بھی جاندار مخلوق آباد ہو۔

اور روایت میں مروی ہے کہ ہر زمین میں مثل ابراہیم علیہ السلام کے اور اس زمین کی مخلوق کے ہے۔

ابن مثنی والی اس روایت میں آیا ہے کہ ہر آسمان میں مثل ابراہیمؑ کے ہے۔

بیہقی کی کتاب ''الاسماء والصفات'' میں حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ ساتوں زمینوں میں سے ہر ایک میں نبی ہے مثل تمھارے نبی کے اور آدم ہیں مثل آدم کے۔اور نوح ہیں مثل نوح کے اور ابراہیم ہیں مثل ابراہیم کے اور عیسیٰ ہیں مثل عیسیٰ کے۔اس روایت کو ابن حجرؒ نے ''فتح الباری'' میں بھی نقل کیا ہے۔پھر امام بیہقی نے ایک اور روایت بھی ابن عباسؓ کی وارد کی ہے اور فرمایا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہیں لیکن یہ بالکل شاذ ہے۔ابوالضحی جو اسکے راوی ہیں میرے (ابن کثیر کے بقول) علم میں تو اسکی مطابقت کوئی نہیں کرتا۔(واللہ اعلم)

ایک اور مرسل اور بہت ہی منکر روایت ابن ابی الدنیا لائے ہیں جس میں مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ صحابہؓ کے مجمع میں تشریف لائے اور دیکھا کہ سب کسی غور وفکر میں چپ ہیں پوچھا کیا بات ہے؟ جواب ملا کہ اللہ کی مخلوق کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔فرمایا کہ ٹھیک ہے مخلوقات پر نظر دوڑاؤ لیکن کہیں اللہ کی بابت غور خوض میں نہ پڑ جانا۔سنو اس مغرب کی جانب ایک اور سفید زمین ہے اسکی سفیدی اسکا نور ہے۔سورج کا راستہ چالیس دن کا ہے۔وہاں

اللہ کی ایک اور مخلوق ہے جس نے ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی کبھی نافرمانی نہیں کی۔ پھر صحابہؓ نے کہا پھر شیطان کہاں ہے؟ فرمایا انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ شیطان پیدا بھی کیا گیا ہے کہ نہیں؟ پوچھا کیا وہ بھی انسان ہیں؟ فرمایا انہیں آدم کی پیدائش کا بھی علم نہیں۔

۷۔ بغیر ستونوں کے آسمان اور ان میں برج۔

علامہ فخر الدین رازیؒ لفظ ''ترونھا'' کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ ترونھا کی ضمیر کے دو مرجع بیان کیے گئے ہیں۔

ا۔آسمان ۲۔عمد وستون

پہلی صورت اسکے معنی آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا فرمانا ہے جیسا کہ یہ نظر آتے ہیں یعنی یہ بغیر ستونوں کے نظر آتے ہیں۔

دوسری صورت اسکے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آسمانوں کے ایسے ستون نہیں بنائے جو ہمیں نظر آئیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں ستون ہوں لیکن ہمیں نظر نہ آتے ہوں یعنی ہماری آنکھ انہیں نہ دیکھ سکتی ہو جیسا کہ اس دنیا میں کئی ایسی چیزیں ہیں جنہیں ہماری آنکھ اب بھی نہیں دیکھ سکتی (بغیر کسی مشینی آلات کے)۔ابن عباس اور مجاہد نے بھی یہی مطلب لیا ہے۔مولانا مودودی بھی یہی لکھتے ہیں کہ یہ آسمان بظاہر غیر مرئی سہاروں پر قائم نظر آتا ہے لیکن کوئی غیر محسوس طاقت ایسی ہے جو ہر ایک کو اپنے اپنے مقام اور مدار (راستے) پر روکے ہوئے ہے۔ابن عباس نے فرمایا کہ آسمانوں کے ستون ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت ابن عباس کے ساتھ ساتھ مجاہدؒ، قتادہؒ، ثوریؒ اور بہت سے مفسیرین نے یہی کہا ہے کہ ہم (اللہ) نے آسمانوں کو اپنی قوت سے بنایا ہے اور ہم (اللہ) کشادگی والے ہیں اور اسکے کنارے ہم نے کشادہ کیئے ہیں اور اسے بے ستون کھڑا کیا ہے اور قائم رکھا ہے

نہ نظر آنے والے ستونوں سے مراد کشش ثقل بھی ہو سکتی ہے جس نے ان آسمانوں کو ایک کے اوپر ایک تھاما ہوا ہو۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کائنات پر چار نہ نظر آنے والی قوتیں کام کر رہی ہیں ان میں ایک مقناطیسی قوت کشش ثقل ہے۔ یہ مقناطیسی قوتیں ہر سیارے کو، ہر نظام شمسی کو، اور ہر کہکشاں کو نہ صرف اپنے اپنے مدار پر رکھے ہوئے ہیں بلکہ ان کو انکے اپنے مدار پر چلا رہی ہیں کسی کی مجال نہیں کہ وہ کسی دوسرے کے مدار میں جا داخل ہوں (اسکا ذکر کئی دفعہ قرآن پاک میں آیا ہے)۔اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اس کائنات میں تین طرح کے مقناطیسی میدان کام کر رہے ہیں۔جنکی کی وجہ سے یہ نظام کائنات قائم ودائم ہے۔ یہ تین طرح کے نظام یہ ہیں۔

1۔ ہر سیارے کا اپنا مقناطیسی میدان ہے۔(جس پر وہ اپنے مدار میں چل رہا ہے۔اسی مقناطیسی قوت کی وجہ سے زمین کا کرہ ہوائی ہے اور اسی کی وجہ سے زمین پر زندگی کی تمام رونقیں ہیں)

2۔ ہر نظام شمسی کا اپنا مقناطیسی میدان ہے (اسی کی وجہ سے اس نظام مین موجود تمام سیارے اپنے نظام میں حرکت کر رہے ہیں۔

3۔ ہر کہکشاں کا بھی اپنا اپنا مقناطیسی میدان ہے (اور پھر اسی کہکشاں کے تمام سیارے اس کے اندر رہنے پر مجبور ہیں۔اسی کے بارے میں قرآن پاک میں بار بار ذکر آیا ہے)

آسمانوں کی تخلیق کے حوالے سے سورہ البروج، الفرقان، الحجر میں لفظ ''برج'' استعمال ہوا ہے۔ اسکے دو معنی ہیں ایک تو لغوی معنی جسے اہل زبان استعمال کرتے ہیں جبکہ دوسرے وہ جن کو اہل یونان کے علماء ہیبت نے استعمال کیا ہے۔لغوی معنی میں میں برج کا مطلب ''ظاہر ہونا'' کے ہیں۔اس مناسبت سے اس لفظ کا اطلاق ان چیزوں پر بھی ہونے لگا جو دور سے نظر آتی ہیں مثلاً قلعہ، محل یا شاہراہ وغیرہ۔اسی وجہ سے وہ بڑے بڑے ستارے جو دور سے واضح نظر آتے ہیں انہیں بھی

اللہ کی ایک اور مخلوق ہے جس نے ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی کبھی نافرمانی نہیں کی۔ پھر صحابہؓ نے کہا پھر شیطان کہاں ہے؟ فرمایا انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ شیطان پیدا بھی کیا گیا ہے کہ نہیں؟ پوچھا کیا وہ بھی انسان ہیں؟ فرمایا انہیں آدم کی پیدائش کا بھی علم نہیں۔

۷۔ بغیر ستونوں کے آسمان اور ان میں برج۔

علامہ فخر الدین رازیؒ لفظ ''ترونھا'' کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ ترونھا کی ضمیر کے دو مرجع بیان کیے گئے ہیں۔

ا۔ آسمان ۲۔ عمد وستون

پہلی صورت اسکے معنی آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا فرمانا ہے جیسا کہ یہ نظر آتے ہیں یعنی یہ بغیر ستونوں کے نظر آتے ہیں۔

دوسری صورت اسکے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آسمانوں کے ایسے ستون نہیں بنائے جو ہمیں نظر آئیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں ستون ہوں لیکن ہمیں نظر نہ آتے ہوں یعنی ہماری آنکھ انہیں نہ دیکھ سکتی ہو جیسا کہ اس دنیا میں کئی ایسی چیزیں ہیں جنہیں ہماری آنکھ اب بھی نہیں دیکھ سکتی (بغیر کسی مشینی آلات کے)۔ ابن عباس اور مجاہد نے بھی یہی مطلب لیا ہے۔ مولانا مودودی بھی یہی لکھتے ہیں کہ یہ آسمان بظاہر غیر مرئی سہاروں پر قائم نظر آتا ہے لیکن کوئی غیر محسوس طاقت ایسی ہے جو ہر ایک کو اپنے اپنے مقام اور مدار (راستے) پر روکے ہوئے ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ آسمانوں کے ستون ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت ابن عباس کے ساتھ ساتھ مجاہدؒ، قتادہؒ، ثوریؒ اور بہت سے مفسیرین نے یہی کہا ہے کہ ہم (اللہ) نے آسمانوں کو اپنی قوت سے بنایا ہے اور ہم (اللہ) کشادگی والے ہیں اور اسکے کنارے ہم نے کشادہ کیئے ہیں اور اسے بے ستون کھڑا کیا ہے اور قائم رکھا ہے

نہ نظر آنے والے ستونوں سے مراد کشش ثقل بھی ہو سکتی ہے جس نے ان آسمانوں کو ایک کے اوپر ایک تھاما ہوا ہو۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کائنات پر چار نہ نظر آنے والی قوتیں کام کر رہی ہیں ان میں ایک مقناطیسی قوت کشش ثقل ہے۔ یہ مقناطیسی قوتیں ہر سیارے کو، ہر نظام شمسی کو، اور ہر کہکشاں کو نہ صرف اپنے اپنے مدار پر رکھے ہوئے ہیں بلکہ ان کو انکے اپنے مدار پر چلا رہی ہیں کسی کی مجال نہیں کہ وہ کسی دوسرے کے مدار میں جا داخل ہوں (اسکا ذکر کئی دفعہ قرآن پاک میں آیا ہے)۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اس کائنات میں تین طرح کے مقناطیسی میدان کام کر رہے ہیں۔ جنکی کی وجہ سے یہ نظام کائنات قائم و دائم ہے۔ یہ تین طرح کے نظام یہ ہیں۔

1۔ ہر سیارے کا اپنا مقناطیسی میدان ہے۔ (جس پر وہ اپنے مدار میں چل رہا ہے۔ اسی مقناطیسی قوت کی وجہ سے زمین کا کرہ ہوائی ہے اور اسی کی وجہ سے زمین پر زندگی کی تمام رونقیں ہیں)

2۔ ہر نظام شمسی کا اپنا مقناطیسی میدان ہے (اسی کی وجہ سے اس نظام مین موجود تمام سیارے اپنے نظام میں حرکت کر رہے ہیں۔

3۔ ہر کہکشاں کا بھی اپنا اپنا مقناطیسی میدان ہے (اور پھر اسی کہکشاں کے تمام سیارے اس کے اندر رہنے پر مجبور ہیں۔ اسی کے بارے میں قرآن پاک میں بار بار ذکر آیا ہے)

آسمانوں کی تخلیق کے حوالے سے سورہ البروج، الفرقان، الحجر میں لفظ ''برج'' استعمال ہوا ہے۔ اسکے دو معنی ہیں ایک تو لغوی معنی جسے اہل زبان استعمال کرتے ہیں جبکہ دوسرے وہ جن کو اہل یونان کے علماء ہیبت نے استعمال کیا ہے۔ لغوی معنی میں میں برج کا مطلب ''ظاہر ہونا'' کے ہیں۔ اس مناسبت سے اس لفظ کا اطلاق ان چیزوں پر بھی ہونے لگا جو دور سے نظر آتی ہیں مثلاً قلعہ، محل یا شاہراہ وغیرہ۔ اسی وجہ سے وہ بڑے بڑے ستارے جو دور سے واضح نظر آتے ہیں انہیں بھی

اہل عرب برج کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔روح المعانی (قرطبی) اورابو صالح نے کہا ہے کہ بروج سے مراد سیارات ہیں۔جبکہ عربی زبان میں برج کے معنی قلعے،قصر، اور مستحکم عمارت کو کہتے ہیں۔

مولانا مودودی تفہیم القران میں برج کو (مفہوم کے لحاظ سے) محفوظ خطوں یا Fortified spheres کے معنوں میں درست خیال کرتے ہیں۔ جہاں ہر خطے کو مستحکم سرحدوں نے دوسرے خطے سے جدا کر رکھا ہواور ہر ایک کی اپنی اپنی سرحدیں ہیں اور کوئی چیز ان خطوں میں اللہ کی مرضی کے بغیر داخل نہیں ہوسکتی۔یہ اور بات ہے کہ ان خطوں کو ایک انسانی آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے۔تفسیر عثمانی میں علامہ شبیر احمد عثانی نے برج کے تین معنی بیان کیئے ہیں۔ا۔بڑے بڑے سیارے ۲۔ منازل شمس و قمر ۳۔وہ آسمانی قلعے جن پر فرشتوں کی جماعتیں پہرہ دیتی ہیں۔

دوسرے معنی وہ ہیں جنکو اہل یونان کے علماء ہیت نے استعمال کیا ہے۔انکے مطابق سورج تین ماہ شمال کی طرف مائل ہوتا ہےاور پھر تین ماہ تک ہٹتا رہتا ہےاور پھراسی طرح تین ماہ جنوب کی طرف جاتا ہے اور پھر تین ماہ تک ہٹتا رہتا ہے۔اس مشاہدے کے بعد یونانی علماء نے سورج کے مدار کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصے کو برج کہا۔اور مدار کے ہر حصے میں جو بڑے بڑے سیارات پائے جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی خیالی شکل بنا کر اس شکل سے اس برج کا نام رکھا۔ان بارہ برجوں کے نام یہ ہیں۔

ا۔حمل ۲۔ثور ۳۔سرطان ۴۔جوزا ۵۔اسد ۶۔سنبلہ ۷۔میزان ۸۔عقرب ۹۔قوس ۱۰۔جدی ۱۱۔دلو ۱۲۔حوت

ضیا القران میں مصنف لکھتا ہے کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ نزول قرآن سے پہلے عرب اس تقسیم کو جانتے تھے اور اسے اپنی زبان میں استعمال کرتے تھے تو پھر ان برجوں سے وہی بارہ برج مراد ہوں گے جن کے نام اوپر لکھے گئے ہیں اگر نہیں تو پھر

اسکے پہلے معنی ہوں گے

آسمان زمین کی محفوظ چھت ــــ

سورہ الانبیاء، المومنون، میں آسمان کو زمین کی چھت کہا گیا ہے ۔جس سے مراد یہ ہے کہ زمین کو تمام آسمانی آفات سے محفوظ بھی کر دیا گیا ہے (جس طرح گھر کی چھت گھر کے مکینوں کو بیرونی اثرات سے محفوظ رکھتی ہے) اس میں سورج کی مضر شعاعیں، شہاب ثاقب وغیرہ شامل ہیں۔

آسمانوں میں ہونے والی تبدیلیاں، وہاں بنتے ٹوٹتے ستارے، دمدار ستارے ، ستاروں کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے جو خلا کی بیکراں وسعتوں میں تیر رہے ہیں زمین کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتے وگرنہ کیا کچھ ہو جاتا اسکا انسان اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح سورج اور دوسرے سیاروں کی کئی قسم کی مضر شعاعیں آسمانوں میں ہی کھو جاتی ہیں اور زمین تک نہیں پہنچ پاتیں ۔

ایسی عظیم الشان، بلند اور مضبوط چھت اللہ نے بنائی جسکا کوئی ستون بھی نظر نہیں آتا۔ کشش اجسام کا نظریہ اگر صحیح ہے تو وہ بھی اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ کشش کو عرفاً عمد نہیں کہتے اور اگر عمد کہا جائے تو مرئی نہیں ہے۔

اسی طرح ہمارا کرہ ہوائی جو کئی تہوں پر مشتمل ہے ہماری زندگیوں میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔یہ نہ صرف بارش، ہواؤں، سورج کی روشنی، نمی ریڈیائی لہروں کو روک کر واپس زمین پر بھیجنے وغیرہ کا سبب بنتا ہے بلکہ اسی کی وجہ ہم کئی قسم کی آسمانی آفات سے محفوظ رہتے ہیں جو یہ ہیں۔

ا۔اسی کی وجہ سے سورج کی نقصان دہ (جو انسان کے لیئے مضر ہیں) کرہ ہوائی ہی سے چھن کر منعکس ہو جاتی ہیں۔

۲۔اور وہ شعاعیں جو انسان کے لیئے مفید ہوتی ہیں وہ کرہ ہوائی سے گذر کر زمین تک پہنچ جاتی ہیں۔ انمیں روشنی کی شعاعیں، ریڈیائی لہریں ، بالائی بنفشی شعاعیں

Ultraviolate rays وغیرہ شامل ہیں اور انسان کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ بالائے بنفشی شعاعیں پودوں میں سبز مادہ بننے کے عمل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ شعاعیں تمام زندہ حیات کی بقا کے لیئے بھی اہم ہیں

۳۔ سورج سے نکلنے والی شدید بالائی بنفشی شعاعوں کا اکثر حصہ فضا میں اوزون کی تہہ Ozone layer روک کر واپس خلاؤں میں بھیج دیتی ہیں اور بالائی بنفشی طیف spectrum کا صرف محدود اور ضروری حصہ ہی زمین تک پہنچ پاتا ہے۔

۴۔ زمین کی فضا زمین کو خلا کی منجمد کر دینے والی سردی سے بھی بچاتی ہے جسکا درجہ حرارت 270 ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔

۵۔ زمین کے مقناطیسی میدان کی وجہ سے بننے والی پٹیاں (Van Allen Belts) زمین کو خطرناک شعاعوں سے بچانے کے لیئے ڈھال کا کام کرتی ہیں۔ اگر یہ پٹیاں نہ ہوتیں تو سورج پر کثرت سے پیدا ہونے والی شعلہ افشانی (Outbursting of Energy) جسے solar Flares یا آفتابی شعلہ افشانی بھی کہتے ہیں۔

آسمان پہلے پیدا ہوئے یا زمین ﴿ایک سوال﴾

سورہ بقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سات آسمان زمین کی پیدائش کے بعد بنائے گئے۔ اور سورہ نازعات سے ظاہر ہوتا ہے زمین آسمان کے بعد بچھائی گئی۔ تفسیر عثمانی میں ہے کہ قرآن پاک میں ترتیب زمانی کی تصریح نہیں ہاں نعمت کے تذکرہ میں زمین کا اور عظمت وقدرت کے تذکرہ میں آسمان کا ذکر مقدم رکھا گیا اور پھر ہر آسمان کو اسکے حکم کی وحی بھی دی گئی۔

سورہ بقرہ کی آیت کی تشریح کے بعد ابن کثیر بھی یہی لکھتے ہیں کہ پہلے زمین کو پیدا کیا گیا پھر آسمان کو۔ پھر زمین کو ٹھیک ٹھاک کیا اس طرح دونوں آیتیں ایک دوسرے کے مخالف نہ رہیں گی۔

ابن عباسؓ بھی یہی معنی فرماتے ہیں (یعنی پہلے زمین کو پیدا کیا گیا پھر زمین کی پیدائش ہوئی۔ البتہ زمین کی درستی وغیرہ یہ بعد کی چیز ہے)۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور کسی چیز کو پیدا نہیں کیا تھا جب اللہ مخلوق پیدا کرنی چاہی تو پانی سے دھواں بلند کیا وہ اونچا چڑھا اور اس سے آسمان بنائے پھر پانی خشک ہو گیا اور اسکی زمین بنائی پھر اسکو الگ الگ کر کے سات زمینیں بنائیں۔

مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو آسمان سے پہلے پیدا کیا اس سے جو دھواں اوپر چڑھا اسکے آسمان بنائے جو ایک پر ایک اس طرح سات ہیں۔ صرف قتادہؒ فرماتے ہیں کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ قرطبیؒ اس میں توقف کرتے ہیں والنازعات کی آیت کی وجہ سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں آسمان کی پیدائش کا ذکر زمین سے پہلے ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباس سے جب یہ سوال ہوا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ زمین پیدا تو آسمان سے پہلے کی گئی لیکن بعد میں پھیلائی گئی۔ یہی جواب اگلے پچھلے علماء کا ہے۔

مولانا مودودی نے زمین پہلے پیدا کی گئی یا آسمان جیسے سوال کو غیر اہم قرار دیا ہے اور فرماتے ہیں جو بھی پہلے پیدا ہوا اور جو اسکے بعد پیدا ہوا سب اسکی قدرت سے ہوا۔ جہاں انسان کو اللہ کی نعمتوں کا احساس دلانا مقصود ہوا وہاں زمین کی پیدائش کا ذکر پہلے ہوا اور جہاں اللہ تعالیٰ اپنی عظمت اور کمال قدرت کا تصور دلاتا ہے وہاں آسمان کی پیدائش کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ بہر حال یہ ایک غیر ضروری سوال ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں پہلے زمین میں جنات بستے تھے انہوں نیاس میں فساد کیا اور خون بہایا اور قتل و غارت کی۔ ابلیس کو بھیجا گیا اس نے اور اسکے ساتھیوں نے انہیں مار مار کر جزیروں اور پہاڑوں میں بھگا

۔یا پھر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے زمین میں بسایا گیا۔

تو گویا یہ ان پہلے والوں کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے جنات زمین میں آباد تھے۔

دنیائے عالم کی تعداد

حضرت ابو حضری سے منقول ہے کہ ''عالم چالیس ہزار ہیں'' یہ دنیا مشرق سے مغرب تک ایک عالم ہے۔ باقی اس کے سوا ہیں۔ اسی طرح حضرت مقاتلؒ امام تفسیر سے منقول ہے کہ ''عالم اسی ہزار'' ہیں (معارف القران۔ جلد اول)

زمین اور آسمان کے بننے میں چھ دن سے کیا مراد ہے؟

قرآن پاک کی بہت سی آیات جن میں سورہ الاعراف، سورہ یونس، الفرقان، السجدہ، الحدید، ہود، اور سورہ ق شامل ہیں میں زمین و آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے اور اس مدت کا بھی ذکر ہے جس مدت میں یہ پیدا کیئے گئے یعنی چھ دن۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا یہ چھ دن زمینی چھ دن کے برابر ہیں یا پھر کوئی اور ہیں؟

تفسیر عثمانی میں ہے کہ یہاں عالم شہادت کے دن اور رات مراد نہیں ہیں (کیونکہ اسوقت آفتاب ہی پیدا نہ ہوا تھا تو دن اور رات کہاں سے ہوتے) بلکہ عالم غیب کے دن اور رات مراد ہیں۔ جیسے کسی عارف نے فرمایا ہے۔

غیب را ابرے و آبے دیگر است ------ آسمان و آفتابے دیگر است

قرآن پاک میں اسکی بھی وضاحت کر دی گئی ہے اور بتا دیا گیا ہے کہ زمینی دن اور ہمارے دنوں کی مدت میں فرق ہے۔ جیسا کہ سورہ حج کی آیت نمبر 47 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کے ہاں ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے اس حساب سے جو تم لگاتے ہو''۔ اسی طرح سورہ معارج کی آیت نمبر 4 میں ارشاد پاک ہے ''فرشتے اور جبریل اسکی طرف ایک دن

میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے''۔

یہاں ایک دن سے مراد ایک ہزار سال (زمین کے) ہو سکتے ہیں چھ دن سے مراد چھ ہزار سال ہو سکتے ہیں۔ ابن عباس بھی ایک دن سے مراد ایک ہزار سال لیتے ہیں۔ اسی طرح مجاہدؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ کا فرمان بھی یہی ہے۔ مولانا مودودی ایک دن سے مراد ایک دور یا پیریڈ لیتے ہیں۔ یا یہ (Geological time scale) کے مطابق ایک زمانہ بھی ہو سکتا ہے جو زمینی ایک ہزار سال کے برابر ہو۔ (یہ اور بات ہے کہ ظاہری طور پر ہمیں عالم بالا کا ایک دن زمینی ایک دن کے برابر سمجھ آتا ہے۔) لیکن یہ غلط فہمی درج بالا دو سورتوں میں دور کر دی گئی ہے۔

عالم غیب کا ایک دن زمین کے ایک ہزار سال کے برابر ہونا آجکل کے سائینسی دور میں کوئی نہ سمجھ آنے والی بات بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جب ہم نظام شمسی کے سیاروں کے دن اور رات اور ماہ و سال کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی یکساں نہیں ہیں ان میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ انکی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام سیارہ	زمینی دن کے برابر ایک سال
مرکری (Mercury)	88 دن کا ایک سال
وینس (Venus)	224 دن
زمین (Earth)	365.26 دن
مریخ (Mars)	686.68 دن
جوپیٹر (Juipter)	4331.98 دن
سیٹرن (Saturn)	10,760.55 دن
یورینس (Uranis)	30.685.49 دن
نیپچون (Naptune)	60,194.84 دن
پلوٹو (Pluto)	90,474.90 دن

تفسیر عثمانی میں ہے کہ جن احادیث مرفوعہ میں تخلیق کائنات کے متعلق دنوں کے تعین و ترتیب آئی ہے کہ فلاں فلاں چیز اللہ نے ہفتہ کے دن بنائی اور فلاں چیز فلاں دن بنائی ان میں کوئی حدیث صحیح اب تک نظر سے نہیں گذری حتیٰ کہ ابو ہریرہ کی حدیث کے متعلق جو صحیح مسلم میں ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اسی طرح روح المعانی میں قفال شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔

زمین و آسمان کی تخلیق میں تدریج کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے دو دن میں زمین بنائی دو دن میں اسکے اندر زندگی کا تمام سامان رکھا اور دو دن میں آسمان بنائے یوں یہ تمام کام چھ دن میں مکمل ہوا۔ (ان چھ دنوں سے مراد چھ زمانے بھی ہو سکتے ہیں)۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے چھ دن کیوں؟ یہ سب کچھ ایک پل میں کیوں نہیں ہوا؟ مولانا اشرف تھانوی اسکے بارے میں فرماتے ہیں کہ کسی چیز کے آہستہ آہستہ وجود میں آنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

ا۔ ایک یہ کہ فاعل اسکو دفعتاً وجود میں لانے پر قادر نہ ہو۔ اس لیئے مجبور ہو کہ وہ اس چیز کو آہستہ آہستہ وجود میں لائے۔

۲۔ دوسری یہ کہ فاعل تو اس چیز کو وجود میں لانے پر قادر ہے مگر کسی حکمت کی بنا پر وہ اسکو فوراً وجود میں نہیں لاتا بلکہ آہستہ آہستہ ایک خاص معین مدت کے اندر اسے وجود میں لاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو جو دو دن میں پیدا فرمایا ہے اسکی وجہ پہلی نہیں دوسری ہے اسکی حکمت کیا تھی؟ افعال الٰہیہ کی حکمتوں کا کون احاطہ کر سکتا ہے اس میں جو حکمتیں بھی ملحوظ ہوں وہ سراپا خیر ہوں گی

ایک حکمت لوگوں کو آہستگی اور تدریج کی تعلیم دینا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قادر

مطلق ہونے کے باوجود اپنی تخلیق میں تدریج ملحوظ فرمائی ہے تو انسان کو بھی کوئی کام کرتے ہوئے بدرجہ اولیٰ تدریج سے کام لینا چاہیے۔

ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس دنیا کے نظام اسباب تدریجی سلسلہ کے تحت چلے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ قادر ہیں کہ انسان کو ایک لمحہ میں پیدا فرما کر جیتا جاگتا کھڑا کر دیں مگر نہیں اسکی حکمت ایک خاص نظام کے تحت تدریجاً اسکی نشو ونما کرتی ہے۔ یہی حال نباتات وغیرہ کا ہے اور اگر غور کیا جائے تو اس جہان کی تمام ترقیات تدریج کے تحت چل رہی ہیں۔

اسی طرح اگر یہ نظام کائنات ایک ہی پل میں قائم ہو جاتا تو لوگ اسکو جادو سمجھ لیتے۔ لیکن اس تدریج میں تحمل اور بردباری کا سبق بھی ملتا ہے۔

آسمان دنیا کی سجاوٹ

سورہ الصفت، السجدہ، الحجر، الملک، اور سورہ ق کی آیات میں اس بات کی طرف نشاندہی کی گئی ہے کہ آسمان دنیا یعنی زمین سے سب سے نزدیک آسمان کو ستاروں سے سجایا گیا۔ جورات کو جہاں خوب صورت سماں پیش کرتے ہیں وہاں ان کی مدد سے وقت معلوم کیا جا سکتا ہے اور دعوت غور و فکر۔

ہر چیز کو ایک خاص مدت کے لیئے بنایا گیا ھے

سورہ الاحقاف (آیت نمبر 3)، میں اس بات کی طرف نشاندہی کی گئی ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز کو ایک خاص مدت کے لیئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ مدت پوری ہونے کے بعد اسکی بساط لپیٹ دی جائے گی۔

سات آسمانوں کی ترتیب

منہاج القران میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری سات آسمانوں کو اس ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔

پھلا آسمان۔ وہ خلائی میدان ہے جس کی بنیاد ہم اپنے نظام شمسی کے ساتھ مل کر

رکھتے ہیں۔

دوسرا آسمان ۔ہماری کہکشاں کا خلائی میدان ہے۔یہ وہ مقناطیسی میدان ہے جسے ملکی وے کا مرکز تشکیل دیتا ہے۔

تیسرا آسمان ۔ہمارے مقامی کلسٹر (کہکشاؤں کے گروہ) کا خلائی میدان ہے۔

چوتھا آسمان ۔کائنات کا مرکزی مقناطیسی میدان ہے۔جو کہکشاؤں کے تمام گروہوں کے مجموعے سے تشکیل پاتا ہے۔

پانچواں آسمان ۔اس کائناتی پٹی پر مشتمل ہے جو قواسرز (Quasars) بناتے ہیں۔

چھٹا آسمان ۔پھیلتی ہوئی کائنات کا میدان ہے

ساتواں آسمان ۔سب سے بیرونی میدان ہے جو کہکشاؤں کی لامحدود بیکرانی سے تشکیل پاتا ہے۔

سات آسمانوں کی درج بالا ترتیب کو فلکی طبیعات کی مدد (فاصلوں کے حوالے سے) سے ہم اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔

پہلا آسمان ۔اسکا پھیلاؤ تقریباً 65 کھرب کلومیٹر تک ہے۔

دوسرا آسمان ۔ایک لاکھ تیس ہزار نوری سال وسیع ہے۔(اگر روشنی ایک لاکھ تراسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک سال تک مسلسل سفر کرے تو ایک سال میں وہ جتنا سفر کرے گی وہ ایک نوری سال یا (one light year) کہلائے گا۔

تیسرا آسمان ۔20 لاکھ نوری سال کی حدود میں پھیلی ہوئی ہے۔

چوتھا آسمان ۔10 کروڑ نوری سال قطر پر محیط ہے۔

پانچواں آسمان ۔ایک ارب نوری سال کی مسافت پر واقع ہے۔

چھٹا آسمان ۔20 ارب نوری سال دور ہے

ساتواں آسمان ۔اس سے بھی کئی گنا آگے ہے۔جس کا اندازہ کرنا محال ہے۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ تمام فاصلے سائنس کے اندازے ہیں جو بدل بھی سکتے ہیں

تخلیق کائنات کے دو مراحل

قرآن مجید کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کائنات کی تخلیق دو مراحل میں مکمل ہوئی جو چھ مکمل ادوار (Periods) میں منقسم ہے۔

پہلا مرحلہ ۔ماقبل ظہور حیات ہے

دوسرا مرحلہ ۔مابعد ظہور حیات ہے

پہلا مرحلہ تخلیق کے چھ ادوار میں سے دو ادوار پر مشتمل ہے ۔جس کی تشریح قرآن پاک کی سورہ میں اس طرح ہے

"پھر ان اوپر کے طبقات کو دو ادوار میں مکمل سات آسمان بنا دیا اور ہر آسمان میں اس سے متعلق احکام بھیجے، اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا اور اسے محفوظ بنایا۔یہ زبردست اور علم رکھنے والے (اللہ) کا انتظام ہے"۔

اس آیت پاک میں کائنات کی تخلیق کے مختلف ادوار کا ذکر کیا گیا ہے

۱۔دو ادوار میں مکمل سات آسمان بنانا

۲۔ہر آسمان میں اس سے متعلق احکامات بھیجنا

۳ آسمان دنیا کو ستاروں سے سجانا

۴۔آسمانوں کو زمین کی چھت بنایا اور اسے محفوظ کیا۔

۵۔یہ سب کچھ اس زبردست اور علم رکھنے والے (اللہ) نے کیا ہے۔جو ہر شے کا مالک و خالق ہے۔

دوسرا مرحلہ

اس مرحلے کے بارے میں اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے" اور اس نے اس

(زمین کے) اندر بڑی برکت رکھی (قسم قسم کی مختلف چیزیں جو ہر ضرورت پوری کر رہی ہیں) اور اس میں (اپنی مخلوق کے لیئے) چار مراحل میں (زمین) میں اس کے ذرائع نعم رکھے، جو ہر طلبگار کے لیئے برابر ہیں"۔

موجودہ سائنس بھی مرحلہ مابعد ظہور حیات کو چار بڑے مراحل میں تقسیم کرتی ہے۔اس تقسیم کو جیالوجیکل ٹائم سکیل (Geological Timescale) یا طبقات الارضی پیمانہ وقت کہتے ہیں۔اس ٹائم سکیل کو جن چار بڑے ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے ان کو Era کہتے ہیں اور ایرا کی مزید تقسیم کو پیریڈ (Period) کہتے ہیں اور پیریڈ کی مزید تقسیم کو عصر یا (Epoch) کہتے ہیں۔ ان ادوار میں زندگی نے اپنے ارتقائی مراحل طے کیے۔ان کی تقسیم درج ذیل ہے۔

چار بڑے ادوار کی تقسیم اسطرح سے ھے

ا۔ پہلا دور۔ قبل کیمبری دور (Precambrian era)

اس دور کو ہم تین زمانوں (Periods) میں تقسیم کرتے ہیں۔

۲۔دوسرا دور یا Palaeozoic era یا (Ancient life)

اس دور کو ہم چھ مزید زمانوں (Periods) میں تقسیم کرتے ہیں۔

۳۔ تیسرا دور یا Mesozoic era یا (Medieval life)

اس کو ہم تین زمانوں میں تقسیم کرتے ہیں

۴۔آخری دور نوحیاتی دور یا Cenozoic یا (Recent life)

اور یہ دور مزید ادوار (Periods) میں تقسیم ہوتا ہے اور یہ دو ادوار دو مزید ادوار (Periods) میں تقسیم ہو کر سات عصر (Epoch) میں تقسیم ہوتا ہے۔

باب نمبر 9 زمین Earth

زمین کی پیدائش کی مدت ----------

ترجمہ ۔ کہہ دیجیئے کیا تم اس سے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور (بتوں) کو اسکا شریک بناتے ہو۔وہی تو سارے جہاں کا مالک ہے۔

(حٰم السجدہ۔سورہ نمبر 41۔آیت نمبر 9۔پارہ نمبر 25-24)

say o, Muhammad, to the idolaters;Do you disbelieve in Him who created the earth in two aeons, and ascribe you to Him rivals? He (and none else) is the Lord of the universe.

زمین کا کناروں سے بتدریج گھٹنا ----------------

ترجمہ۔کیا انہوں نے دیکھا کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔اور اللہ (جیسا چاہتا ہے) حکم کرتا ہے کوئی اسکے حکم کا انکار کرنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

(الرعد۔سورہ نمبر 13۔آیت نمبر 41۔پارہ نمبر 13)

Have they not **seen, how** We come up to clip the land off **its borders?** (When) Allah decides there is none that can postpone His decision, and He is swift **at** reckoning.

ترجمہ۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔تو کیا یہ لوگ غلبہ پانے والے ہیں۔

(الانبیاء۔سورہ نمبر 21۔آیت نمبر 44۔پارہ نمبر 17)

زمین آرام کی جگہ اور آسمان اسکی چھت

ترجمہ ۔اللہ ہی تو ہے جس نے زمین کوتمھارے لیئے ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا۔ (المومنون۔سورہ نمبر 40۔آیت نمبر 64۔پارہ نمبر 24)

زمین کا پھیلائو اور بچھا ہوا ہونا

ترجمہ ۔ جس نے تمھارے لیئے زمین کوبچھونا بنایا۔اوراسمیں تمھارے لیئے راستے بنائے تاکہ تم راہ معلوم کرسکو۔

(الزخرف۔سورہ نمبر 43۔آیت نمبر 10۔پارہ نمبر 25)

Who made the earth a cradle (resting place) for you, and traced highways for you therein, that haply you may find your way (feel guided) .

ترجمہ۔ اورزمین کوہم نے بچھایاتو (دیکھو) ہم کیاخوب بچھانے والے ہیں۔

(الذٰریت۔سورہ نمبر 51۔آیت نمبر 47۔پارہ نمبر 26-27)

And the earth We laid out, how gracious was the spreader (thereof).

ترجمہ ۔اوراسی نے مخلوق کے لیئے زمین بچھادی۔

(الرحمٰن۔سورہ نمبر 55۔آیت نمبر 10۔پارہ نمبر 27)

And the earth has He appointed for (His) creatures.

ترجمہ۔اوراسکے بعدزمین کوپھیلادیا۔

(النزعٰت۔سورہ نمبر 79۔آیت نمبر 30۔پارہ نمبر 30)

And after that He spread the earth.

زمین آرام کی جگہ اور آسمان اسکی چھت

ترجمہ۔ اللہ ہی تو ہے جس نے زمین کو تمھارے لیئے ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا۔ (المومنون۔سورہ نمبر 40۔آیت نمبر 64۔پارہ نمبر 24)

زمین کا پھیلائو اور بچھا ہوا ہونا

ترجمہ۔ جس نے تمھارے لیئے زمین کو بچھونا بنایا۔اور اسمیں تمھارے لیئے راستے بنائے تا کہ تم راہ معلوم کر سکو۔

(الزخرف۔سورہ نمبر 43۔آیت نمبر 10۔پارہ نمبر 25)

Who made the earth a cradle (resting place) for you, and traced highways for you therein, that haply you may find your way (feel guided) .

ترجمہ۔ اور زمین کو ہم نے بچھایا تو (دیکھو) ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں۔

(الذٰریت۔سورہ نمبر 51۔آیت نمبر 47۔پارہ نمبر 26-27)

And the earth We laid out, how gracious was the spreader (thereof).

ترجمہ۔ اور اسی نے مخلوق کے لیئے زمین بچھادی۔

(الرحمٰن۔سورہ نمبر 55۔آیت نمبر 10۔پارہ نمبر 27)

And the earth has He appointed for (His) creatures.

ترجمہ۔اور اسکے بعد زمین کو پھیلادیا۔

(النزعٰت۔سورہ نمبر 79۔آیت نمبر 30۔پارہ نمبر 30)

And after that He spread the earth.

ترجمہ۔ اور زمین کی طرف کہ کیسے بچھائی گئی

(الغاشیہ۔ سورہ نمبر 88۔ آیت نمبر 20۔ پارہ نمبر 30)

ترجمہ۔ کیا نہیں کیا ہم نے زمین کو بچھونا۔ (النباء۔ پارہ نمبر 30)

ترجمہ۔ اور زمین کی اور اسکی جس نے اسکو پھیلایا۔

(الشمس۔ سورہ نمبر 91۔ پارہ 30)

ترجمہ۔ اور زمین کو ہم نے بچھا دیا ہے اور اسمیں ہم نے پہاڑ ڈال دیئے ہیں۔

(ق۔ سورہ نمبر 50۔ آیت نمبر 7۔ پارہ نمبر 26)

زمین میں پہاڑ اور روزیاں

ترجمہ۔ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں ہم نے ہر چیز اندازے رکھ دی اور اسی میں ہم نے تمھاری روزیاں بنادیں ہیں۔ اور تم روزی دینے والے نہیں ہو۔ (حجر۔ سورہ نمبر 20۔ آیت نمبر 19۔ پارہ نمبر 14)

سات زمینیں یا سات طبقات الارض

ترجمہ۔ اور اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کیئے اور ویسی ہی زمینیں۔ اسکا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تا کہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کیئے ہوئے ہے۔

(الطلاق۔ سورہ نمبر 65۔ آیت نمبر 12۔ پارہ نمبر 28)

آسمان اور زمین اللہ کی نشانیاں

ترجمہ ۔ بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔ (الجاثیہ۔ سورہ نمبر 45۔ آیت نمبر 3۔ پارہ نمبر 25)

No doubt in the heaven and the earth are the signs for believers.

ترجمہ۔ نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔ (سورہ زمر)

ترجمہ۔ بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ

(ان کو) ویسے ہی پیدا کر دے۔ کیوں نہیں۔ اور تو بڑا پیدا کرنے والا (اور) علم والا ہے۔ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا کافی ہے کہ ہو جا وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

(یٰسین سورہ نمبر 36۔ آیت نمبر 81۔ پارہ نمبر 23-22)

Is not He who created the heavens and the earth able to create the like of them? Of course He is, for He is the all wise creator.

زمین اور آسمان کی ہر چیز پر اللہ کا اختیار ہے

ترجمہ ۔زمین و آسمان کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کے لیئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لیئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ (الشوریٰ۔ سورہ نمبر 42۔ آیت نمبر 12۔ پارہ نمبر 25)

ترجمہ۔ کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟

(المرسلت۔ سورہ نمبر 77۔ آیت نمبر 25۔ پارہ 29)

Have We not made the earth a receptacle.

زمین اور اسمیں رحمتیں

ترجمہ ۔اور اسی نے زمین میں اسکے اوپر پہاڑ گاڑھ دیئے اور زمین میں برکت رکھی اور اس میں سامان روزگار مقرر کیا (سب) چار دن میں (اور تمام) ضرورت مندوں کے لیئے یکساں طور پر۔

(حٰم السجدہ۔ سورہ نمبر 41۔ آیت نمبر 10۔ پارہ نمبر 25-24)

ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے

ترجمہ ۔ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے دانائی کی بنیاد پر اور ایک وقت مقرر تک کے لیئے پیدا کیا ہے۔ اور کافروں کو جس چیز کی نصیحت کی جاتی ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

(الاحقاف۔ سورہ نمبر 46۔ آیت نمبر 3۔ پارہ نمبر 26)

We created not the heaven and the earth and all that is between them except with truth, and for a specific period .But those who disbelieve turn away from that whereof they are warned.

ترجمہ ۔کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو اور زمین کو اور ان کے درمیان میں جو کچھ ہے سب کو بہترین قرینے سے مقررہ وقت تک کے لیئے ہی پیدا کیا ہے۔ (سورہ روم)

ہر چیز کا مالک اللہ ہے

ترجمہ ۔آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے۔

(لقمان۔ سورہ نمبر 31۔ آیت نمبر 26۔ پارہ نمبر 21)

ترجمہ۔ کہہ دو کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمھیں گمان ہے سب کو پکار لو۔ نہ تو ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرے کا اختیار ہے نہ انکا ان میں کوئی حصہ ہے۔ نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ (سباء۔ پارہ نمبر 22)

ہر چیز انسان کے لیئے

ترجمہ ۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کی ہر چیز کو تمھارے کام میں لگا دیا ہے۔ (لقمان۔ سورہ نمبر 31۔ آیت نمبر 20۔ پارہ 21)

زمین میں اندھیرا اور اجالا

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور روشنی بنائی پھر بھی کافر (اور چیزوں کو) اللہ کے برابر ٹھراتے ہیں۔

(الانعام۔سورہ نمبر 6۔آیت نمبر 1۔پارہ نمبر 8-7)

Praise be to Allah ,who has created the heavens and the earth and has appointed darkness and laght.Yet those who disbelieve ascribr rivals to their Lords.

زمین اور کیلنڈر

ترجمہ ۔اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ کتاب اللہ میں (برس کے) بارہ مہینے لکھے ہوئے ہیں۔ (التوبہ (جزو)۔سورہ نمبر 9۔آیت نمبر 36۔پارہ نمبر 11-10)

In fact the number of the months with Allah is twelve months by Allahs ordanance in the day that He created the heavens and the earth ....

زمین اور آسمان کی پیدائش کے دن

زمین اور آسمانوں کی پیدائش کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد پاک ہے کہ ان کو چار دن میں پیدا کیا اور دو دن میں ان میں سامان روزگار رکھ دیا گیا۔اسکی مزید تفصیل پر بھی لکھا گیا ہے اس پر جید علماء نے کلام بھی کیا ہے۔وہ کچھ اس طرح ہے۔

اس بارے میں آتا ہے کہ اتوار سے جمعہ تک آسمان اور زمین اور کل

مخلوق پیدا کر دی گئی

نسائی میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میرا ہاتھ تھام کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے زمین و آسمان اور انکے درمیان تمام چیزیں پیدا کر کے ساتویں دن عرش پر قیام کیا۔اسکی تفصیل کچھ یوں بیان کی۔کہ پہاڑ اتوار کے دن، درخت سوموار کے دن، برائیاں منگل کے دن، نور بدھ کے دن جانور جمعرات کے دن، آدم کو جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری گھڑی میں تمام روئے زمین کی مٹی سے پیدا کیا جس میں سفید وسیاہ، اچھی اور بری ہر طرح کی مٹی تھی (اسی لیئے اولاد آدم بھی اچھی اور بری ہے) اور ہفتہ کے دن کوئی مخلوق پیدا نہیں ہوئی اس لیئے عربی میں اسکا نام یوم السبت ہے۔سبت کے معنی قطع کرنے یا ختم کرنے کے ہیں۔جبکہ مسند احمد، نسائی اور صیح مسلم میں جو حدیث ہے کہ اللہ نے مٹی کو ہفتے کے دن پیدا کیا۔اس طرح پیدائش کا سلسلہ دن جاری رہا۔حالانکہ قرآن پاک میں چھ دن پیدائش کا سلسلہ جاری رہنے کا بار بار ذکر ہوا ہے۔اسی وجہ سے امام بخاریؒ وغیرہ زبردست حفاظ حدیث نے اس حدیث پر کلام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ عبارت حضرت ابوہریرہؓ نے کعب احبار سے لی ہے۔فرمان رسول ﷺ نہیں ہے۔اس لیئے حضرات محدثین نے اسے معلول بتایا ہے۔

زمین پر انسان سے پہلے کون آباد تھا ؟

ابن عباسؓ فرماتے ہیں پہلے زمین میں جنات بستے تھے انہوں نے اس میں فساد کیا اور خون بہایا اور قتل و غارت کی۔اس کے نتیجے میں ابلیس کو بھیجا گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر انہیں مار مار کر جزیروں اور پہاڑوں میں بھگا دیا۔پھر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے زمین میں بسایا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے سے جنات زمین پر آباد تھے۔

باب نمبر10 پہاڑ Mountain

پہاڑ بنانے کا مقصد=

ترجمہ = اور اسی نے زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے کہ تم کو لیکر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں اور راستے بنا دیئے تا کہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جا سکو۔ (النحل۔16۔آیت نمبر15۔پارہ نمبر14)

And He has cast into the earth firm mountains that it qiake not with you and streams and roads that you may find a way.

ترجمہ = اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تا کہ لوگوں (کے بوجھ سے) ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ راستے بنائے تا کہ لوگ اس میں چلیں۔

(الانبیا۔21۔آیت نمبر31)

And We have placed in the earth firm hills least it sway with them and we have placed therein ravines as roads that happly they may find their way.

ترجمہ =اسی نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین پر پہاڑ بنا کر رکھ دیئے تا کہ تم کو جنبش نہ دے۔(لقمان۔31۔آیت نمبر10)

He has created the heavens without support that you can see ,and has cast into the earth firm hills, so that it quake not with you.

ترجمہ = اور زمین کو (دیکھو اسے) ہم نے پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگائیں۔(ق۔50۔آیت نمبر7)

And the earth have We spreadout,and have flung firm hills therein, and have grown of every lovely kind species there on.

ترجمہ = اور زمین کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے اور اس میں ہر چیز ایک مقررہ مقدار سے اگائی۔

(الحجر۔15۔آیت نمبر19۔پارہ نمبر14-13)

And the earth have We spread out,and placed therein firm hills ,and caused each seemly thing to grow therein.

ترجمہ = کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا اور پہاڑوں کو (اسکی) میخیں (نہیں ٹھہرایا)۔(النباء۔78۔آیت نمبر7-6)

Have We not laid the earth as an wide expense. And set the mountains as kingpins.(bulworks)

ترجمہ =اور اسمیں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔(النمل)

پہاڑ زمین میں میخوں کی طرح گاڑ دیئے گئے

اس سے مراد یہ ہے کہ پہاڑوں کی جڑیں زمین کے اندر تک چلی جاتی ہیں جیسے دیوار میں کیل گاڑا جائے تو اسکا کچھ حصہ دیوار کے باہر نظر آتا ہے باقی دیوار کے اندر غائب ہو جاتا ہے۔سورہ النبا اور سورہ النمل کی صداقت کی تصدیق سائینس کے میگزین نے بھی کی ہے۔ارتھ پریس اینڈ سیور کے صفحہ نمبر413 میں لکھا ہے کہ پہاڑوں کی جڑیں زمین کے اندر گہرائی تک ہوتی ہیں۔اسی طرح ایک اور میگزین اناٹومی آف دی ارتھ

باب نمبر10 پہاڑ Mountain

پہاڑ بنانے کا مقصد=

ترجمہ = اور اسی نے زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے کہ تم کو لیکر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں اور راستے بنا دیئے تا کہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جا سکو۔ (النحل۔16۔آیت نمبر15۔پارہ نمبر14)

And He has cast into the earth firm mountains that it qiake not with you and streams and roads that you may find a way.

ترجمہ = اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تا کہ لوگوں (کے بوجھ سے) ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ راستے بنائے تا کہ لوگ اس میں چلیں۔

(الانبیا۔21۔آیت نمبر31)

And We have placed in the earth firm hills least it sway with them and we have placed therein ravines as roads that happly they may find their way.

ترجمہ =اسی نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین پر پہاڑ بنا کر رکھ دیئے تا کہ تم کو جنبش نہ دے۔(لقمان۔31۔آیت نمبر10)

He has created the heavens without support that you can see ,and has cast into the earth firm hills, so that it quake not with you.

ترجمہ = اور زمین کو (دیکھو اسے) ہم نے پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ رکھ دیے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگائیں۔(ق۔50۔آیت نمبر7)

And the earth have We spreadout,and have flung firm hills therein, and have grown of every lovely kind species there on.

ترجمہ = اور زمین کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے اور اس میں ہر چیز ایک مقررہ مقدار سے اگائی۔

(الحجر۔15۔آیت نمبر19۔پارہ نمبر14-13)

And the earth have We spread out,and placed therein firm hills ,and caused each seemly thing to grow therein.

ترجمہ = کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا اور پہاڑوں کو (اسکی) میخیں (نہیں ٹھہرایا)۔(النباء۔78۔آیت نمبر7-6)

Have We not laid the earth as an wide expense. And set the mountains as kingpins.(bulworks)

ترجمہ =اور اسمیں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔(النمل)

پہاڑ زمین میں میخوں کی طرح گاڑ دیئے گئے

اس سے مراد یہ ہے کہ پہاڑوں کی جڑیں زمین کے اندر تک چلی جاتی ہیں جیسے دیوار میں کیل گاڑا جائے تو اسکا کچھ حصہ دیوار کے باہر نظر آتا ہے باقی دیوار کے اندر غائب ہو جاتا ہے۔سورہ النبا اور سورہ النمل کی صداقت کی تصدیق سائینس کے میگزین نے بھی کی ہے۔ارتھ پریس اینڈ سیور کے صفحہ نمبر413 میں لکھا ہے کہ پہاڑوں کی جڑیں زمین کے اندر گہرائی تک ہوتی ہیں۔اسی طرح ایک اور میگزین اناٹومی آف دی ارتھ

۔کیلکس کے صفحہ نمبر 220 میں لکھا ہے کہ کھونٹوں کی طرح پہاڑوں کی جڑیں بھی زمین کے اندر گہرائی تک ہوتی ہیں ۔اسی طرح ڈاکٹر فرینک پریس نے اپنی کتاب ''Earth'' پہاڑ کو کلہاڑی کے پھل (کلہاڑی کا اگلا لوہے والا حصہ) جیسا لکھا ہے کہ پہاڑ ایک بہت بڑے نظام کا ایک جزو ہے جبکہ اسکی جڑیں زمین کے اندر بہت دور تک چلی گئی ہیں یوں پہاڑ زمین کو اوپر سے بھی تھامے ہوئے ہیں اور زمین کو نیچے سے بھی جکڑے ہوئے ہیں کہ یہ ہلنے نہ پائے اور زمین کا توازن قائم رہے۔

(پہاڑوں کے اس توازن قائم رکھنے کی قوت کو جغرافیہ کی زبان میں آئسو سٹیسی Isostasy کہتے ہیں یعنی وہ قوت جو زمین کا توازن برقرار رکھتی ہے آئسو سٹیسی کہلاتی ہے) دنیا میں جب بھی کبھی ٹیکٹونی زلزلہ(Tectonic earthquake) آتا ہے تو اس کا مرکزی مقام (Epi-centre) یعنی جہاں سے زلزلہ شروع ہوتا ہے وہ پہاڑ ہی ہوتے ہیں ۔اور قیامت کے دن سب سے پہلے پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی طرح اڑا دیا جائے گا اور زمین کا توازن بگڑ جائے گا زمین ہلنے لگے گی اور وہ قیامت کا سماں پیش کرے گی ۔جسکا ذکر قرآن پاک کی کئی آیات میں آیا ہے۔

ترجمہ = اور اس پر پہاڑوں کا بوجھ رکھ دیا ۔(النزعت ۔79۔آیت نمبر 32)

''And He made fast the hills,(as anchor).(79;3

ترجمہ = ''اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح کھڑے کیئے گئے''

(الغاشیہ ۔88۔آیت نمبر .18 ۔پارہ ۔30)

ترجمہ = ''اور اس میں بوجھ کے لیئے اونچے اونچے پہاڑ رکھے اور تم کو میٹھا پانی پلایا'' (المرسلت ۔77۔آیت نمبر 27)

And placed therein high mountains and given you to drink sweet (fresh) water therein(77;27)

زمین کے توازن کے حوالے سے ہمیں کچھ روایات بھی ملتی ہیں ۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ زمین نے کہا کہ تو مجھ پر بنی آدم کو بساتا ہے جو میری پیٹھ پر گناہ کریں گے اور خباشت پھیلائیں گے وہ کانپنے لگی پس اللہ تعالی نے پہاڑوں کو اس پر جما دیا جنہیں تم دیکھ رہے ہو اور بعض کو دیکھتے ہی نہیں ہو ۔(جنہیں تم دیکھ رہے ہو اور بعض کو دیکھتے ہی نہیں ہو سے مراد یہ ہے کہ بعض پہاڑ تو ہمیں سطح زمین پر نظر آتے ہیں (جیسے کوہ ہمالیہ ،کوہ ایلپس ،کوہ راکیز ،کوہ اینڈیز وغیرہ)۔اور بعض پہاڑ ہمیں نظر نہیں آتے ۔نہ نظر آنے والے پہاڑ وہ ہیں جو زیر زمین پائے جاتے ہیں یا پھر سمندر میں نظر آتے ہیں جیسا کہ پاکستان کے جنوب میں کوہ کیرتھار جو جنوب میں چلتا ہوا بحیرہ عرب میں زیر آب ہو کر غائب ہو جاتا ہے یعنی ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے لیکن یہ پہاڑ زیر آب چلتا ہوا ایران میں نئے نام سے ظاہر ہوتا ہے ۔اسی طرح سمندروں میں بھی بلند و بالا پہاڑ پائے جاتے ہیں جو کوہ ہمالیہ سے بھی بلند ہیں ۔اسی طرح حضرت حسنؓ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالی نے زمین بنائی تو وہ ہل رہی تھی یہاں تک کہ فرشتوں نے کہا کہ اس پر تو کوئی ٹھہر ہی نہیں سکتا ۔صبح دیکھتے ہیں کہ پہاڑ اس پر گاڑ دیئے گئے ہیں اور اس کا ہلنا موقوف ہو گیا ۔پس فرشتوں کو یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ پہاڑ کس چیز سے پیدا کیئے گئے ہیں ۔قیس بن عبادہ سے بھی یہی مروی ہے۔

پہاڑوں کے توازن کے حوالے سے جب ہم آج کل کے پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو ان میں ایک خاص قسم کی ترتیب نظر آتی ہے اور ان میں کئی خصوصیات مشترک دکھائی دیتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں ۔

1= دنیا کے تمام پہاڑی سلسلے خمدار (Fold Mountains) ہیں

2= یہ تمام پہاری سلسلے شمالاً جنوباً (براعظم شمالی امریکہ میں کوہ راکیز اور جنوبی امریکہ میں کوہ اینڈیز شمال سے جنوب کی طرف پھیلے ہوئے ہیں) یا پھر مشرق سے مغرب کی

طرف (جیسا کہ براعظم ایشیا میں کوہ ہمالیہ۔ یورپ میں کوہ الپائین (Alpine) مشرق سے مغرب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ یعنی ان میں ایک خاص ترتیب ہے۔

3= ان تمام پہاڑوں کی اوسط ڈھلان سطح زمین سے 25 درجے کے زاویے کے قریب ہوتی ہے۔

4= دنیا کے یہ تمام بڑے بڑے پہاڑی سلسلے ایک ہی قسم کی چٹانوں (تہہ دار چٹانوں یا Sedimentary Rocks) سے بنے ہیں۔

پہاڑوں کے فوائد = پہاڑ بنانے کا جہاں بڑا مقصد زمین کا توازن قائم رکھنا تھا وہاں اسکے ساتھ ساتھ پہاڑوں میں اور بھی بہت سے فوائد رکھ دیئے گئے مثلاً

1= سورہ النحل کی آیت نمبر 16 اور سورہ انبیا کی آیت نمبر 31 میں پہاڑوں کے ذکر میں آتا ہے کہ ان پہاڑوں میں کشادہ راستے بھی رکھ دیئے گئے ہیں تا کہ لوگ ایک مقام سے دوسرے مقام تک آسانی سے جاسکیں۔ پہاڑوں میں کشادہ راستے یعنی وادیاں، اور درے وغیرہ سے نہ صرف انسان اپنا راستہ معلوم کرتا ہے بلکہ یہ جگہیں لوگ علامتوں کے طور پر بھی استعمال کرتے رہے ہیں اور آج بھی استعمال کر رہے ہیں اور اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض عرب بدو تو مٹی سونگھ کر بھی راستہ کا پتہ معلوم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح پہاڑوں میں کشادہ راستے اور دروں وغیرہ سے لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک تک آسانی سے سفر کر سکتے ہیں یوں مختلف تہذیبوں کا ملاپ ہوتا ہے۔ پاکستان کے مغربی پہاڑی سلسلوں کو عبور کر کے مختلف اقوام پاک و ہند میں داخل ہوئیں۔ ان کو فتح کیا اور ان پر کئی سو سال تک حکومت کر گئیں۔ اگر پہاڑوں میں یہ درے اور کشادہ راستے وغیرہ نہ ہوتے تو ان کو عبور کرنا مشکل ہوتا جس کے نتیجے میں نہ مختلف تہذیبیں آپس میں مل سکتیں نہ ایک دوسرے سے کچھ سیکھ سکتیں اور نہ ہی تجارت اور سیر و سیاحت ہو سکتی۔ یہ تمام آسانیاں پیدا کر کے اللہ تعالی نے نہ صرف اپنی نشانیاں ہم پر ظاہر کیں بلکہ ہماری زندگیوں کو آسان کر

دیا۔

2۔ سورہ المرسلت کی آیت نمبر 27 میں اللہ تعالی فرماتا ہے "اور اس میں بوجھ کے لیے اونچے اونچے پہاڑ رکھے اور تم کو میٹھا پانی پلایا" یہاں پہاڑوں میں موجود میٹھے پانی کے خزانوں کا ذکر بھی ہے۔ یعنی پہاڑوں سے ہمیں پینے کو میٹھا پانی حاصل ہوتا ہے جو ہمیں چشموں کی صورت میں ملتا ہے۔

3۔ پہاڑ پانی کے بڑے بڑے سٹوریج ٹینک ہیں جہاں پانی بارش اور برف کی صورت میں جمع ہوتا رہتا ہے جو گلیشیر کی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے۔ یہ عمل صرف پہاڑی علاقوں میں ہی ہوسکتا ہے۔ (اگر یہ برف باری پہاڑوں کی بجائے میدانوں میں ہوتی تو نہ تو برف جمع ہوتی نہ ہی گلیشیر بنتے اور نہ ہی پانی کے خزانے اکھٹے ہوتے اور نہ ہی موسم گرما میں پانی ہمیں حاصل ہوتا) انہی پہاڑوں سے ہی بارش کا پانی ندی نالوں کی صورت میں بہتا ہوا میدانی علاقوں کی ضروریات پوری کرتا رہتا ہے۔ جبکہ منجمد برف اور گلیشیرز موسم گرما میں پگھل کر انسان کی ضروریات پوری کرتے رہتے ہیں۔ اسکو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ پہاڑ قدرت کے محفوظ پانی کے بہت بڑے ٹینک ہیں جن سے پانی بقدر ضرورت انسانوں کو ملتا رہتا ہے جو ان کی ہر قسم کی ضروریات کو پورا کرتا رہتا ہے۔ اور دوسری طرف آبی چکر (water cycle) کے ذریعے پھر پانی ان پہاڑوں تک پہنچا کر محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق پانی نہ صرف دریاؤں سمندروں جھیلوں وغیرہ کے ذریعے کرہ ہوائی کا حصہ بن کر پہاڑوں پر برستا ہے بلکہ پانی کا ایک اور ذریعہ وہ شہابیے (Meteors) بھی ہیں جنکی کی سطح منجمد پانی سے ڈھکی ہوتی ہے جب یہ کرہ ہوائی میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی برفیلی تہہ پگھل کر کرہ ہوائی میں شامل ہو کر پانی کی مقدار میں اضافہ کرتی رہتی ہے جس کے بارے میں میں قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتا ہے" کیا آسمانوں سے پانی ہم برساتے ہیں یا اسکا برسانے والا کوئی اور

ہے"۔ یوں یہ تحقیق قرآن پاک کی اس آیت کی ترجمانی کرتی نظر آتی ہے۔

4۔ یہ پہاڑ معدنیا کا بہت بڑا خزانہ ہیں

5۔ یہ پہاڑ موسم گرما میں تفریح گاہ بن جاتے ہیں۔

6۔ دنیا کے خوبصورت مناظر انہی پہاڑی مقامات میں ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

7۔ یہ پہاڑ صحت افزا مقام بھی ہیں۔

8۔ یہ پہاڑ ایک قدرتی رکاوٹ بن کر دوسرے علاقوں سے آنے والی سرد اور یخ بستہ ہواؤں کو بھی روکتے ہیں۔ جیسے پاکستان کے شمال مشرقی پہاڑی سلسلے جو چین سے آنے والی شدید سرد ہواؤں کو پاکستان میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔

9۔ یہ پہاڑ ایک قدرتی رکاوٹ بن کر ہواؤں کو بارش برسانے پر مجبور کر دیتے ہیں ۔اس قسم کی بارش کو جغرافیہ میں پہاڑی بارش یا (Orographic Rain) کہتے ہیں۔ اسکے علاوہ اور بہت سے فوائد۔

زمین اور پہاڑوں کے بننے کی مدت

ترجمہ = اور اسی نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ گاڑھ دیئے اور زمین میں برکت رکھی اور اس میں سامان روزگار مقرر کیا (سب) چار دن میں (اور تمام) ضرورت مندوں کے لیئے یکساں طور پر۔ (حم السجدہ۔ 41۔ آیت نمبر 10)

پہاڑوں کے مختلف رنگ

ترجمہ = اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگ کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں (سورہ فاطر۔ سورہ نمبر 35۔ آیت نمبر 27۔ پارہ نمبر 22)

یہاں پہاڑوں کی رنگت کا ذکر دو معنوں میں لیا جا سکتا ہے۔

1 = مختلف رنگ ہونے کی وجہ سے یہ خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان خوب صورت پتھروں کو کاٹ کاٹ کر انسان اپنی عمارتوں کو دیدہ زیب بنا رہا ہے

2 = یہ مختلف رنگت انکے اندر چھپے ہوئے معدنی خزانوں کا پتہ دیتی ہے۔ آج پوری

دنیا انہی خزانوں سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اور یہ خزانے انسانی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

پہاڑوں کا دوسرا رخ (قیامت کے وقت)

ترجمہ = اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو صاف میدان دیکھو گے (الکھف (سورہ نمبر 18) آیت نمبر 47

And (bethink you of) the when we remove the hills and you see the earth emerging.

ترجمہ = اور آپ سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دیں کہ اللہ ان کو اڑا کر بکھیر دے گا۔ (طہ۔ سورہ نمبر 20۔ آیت نمبر 105)

They will ask you of mountains (on that day). Say My Lord will break them into scattered dust.

ترجمہ = اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو تو خیال کرتے ہو کہ (اپنی جگہ پر) کھڑے ہیں مگر وہ (اس روز) اس طرح اڑتے پھریں گے جیسے بادل۔ (یہ) اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ بے شک وہ تمھارے سب افعال سے باخبر ہے۔ (النمل۔ سورہ نمبر 27۔ آیت نمبر 88)

And you see the hills you deem solid flying with flight of clouds ; the doing of Allah who perfects all things. He is informed of what you do .

ترجمہ = اور پہاڑ اڑنے لگیں اون ہو کر۔ (الطور۔ سورہ نمبر 10۔ آیت نمبر 52)

And the mountains move away with (awful) movement.

ترجمہ = اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں (الواقعہ۔ سورہ نمبر 56۔ آیت نمبر 5)

ہے"۔یوں یہ تحقیق قرآن پاک کی اس آیت کی ترجمانی کرتی نظر آتی ہے۔

4۔یہ پہاڑ معدنیا کا بہت بڑا خزانہ ہیں

5۔یہ پہاڑ موسم گرما میں تفریح گاہ بن جاتے ہیں۔

6۔دنیا کے خوبصورت مناظر انہی پہاڑی مقامات میں ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

7۔یہ پہاڑ صحت افزا مقام بھی ہیں۔

8۔یہ پہاڑ ایک قدرتی رکاوٹ بن کر دوسرے علاقوں سے آنے والی سرد اور یخ بستہ ہواؤں کو بھی روکتے ہیں۔جیسے پاکستان کے شمال مشرقی پہاڑی سلسلے جو چین سے آنے والی شدید سرد ہواؤں کو پاکستان میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔

9۔یہ پہاڑ ایک قدرتی رکاوٹ بن کر ہواؤں کو بارش برسانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔اس قسم کی بارش کو جغرافیہ میں پہاڑی بارش یا(Orographic Rain) کہتے ہیں۔اسکے علاوہ اور بہت سے فوائد۔

زمین اور پہاڑوں کے بننے کی مدت

ترجمہ =اور اسی نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ گاڑھ دیئے اور زمین میں برکت رکھی اور اس میں سامان روزگار مقرر کیا (سب) چار دن میں (اور تمام) ضرورت مندوں کے لیئے یکساں طور پر۔(حم السجدہ۔41۔آیت نمبر 10)

پہاڑوں کے مختلف رنگ

ترجمہ =اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگ کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں (سورہ فاطر۔سورہ نمبر 35۔آیت نمبر 27۔ پارہ نمبر 22)

یہاں پہاڑوں کی رنگت کا ذکر دو معنوں میں لیا جا سکتا ہے۔

1= مختلف رنگ ہونے کی وجہ سے یہ خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔اور ان خوب صورت پتھروں کو کاٹ کاٹ کر انسان اپنی عمارتوں کو دیدہ زیب بنا رہا ہے

2= یہ مختلف رنگت انکے اندر چھپے ہوئے معدنی خزانوں کا پتہ دیتی ہے۔آج پوری

دنیا انہی خزانوں سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے۔اور یہ خزانے انسانی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

پہاڑوں کا دوسرا رخ (قیامت کے وقت)

ترجمہ =اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو صاف میدان دیکھو گے (الکھف (سورہ نمبر 18) آیت نمبر 47

And (bethink you of) the when we remove the hills and you see the earth emerging.

ترجمہ = اور آپ سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دیں کہ اللہ ان کو اڑا کر بکھیر دے گا۔ (طہ۔سورہ نمبر 20۔آیت نمبر 105)

They will ask you of mountains (on that day). Say My Lord will break them into scattered dust.

ترجمہ = اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو تو خیال کرتے ہو کہ (اپنی جگہ پر) کھڑے ہیں مگر وہ (اس روز) اس طرح اڑتے پھریں گے جیسے بادل۔(یہ) اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔بے شک وہ تمھارے سب افعال سے باخبر ہے۔ (النمل۔سورہ نمبر 27۔آیت نمبر 88)

And you see the hills you deem solid flying with flight of clouds ; the doing of Allah who perfects all things. He is informed of what you do .

ترجمہ =اور پہاڑ اڑنے لگیں اون ہو کر۔ (الطور۔سورہ نمبر 10۔آیت نمبر 52)

And the mountains move away with (awful) movement.

ترجمہ =اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں (الواقعہ۔سورہ نمبر 56۔آیت نمبر 5)

And the hills are grouped to powder.

ترجمہ = پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں۔ (الواقعہ۔سورہ نمبر 56۔آیت نمبر 6)

So that they become a scattered dust.

ترجمہ = اور پہاڑ (ایسے) جیسے (دھنکی ہوئی) رنگین اون۔

(المعارج۔سورہ نمبر 70۔آیت نمبر 9)

And the hills become as flakes of wool.

ترجمہ = جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں اور پہاڑ (ایسے بھر بھرے گویا) ریت
کے ٹیلے ہو جائیں۔ (المزمل۔سورہ نمبر 73۔آیت نمبر 14)

On the day when the earth and the hills rock,and hills become a heap of running sand.

ترجمہ = اور جب پہاڑ اڑے اڑے پھریں۔

(المرسلت۔سورہ نمبر 77۔آیت نمبر 10)

And when the mountain are blown away.

ترجمہ = اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ریت ہو کر رہ جائیں گے۔

And the hills are set in motion and become as a mirge.

ترجمہ = جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے۔(الواقعہ۔سورہ نمبر 56۔آیت نمبر 4

When the earth is shaken with a shock.

ترجمہ = اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ (التکویر۔سورہ نمبر 81۔آیت نمبر 3)

And when the hills are moved.

ترجمہ = (کہ وہ دن آ کر رہے گا) جس دن زمین کو بھونچال آئے گا۔

(النزعت۔سورہ نمبر 79۔آیت نمبر 6)

On the day when the first trump resounds.

ترجمہ = اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی رنگ برنگ کی اون۔

(القارعہ۔سورہ نمبر 101۔ایک آیت نمبر 5)

باب نمبر 11

ہوائیں winds

ہوائوں کے ذریعے بارش کی خوشخبری

ترجمہ۔اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت کی بارش سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے ۔اور ہم آسمان سے پاک (اور نتھرا ہوا) پانی برساتے ہیں۔

(الفرقان۔سورہ۔48۔آیت نمبر 25۔پارہ نمبر 18۔19)

And He it is who sends the winds, glad tidings heralding His mercy, and We send down purifying water from the sky.

بادلوں کو منتشر کرنے کا کام

ترجمہ۔"قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لیئے بھیجی جاتی ہیں"

(المرسلت۔سورہ نمبر 77۔آیت نمبر 1۔پارہ نمبر 29)

By the emissary winds,(sent) one after another to spread goodness (profit the mankind).

ترجمہ۔ "پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے (جھکڑ کی طرح) چلتی ہیں"

(المرسلت۔سورہ نمبر 77۔آیت نمبر 2 ۔پارہ نمبر 29)

ترجمہ۔ "اور ان ہواؤں کی جو (بادلوں کو) پھاڑ کر پھیلا دیتی (ابھارتی) ہیں"۔

(By those)Scattering (things) far and wide.

(المرسلت۔سورہ نمبر 77۔آیت نمبر 3۔پارہ نمبر 29)

ترجمہ۔ "پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھاڑ کر جدا جدا (متفرق) کر دیتی ہیں"۔

(المرسلت۔سورہ نمبر 77۔آیت نمبر 4۔پارہ نمبر 29)

By those who winnow with a winnowing.

بادلوں کو ابھارنے (بلندی پر لے جانے) کا کام

ترجمہ۔اور اللہ ہی تو ہے جو ہوائیں چلاتا ہے اور وہ بادل کو ابھارتی ہیں۔پھر ہم اسکو خشک زمین کی طرف چلاتے ہیں۔پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں۔اسی طرح مردوں کو جی اٹھنا ہے۔

(فاطر۔سورہ نمبر 35۔آیت نمبر 9۔پارہ نمبر 22)

And Allah it is who sends the winds and they rise a cloud,then We lead it to dead land and revive therewith the earth after it had been lifeless. Such is resurrection.

ترجمہ۔اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بارش کے قطرے بادل میں سے ٹپکے چلے آتے ہیں۔یہ بارش جب وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے برساتا ہے تو یکا یک وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں۔(الروم۔سورہ 30۔آیت 48۔پارہ نمبر 21)

بدلتے رخوں کی ہوائیں

ترجمہ۔اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے جانے میں اور وہ جو اللہ نے آسمان سے (ذریعہ) رزق نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد زندہ کیا۔اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

(الجاثیہ۔سورہ نمبر 45۔آیت نمبر 5۔پارہ نمبر 25)

بار آور ہوائیں ۔ اور ہواؤں کے ذریعے عالم نباتات کی تخم ریزی۔بیج بکھیرنے اور تقسیم کرنے کا نظام۔۔۔

ترجمہ۔ "بکھیرنے والیوں کی قسم جو اڑا کر بکھیر دیتی ہیں"

(الذٰریت۔سورہ نمبر 51۔آیت نمبر 1۔پارہ نمبر 27-26)

By those that winnow with a winnowing.

ترجمہ۔ ''پھر بوجھ اٹھاتی ہیں''

(الذٰریت۔سورہ نمبر 51۔آیت نمبر 2۔پارہ نمبر 27-26)

(بوجھ سے مراد آبی بخارات سے بھرے بادلوں کا بوجھ، خاکی ذرات کا بوجھ وغیرہ)

And those that carries the burden.

ترجمہ۔ ''پھر آہستہ آہستہ چلتی ہیں''

(الذٰریت۔سورہ نمبر 51۔آیت نمبر 3۔پارہ نمبر 27-26)

And those that spread along with gentle ease.

ترجمہ۔ ''پھر چیزیں تقسیم کرتی ہیں''

(الذٰریت۔سورہ نمبر 51۔آیت نمبر 4۔پارہ نمبر 27-26)

And those who distribute (blessings) by command.

ہوا زندگی کی اہم ترین ضرورت

(اگر اللہ ہواؤں کو بند کر دے تو؟)۔

ترجمہ۔ اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے۔اور جہاز اسکی سطح پر کھڑے رہ جائیں۔تمام صبر اور شکر کرنے والوں کے لیے ان (باتوں) میں اللہ کی قدرت کے نمونے ہیں۔

(الشوریٰ۔سورہ نمبر 42۔آیت نمبر 33۔پارہ نمبر 25)

If He wishes He stills the wind so that they keep still upon sea surface surely; herein are signs for every disciplined and grateful person (heart).

ترجمہ۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری دیتی ہیں

تا کہ تم کو اپنی رحمت کے مزے چکھائے اور تا کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تا کہ تم اسکے فضل سے (روزی) طلب کرو عجب نہیں کہ تم شکر کرو۔

(الروم۔سورہ نمبر 30۔آیت نمبر 46۔پارہ نمبر 21)

And of His signs is this ; He sends herald winds to make you taste His mercy, and that the ships may sail at His command, and that you may seek His fovor, and that haply you may be thankful.

ترجمہ۔ جتنی بھی چیزیں ہیں سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں، ہم ہر چیز کو اسکے مقررہ اندازے سے اتارتے ہیں۔ہم بوجھل کرنے والی ہوائیں چلا کر پھر آسمان سے پانی برسا کر تمھیں وہ پلاتے ہیں۔تم کچھ اسکے ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو۔

(حجر۔سورہ نمبر 15۔ایت نمبر 22۔پارہ نمبر 14-13)

ہوائوں کے گونا گوں رنگ ھیں۔ جنکا ذکر قرآن پاک کی مختلف آیات میں ہوا ہے۔جیسا کہ

☆ کبھی یہ ہوائیں بارش سے پہلے کسی علاقے کے موسم کو خوشگوار بنا دیتی ہیں۔یہ موسم کو صرف خوشگوار ہی نہیں بناتی ہیں بلکہ بارش کے آنے کی خبر دیتی ہیں اس قسم کی ہواؤں کو قرآن پاک نے خوشخبری دینے والی ہوائیں کہا ہے۔

☆ کبھی یہ ہوائیں پانی سے لدے ہوئے بادلوں کو لاتی ہیں اور انہیں تہہ بہ تہہ کر دیتی ہیں اور انہیں پانی سے بوجھل کرتے ہوئے ان سے بارش برساتی ہیں۔ان کو مرطوب ہوئیں کہتے ہیں۔

☆ کبھی یہ ہوائیں انہی بادلوں کو اپنے دوش پر اٹھائے اسطرح سے اڑتی ہیں کہ انکا پتہ ہی نہیں چلتا کہ کدھر چلی گئیں۔

☆ کبھی یہ ہوائیں چل کر زمین میں پیداوار کی قوت پیدا کر دیتی ہیں۔

☆ کبھی یہ ہوائیں ایک قوم کے لیے عذاب بن کر نمودار ہوتی ہیں اور دوسری قوم کے لیے رحمت بن کر نمودار ہوتی ہیں۔ انہی کی گردش سے فرعون اور اسکی قوم دریا میں ڈوب مری۔ دوسری طرف انہی ہواؤں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کو وہی دریا پار کرا دیا۔

☆ کبھی یہ ہوائیں فصلوں کے رحمت بن کر آتی ہیں۔ اور فصلوں اور پھلوں کو اللہ کے حکم سے پکا کر چلی جاتی ہیں اور کبھی ان کی تندی و تیزی فصلوں اور پھلوں کو اجاڑ دیتی ہے کہ جیسے یہاں کچھ تھا ہی نہیں۔

☆ کبھی یہ خزاں زدہ پتوں کو درختوں سے اڑا لے جاتی ہیں۔ اور بپھر جائیں تو درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکتی ہیں۔

☆ کبھی یہ بہار بن باغوں میں رنگ بھر دیتی ہیں۔ درختوں کو باردار کر دیتی ہیں کہ پتے اور کونپلیں پھوٹنے لگتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

یہ وہ چند اہم باتیں تھیں جن کو قرآن پاک نے بیان کیا اور ان کے بغیر انسانی زندگی زمین پر ناممکن ہے لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی سائنس نے ان ہواؤں کے کئی اور پہلوؤں کو بیان کیا ہے جو اس سے پہلے پوشیدہ تھے اور آج انسان ان سے بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔ سائنس نے ہواؤں کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا اور ان کو مختلف نام دیئے اور دنیا میں ان کی تقسیم بیان کی اور ہر علاقے میں ان کی خصوصیات، (انسانی زندگی پر) اثرات وغیرہ معلوم کیئے۔ ان میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

☆ یہی ہوائیں اگر سمندروں میں چلیں تو جہاز اور کشتیاں رواں دواں ہو جاتی ہیں۔ اور اگر یہ سمندر میں اللہ کے حکم سے بے قابو ہو جائیں تو پھر ان کے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا جیسا کہ مختلف عرض بلدوں پر یہ ہوائیں جب بے قابو ہو جاتی ہیں تو ان کو

مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

Roaring Forties-1 بھی کہلاتی ہیں (چالیس درجے عرض بلد پر)

Fiercing Fifties-2 بھی کہلاتی ہیں اور (پچاس درجے عرض بلد پر)

Screeching Sixties-3 بھی کہلاتی ہیں (ساٹھ درجے عرض بلد پر)

اور ان عرض بلدوں پر اور خاص کر چالیس درجے جنوبی عرض بلد پر یہ ہوائیں اتنی نقصان دہ اور تباہ کن ہو جاتی ہیں کہ آجکل کے دور میں بھی بڑے بڑے بحری جہاز ان کے راستے میں آنے سے کتراتے ہیں۔

☆ کرہ ہوائی شہاب ثاقب کو زمین پر براہ راست گرنے سے روکتا ہے اور اسکو راستے میں ہی جلا کر ختم کر دیتا ہے۔

☆ کرہ ہوائی ہی کی وجہ سے ہوائی جہاز، ریڈیو، ٹی وی، موبائل فون وغیرہ انسانی زندگی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

☆ سائنس نے بھی ہواؤں کو ان کے چلنے کی خصوصیت کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

الف۔ ہوائیں یا winds۔ اگر ہوا (Air) سطح زمین کے ساتھ افقی چلنے لگے تو اس کو ہوا یا Wind کہتے ہیں۔

ب۔ روئیں یا Current۔ اگر ہوا عموداً چل رہی ہو تو اس کو فضائی رو یا Current کہتے ہیں۔

فضائی رو کی بھی دو اقسام ہیں۔

A۔ میکانکی فضائی روئیں Mechanical Currents یعنی وہ روئیں جو کسی پہاڑ کے سامنے والی سمت سے ٹکرا کر اوپر اٹھتی ہیں اور پہاڑ کی دوسری جانب نیچے اترتی ہیں۔ اس قسم کی ہواؤں سے پہاڑی بارش ہوتی ہے۔

B۔ تھرمل فضائی رو Thermal Currents اس قسم کی ہوائیں وہاں پیدا

ہوتی ہیں جہاں کسی جگہ کا درجہ حرارت بڑھ جائے تو یہ ہوائیں گرم ہو کر پھیلتی ہیں اور اوپر کی جانب اٹھتی ہیں اور بالائی طبقات میں پہنچ کر ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور پھر نیچے اترتی ہیں۔ اس قسم کی ہواؤں سے ایصالی بارش ہوتی ہے۔ ہواؤں کا اس طرح سے اوپر اٹھنے۔ بادلوں کو پھیلانے وغیرہ کا ذکر قرآن پاک میں کئی آیات میں آیا ہے۔

یعنی ہوائیں ہر دیس میں ہر رنگ میں اللہ تعالیٰ کی حکمت، قدرت، رحمت، ربوبیت کا پتہ دیتی ہیں۔ ابن جریر میں بہ سند ضعیف ایک حدیث مروی ہے کہ جنوبی ہوا جنتی ہے اس میں لوگوں کے لیے منافع ہیں اور اسی کا ذکر کتاب اللہ میں ہے۔ مسند حمیدی کی حدیث میں ہے کہ ہواؤں کے سات سال بعد اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ہوا پیدا کی جو ایک دروازے سے رکی ہوئی ہے اسی بند دروازے سے تمہیں ہوا پہنچتی رہتی ہے اگر وہ کھل جائے تو زمین و آسمان کی تمام چیزیں الٹ پلٹ ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکا نام "اذیب" ہے تم اسے جنوبی ہوا کہتے ہو۔

انسان نے بھی ہواؤں کا بغور مطالعہ کیا ہے اس کی مختلف اقسام معلوم کی ہیں اور ان کے مختلف نام رکھے ہیں ان میں سے ہر ہوا کے اپنے اپنے اثرات ہیں جو انسانی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔

ہوائوں کی بڑی بڑی اقسام درج ذیل ھیں

ا۔ مستقل ھوائیں (Permanent Winds) یعنی وہ ہوائیں جو سارا سال ایک ہی سمت میں چلتی رہتی ہیں۔ ان ہواؤں کی تین اقسام ہیں جو مختلف علاقوں میں سارا سال مستقل طور پر ایک ہی سمت میں چلتی رہتی ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

الف۔ تجارتی ھوائیں (Trade Winds) یہ ہوائیں خط استوا کے قریب چلتی ہیں۔ یہ ہوائیں صحرا ساز ہواؤں کے نام سے بھی مشہور ہیں کیونکہ

براعظموں کے مغربی کناروں پر موجود دنیا کے بڑے بڑے صحرا انہی ہواؤں کی وجہ سے بنے ہیں مثلاً براعظم افریقہ میں صحرائے اعظم اور براعظم ایشیا میں راجپوتانہ کا صحرا وغیرہ۔ جبکہ یہ ہوائیں براعظموں کے مشرقی کناروں پر خوب بارش برساتی ہیں۔

ب۔ مغربی ھوائیں (Westerlies) یہ ہوائیں 35 سے 40 عرض بلد سے لیکر 66 درجے شمالی جنوبی عرض بلد تک کے درمیان چلتی ہیں۔ جنوبی نصف کرے میں چالیس درجے عرض بلد پر کوئی زمینی رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے کافی خطرناک ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ان ہواؤں کو یہاں جرار یا گرجدار ہوائیں یا Roaring forties بھی کہتے ہیں۔

ج۔ قطبی ھوائیں (Polar Winds) یہ ہوائیں قطبین کے علاقوں چلتی ہیں۔

۲۔ موسمی ھوائیں (Periodical Winds or Monsoons) یعنی وہ ہوائی جو موسموں کے تبدیل ہونے کی وجہ سے چلتی ہیں۔ ان ہواؤں کا رخ موسموں کے تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ مون سون ہوئیں زیادہ تر منطقہ حارہ میں جنوب مشرقی ایشیا، آسٹریلیا کے شمال مغربی ساحل، وسطی امریکہ، جنوبی افریقہ کے مشرقی ساحلی علاقوں میں چلتی ہیں۔ لیکن ان ہواؤں کا زیادہ تر زور جنوب مشرقی ایشیا میں ہوتا ہے۔ اور اس علاقے کی زراعت، صنعت، آبی ذخائر، جنگلات کی ترقی میں اور لوگوں کی خوشحالی میں ان ہواؤں کا کردار بہت اہم ہے۔ ان ہواؤں کی درج ذیل دو اقسام ہیں۔

الف۔ موسم گرما کی مون سون ہوائیں

ب۔ موسم سرما کی مون سون ہوائیں

۳۔ متغیرہ ھوائیں (Variable Winds)

یہ ہوائیں ہر وقت اپنا رخ تبدیل کرتی رہتی ہیں۔ اس لیئے ان کو متغیرہ

ہوائیں کہتے ہیں۔ان ہواؤں کی درج ذیل دواقسام ہیں۔

الف۔گردباد (Cyclone)

ب۔منقلب گردباد (Anti-Cyclone)

ج،ٹارنیڈوز

۴۔مقامی ہوائیں (Local Winds) وہ ہوائیں جو دنیا کے کسی بھی علاقے میں مقامی طور پر چلتی ہیں اور انکے اثرات مقامی طور پر محسوس کیئے جاتے ہیں۔ان کی دو بڑی اقسام ہیں۔

الف۔ موسم گرما کی مقامی ہوائیں

خمس (مصر)، سلانو (سپین)، بادسموم (صحرائے عرب)، ہرمتان (صحرائے اعظم سے سوڈان کی طرف)، چنوک (یوایس اے)، سراکو (صحرائے اعظم سے بحیرہ روم کے شمالی علاقے)، فان (یورپ میں کوہ ایلپس)۔

ب۔ موسم سرما کی مقامی ہوائیں

بورا (ناروے)، بلزرڈ (یو۔ایس۔اے)، پونا (کوہ اینڈیز پیرو)، مسٹرال (جنوبی فرانس)

ج۔ نسیم بری اور نسیم بحری (یہ ہوائیں ساحلی علاقوں میں دن اور رات کے درجہ حرارت کے فرق کی وجہ سے چلتی ہیں)۔اوران کے مقامی سطح پر اپنے اثرات ہیں ؎

باب نمبر12 بارش Rain

بارش الله کے حکم سے هوتی هے

ترجمہ = کیاتم نہیں دیکھتے کہ اللہ آسمان سے بارش برساتا ہے تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔بے شک اللہ مہربان اور خبردار ہے۔

(الحج۔سورہ نمبر22۔آیت نمبر63۔پارہ نمبر17)

See you not how Allah sends down water from the sky and then the earth become verdant upon the morrow? Indeed Allah is subtile, Aware.

ترجمہ = اور اللہ ہی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا۔بے شک اس میں سننے والوں کے لیئے نشانی ہے۔

(النحل۔سورہ نمبر16۔آیت نمبر65)

ترجمہ = آسمان کی قسم جو بارش برساتا ہے۔

(الطارق۔سورہ نمبر86۔آیت نمبر11۔پارہ نمبر30)

By the heaven which gives the returning rain.

ترجمہ = اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے زمین کو اسکے مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان سے اکثر نہیں سمجھتے۔

(العنکبوت۔سورہ نمبر29۔آیت نمبر63)

And if you were to ask them ; who causes water to come down from the sky, and therewith revives the earth after its death ? they would

say; Allah. Say praise be to Allah; But most of them have no sense.

ترجمہ = کیاتم نے اس کو بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نازل کرتے ہیں۔

(الواقعہ۔سورہ نمبر 69۔آیت نمبر 56)

Is it you who pour it down from the rain cloud,or are We the shedder ?

ترجمہ = کیاتم نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمان سے پانی نازل کرتا پھراس کو زمین میں چشمے بنا کر جاری کرتا پھراس سے کھیتی اگاتا ہے۔

(الزمر(جزو)سورہ نمبر 39۔آیت نمبر 21۔پارہ نمبر 23.24)

Had you not seen how Allah has sent down water from the sky and has caused it to penetrate the earth as water springs, and afterward thereby produced crops ....

ترجمہ = بے شک ہم ہی نے پانی برسایا۔

(عبس۔سورہ نمبر 80۔آیت نمبر 25۔پارہ نمبر 30)

How We pour water in showers.

ترجمہ = اور آسمان سے برکت والا پانی اتارااوراس سے باغ گلستان اگائے اور کھیتی کا اناج۔ (ق۔سورہ نمبر 50۔آیت نمبر 25)

And We send down from the sky blessed water whereby We give growth to gardens and the grains of crops .

ترجمہ = اور وہی تو ہے جو آسمان سے بارش برساتا ہے۔

(الانعام۔سورہ نمبر 6۔آیت نمبر 99۔جزو۔)

بارش سے پہلے کی کیفیت ـــ

ترجمہ = یقین مانناکہ وہ بارش کے برسنے سے پہلے ناامید ہورہے تھے۔

(الروم۔سورہ نمبر 30۔آیت نمبر 49)

Though before that, even before it was sent down upon, they were in despair.

ترجمہ = اور وہی تو ہے جو لوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد بارش برساتا اور اپنی رحمت (یعنی بارش کی برکت) کو پھیلا دیتا ہے اور کارساز (اور) تعریف کے لائق ہے۔ (الشوری۔سورہ نمبر 28۔آیت نمبر 42)

And He it is who sends down the rain after they have lost the hope, and spreads out His mercy. He is the protecting friend, the praiseworthy.

بارش برسانے سے پہلے بارش کی خوشخبری دینے والی ہوائیں

ترجمہ = وہ ہی ہے جو باران رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے۔ اور ہم آسمان سے پاک پانی برساتے ہیں تاکہ اسکے ذریعے سے مردہ زمین شہر کو زندہ کردیں اور اسے ہم اپنی مختلف مخلوقات میں سے بہت سے چوپایوں اور انسانوں کو پلاتے ہیں۔(الفرقان۔سورہ 26۔آیت 48.49۔پارہ نمبر 19)

بارش برسانے کا عمل قران کی روشنی میں۔

ترجمہ = خداہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر خدا اسکو جسطرح چاہتا ہے آسمان مین پھیلا دیتا ہے اور تہہ بہ تہہ کردیتا ہے پھرتم دیکھتے ہو کہ اس کے اندر سے قطرے نکلتے ہیں پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے

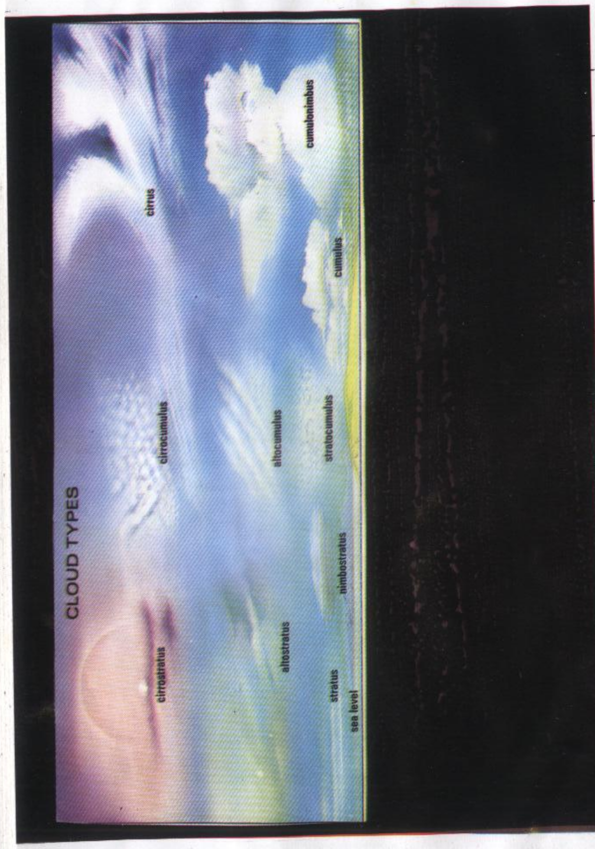

اسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

(الروم۔سورہ 30۔آیت نمبر 48 (جزو))

......And you see the rain downpouring from within them,and when He makes it to fall on whom He will of His bondmen,they erjoice.

اس آیت میں بارش برسنے کے مختلف مرحلوں کا ذکر ہے

پہلا مرحلہ ۔ہواؤں کا چلنا۔سمندروں کی سطح پر جھاگ کے ذریئے لاتعداد ہوا کے بلبلے مسلسل بنتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں اس طرح پانی کے ذرات اوپر آسمان کی جانب اچھلتے ہیں۔یہ ذرات جو نمک کی کافی مقدار اپنے اندر رکھتے ہیں ہوا کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں (ان ذرات کو Aerosols) کہتے ہیں اور یہ آبی پھندے water traps کا کام کرتے ہیں اور خود کو آبی بخارات کے گرد جمع کر کے بادل کے ٹکڑے بناتے ہیں اور فضا میں اوپر اٹھتے چلے جاتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ ۔بادلوں کا ابھرنا۔پھیلنا (جس طرف اللہ چاہے اس طرف چلے جانا) اور تہہ در تہہ ہونا۔بادل ہوا میں موجود نمکیاتی قلموں salt crystals کے گرد آبی بخارات کے کثیف ہونے یا ہوا میں موجود گرد کے ذرات سے بنتے ہیں چونکہ یہ قطرے انتہائی چھوٹے (0.01 سے 0.02 ملی میٹر) ہوتے ہیں۔اس لیئے یہ بادل ہوا میں معلق ہو جاتے ہیں اور آسمان پر پھیل جاتے ہیں (جدھر اللہ کا حکم ہوتا ہے) اس طرح آسمان بادلوں سے ڈھک جاتا ہے۔

ترجمہ =اور گھنے بادلوں سے موسلا دھار بارش نازل کی۔

(النباء۔سورہ نمبر 78 ۔آیت نمبر 14)

And have sent down from the rainy clouds abundant water.

ترجمہ =اور ہم ہی ہوائیں چلاتے ہیں (جو بادلوں کے پانی سے) بھری ہوئی (ہوتی ہیں)اور ہم آسمان سے بارش برساتے ہیں اور ہم ہی تم کو اسکا پانی پلاتے ہیں اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے ۔(حجر ۔سورہ 15 ۔آیت نمبر 22 ۔پارہ 13.14)

And WE sends the winds fertilizing, and cause water to descend from the sky, and give it to drink.It is not you.Who store it it up.

ترجمہ = کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے ۔پھر ان کو تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے ۔پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے بارش نکل (کر برس)رہی ہے ۔اور آسمان میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہیں ان سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس کو برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے ۔

(النور ۔(جزو)۔سورہ نمبر 24 ۔آیت نمبر 43 ۔پارہ نمبر 18)

Had you not seen how Allah (drives along) the clouds,then amasses them togather, next piles them into layers, and you see the rain come forth from between them; He sends down from the heaven mountains wherein is hail, and smites therewith whom He wishes, and averts it from whom He wills.

ترجمہ = یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم اس کو خشک سر زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں ۔پھر بادل سے بارش برساتے ہیں اور بارش سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں ۔

(الاعراف ۔جزو ۔سورہ نمبر 7 ۔آیت نمبر 57 ۔پارہ نمبر 8.9)

......Till, when they bear a cloud heavy (with rain), WE drive it to a dead countryside, and then cause water to descend theron, and thereby bring forth fruits for everykind.

ترجمہ = اور برسنے والے بادلوں سے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا تا کہ اس سے ہم اناج اور سبزہ اگائیں اور گھنے باغ بھی۔ (سورہ نباء۔ پارہ نمبر 78۔ پارہ 30)

بادلوں کی اقسام اور ان کے بننے کے عمل اور بارش برسانے کے عمل کو اب سائنس جس انداز میں سمجھی ہے وہ اس قرآنی آیات سے ملتی جلتی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ سائنس کے مطابق کیوملونمبس Cumulonimbus (بارش برسانے والے بادلوں کی ایک قسم) بارش والے بادل ہیں۔

بادل کی تشکیل کے مراحل مندرجہ ذیل ھیں۔

1۔ پہلے مرحلے میں ہوا کے ذریعے بادل ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں اس لیئے اس مرحلے کو Being drivrn along کا نام دیا گیا ہے۔

2۔ دوسرے مرحلے میں چھوٹے بادل cumulus clouds ہوا میں اڑتے ہوئے آپس میں ملتے جاتے ہیں اور بادلوں کے بڑے ٹکڑے بناتے ہیں۔

3۔ تیسرے مرحلے میں یہ بادل مزید اوپر کی جانب بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں بادلوں کے سروں کے مقابلے میں اندر کی جانب اوپر بڑھنے کی رفتار زیادہ ہوتی ہے اس وجہ سے بادل عمودی طور پر بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں اور ایسا لگتا ہے جیسے بادلوں کا ڈھیر پڑا ہو۔ بادلوں کا یہ عمودی پھیلاؤ انہیں فضا کے نسبتاً ٹھنڈے حصے میں لے جاتا ہے جہاں بارش کے قطرے اور اولے بنتے ہیں اور بڑے ہوتے رہتے ہیں جب یہ اتنے بڑے ہو جاتے ہیں کہ انہیں ہوا نہیں اٹھا سکتی تو یہ زمین پر بارش یا اولوں کی شکل میں گرنے لگتے ہیں۔

بارش / پانی کی مقررہ مقدار

ترجمہ = اور ہم نے ہی آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی نازل کیا۔ پھر اسکو زمین میں ٹھہرا دیا۔ ہم اسکے ختم کر دینے پر قادر ہیں۔

(المومنون۔ سورہ 23۔ آیت نمبر 18۔ پارہ نمبر 19)

And We send down from the sky water in due measure,and We let it trickle into the earth,and We are able to make it disappear.

ترجمہ = اور جس نے اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اس سے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم (زمین سے) نکالے جاؤ گے

(الزخرف۔ سورہ نمبر 43۔ آیت نمبر 11۔ پارہ نمبر 25)

And Who sends down water from the sky in (due) measure, and We revive a dead countryside therewith. Even so will you be brought forth..

قدرت کا ایک نظارہ یہ بھی ہے کہ ابر اٹھتا ہے گرجتا ہے لیکن جہاں اللہ چاہتا ہے وہیں برستا ہے اس میں حجت اور حکمت ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق صرف ایک سیکنڈ میں زمین سے تقریباً 16 ملین ٹن پانی بخارات کی صورت میں اوپر چلا جاتا ہے۔ یہ مقدار ایک سال میں تقریباً 513 ٹریلین ٹن ہو جاتی ہے اور یہ مقدار زمین پر ایک سال میں ہونے والی بارش کے برابر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی مقررہ پیمانے پر ایک چکر (water cycle) کی صورت میں مسلسل گردش کرتا رہتا ہے۔ اور زمین پر زندگی کا انحصار پانی کے اسی چکر پر ہے۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں ہر سال بارش برابر برستی ہے۔ہاں تقسیم اللہ کے ہاتھ ہے۔حکم بن عینیہ سے بھی یہی قول مروی ہے ۔ کہتے ہیں کہ بارش کے ساتھ اس قدر فرشتے اترتے ہیں جنکی گنتی کل انسانوں اور جنات سے زیادہ ہوتی ہے وہ ایک ایک قطرے کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ کہاں برسا اور اس سے کیا اگا۔(بزار میں ہے کہ اللہ کہ کے پاس خزانے کیا ہیں؟صرف کلام ہے جب کہا ہو جا ہو گیا۔(اسکا ایک راوی قوی نہیں ہے)۔

بارش اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد

ترجمہ=اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے بارش نازل کی۔پھر اس سے تمھارے کھانے کے لیئے پھل پیدا کیے۔اور کشتیوں (او جہازوں) کو تمھارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اسکے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمھارے زیر فرمان کیا۔(ابراہیم۔سورہ نمبر14۔آیت نمبر32۔پارہ13)

Allah is HE who created the heavens and the earth,and causes water to descend from the sky,thereby producing fruits as food for you,and makes the ship to be of service to you, that they may run upon the sea at his command,and has made of service to you the rivers.

ترجمہ= وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لیئے زمین کو فرش بنایا۔اور اس میں تمھارے لیئے رستے بتائے اور آسمان سے پانی برسایا۔پھر اس سے انواع واقسام کی مختلف پیداواریں پیدا کیں۔

(طہ۔سورہ نمبر20۔آیت نمبر53۔پارہ نمبر16)

Who has made the earth spread out as bed and

has enabled you to go aboutttherein by roads and has sent down water from the sky and thereby We have brought forth diverse pairs of vegetation,each seperate from another.

ترجمہ= بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور (کس نے) تمھارے لیئے آسمانسے پانی برسایا۔(ہم نے) پھر ہم نے اس سے سر سبز باغ اگائے تمھارا کام تو نہ تھا کہ تم ان درختوں کو اگاتے تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ راستے سے الگ ہو رہے ہیں۔

(النمل۔سورہ نمبر27۔آیت نمبر60۔پارہ نمبر19.20)

Is not HE (best) who created the heavens and the earth, and sends down for you water from the sky wherewith we cause to spring forth joyous orchards, whose trees it never has been yours to cause to grow. Is there any god besides Allah ? No but they are folk who ascribe equal (to Him).

ترجمہ=بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) مین جو دریا میں لوگوں کے فائدے کے لیئے رواں ہیں اور بارش میں جس کو اللہ نازل کرتا ہے اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لیئے اللہ کی قدرت (کی) نشانیاں ہیں۔

(البقرہ۔سورہ نمبر2۔آیت نمبر164۔پارہ نمبر 1.2.3)

In the creation of the heaven and the earth, and the differences of night and day, and the ships which run upon the sea with that wihch is of use to men, and the water which Allah sends down from the sky, thereby reviving the earth after its death,and dispersing all kinds of beaststherein, and (in) the ordinance of the winda, and the clouds obedient between heaven and earth, are signs (of Allah's sovereignty) for people who have sense.

ترجمہ= اور آسمان سے برکت والا پانی برسایا اور اس سے باغ و گلستان اگائے اور کھیتی کا اناج۔(ق۔سورہ نمبر50۔آیت نمبر9۔پارہ نمبر26)۔

And WE send down from the sky blessed water where by We give growth to gardens and the grains of crops,(to be harvested).

ترجمہ= اور ہم ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر (اس سے) اس میں ہر قسم کی نفیس چیز اگائیں۔ (لقمان۔سورہ نمبر10۔آیت نمبر31۔پارہ نمبر21)

ترجمہ= اور وہی ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لیئے بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔(الرعد۔سورہ نمبر12۔آیت نمبر13۔پارہ نمبر)

He it is who shows you the lightening ,to inspire both a

fear and expectation and rises the heavy clouds.

ترجمہ =۔(اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے) اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر کے بینائی کو اچک لیئے جاتی ہے۔

(النور۔جزو۔سورہ نمبر43۔آیت نمبر24۔پارہ نمبر18)

The flashing of His lightning almost snatches away the eye sight.

ترجمہ = اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم کو خوف اور امید دلانے کے لیئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے بارش برساتا ہے پھر مردہ زمین کو زندہ (سرسبز و شاداب) کر دیتا ہے عقل والوں کے لیئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

(الروم۔سورہ نمبر24۔آیت نمبر30۔پارہ نمبر21)

And of His wonders in this ; He displays you the lightening for afear and for a hope ,and sends down water from the skies,and thereby giving life to the earth after it had life loss.Herein indeed are messages for who understand.

ترجمہ =اور گرج اور فرشتے سب اس کے خوف سے اسکی حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں ۔اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے۔

(الرعد۔سورہ نمبر13۔آیت نمبر13۔پارہ نمبر13)

The thunder hymns His praise and (so do) the angels standin awe of Him. He launches (strikes) the thunder bolts and smites with them

(البقرہ۔سورہ نمبر 2۔آیت نمبر 164۔پارہ نمبر 1.2.3)

In the creation of the heaven and the earth, and the differences of night and day, and the ships which run upon the sea with that wihch is of use to men, and the water which Allah sends down from the sky, thereby reviving the earth after its death,and dispersing all kinds of beaststherein, and (in) the ordinance of the winda, and the clouds obedient between heaven and earth, are signs (of Allah's sovereignty) for people who have sense.

ترجمہ= اور آسمان سے برکت والا پانی برسایا اور اس سے باغ و گلستان اگائے اور کھیتی کا اناج۔(ق۔سورہ نمبر 50۔آیت نمبر 9۔پارہ نمبر 26)

And WE send down from the sky blessed water where by We give growth to gardens and the grains of crops,(to be harvested).

ترجمہ= اور ہم ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر (اس سے) اس میں ہر قسم کی نفیس چیز اگائیں۔ (لقمان۔سورہ نمبر 10۔آیت نمبر 31۔پارہ نمبر 21)

ترجمہ =اور وہی ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لیئے بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔(الرعد۔سورہ نمبر 12۔آیت نمبر 13۔پارہ نمبر)

He it is who shows you the lightening ,to inspire both a

fear and expectation and rises the heavy clouds.

ترجمہ =۔(اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے) اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر کے بینائی کو اچک لیئے جاتی ہے۔

(النور۔جزو۔سورہ نمبر 43۔آیت نمبر 24۔پارہ نمبر 18)

The flashing of His lightning almost snatches away the eye sight.

ترجمہ = اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم کو خوف اور امید دلانے کے لیئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے بارش برساتا ہے پھر مردہ زمین کو زندہ (سرسبز و شاداب) کر دیتا ہے عقل والوں کے لیئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔۔

(الروم۔سورہ نمبر 24۔آیت نمبر 30۔پارہ نمبر 21)

And of His wonders in this ; He displays you the lightening for afear and for a hope ,and sends down water from the skies,and thereby giving life to the earth after it had life loss.Herein indeed are messages for who understand.

ترجمہ =اور گرج اور فرشتے سب اس کے خوف سے اسکی حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں ۔اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے۔

(الرعد۔سورہ نمبر 13۔آیت نمبر 13۔پارہ نمبر 13)

The thunder hymns His praise and (so do) the angels standin awe of Him. He launches (strikes) the thunder bolts and smites with them

whom He wishes while they dispute (in doubt) concerning Allah, and He is stern in strategy.

بجلی کی چمک اور کڑک کے بارے میں علماء مختلف حوالوں سے لکھتے ہیں۔ ابن عباس نے ایک سائل کے جواب میں کہا تھا برق پانی ہے مسافر اسے دیکھ کر اپنی ایذا اور مشقت کے خوف سے گھبراتا ہے اور مقیم برکت ونفع کی امید پر رزق کی زیادہ لالچ کرتا ہے۔ وہی بوجھل بادلوں کو پیدا کرتا ہے جو بوجہ پانی کے بوجھ کے زمین کے قریب آ جاتے ہیں پس ان میں بوجھ کا پانی ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ کڑک بھی اسکی تسبیح وتعریف کرتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ بادل پیدا کرتا ہے جو اچھی طرح بولتے ہیں اور ہنستے ہیں (ممکن ہے بولنے سے مراد گرجنا اور ہنسنے سے مراد بجلی کا ظاہر ہونا ہو۔

سعد بن ابراہیم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بارش بھیجتا ہے

اس سے اچھی بولی اور اس سے اچھی ہنسی والا کوئی اور نہیں اسکی ہنسی بجلی ہے اور اسکی گفتگو گرج ہے۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ برق ایک فرشتہ ہے جس کے چار منہ ہیں ایک انسان جیسا۔ ایک بیل جیسا۔ ایک گدھ جیسا۔ ایک شیر جیسا وہ جب دم ہلاتا ہے تو بجلی ظاہر ہوتی ہے۔

مسند احمد کے مطابق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں

کہ تمھارا رب العزت فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری پوری اطاعت کرتے تو راتوں کو بارش برساتا اور دن کو سورج چڑھاتا اور انہیں گرج کی آواز تک نہ سناتا۔ طبرانی میں ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ گرج سن کر اللہ کا ذکر کرو کیونکہ ذکر کرنے والوں پر کڑاکا نہیں گرتا۔ وہ بجلی بھیجتا ہے جس پر چاہے اس پر گراتا ہے۔ اس لیئے آخر زمانے میں بکثرت بجلیاں گریں گی۔ مسند کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب بجلی بکثرت گرے گی یہاں تک کہ ایک شخص اپنی قوم سے آکر پوچھے گا کہ صبح

کس پر بجلی گری۔ وہ کہیں گے فلاں فلاں پر۔

"حضرت سعید بن میسبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے (بارش کا پانی) اسے پاک اتارا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

حضرت ابو سعید خذری فرماتے ہیں عبدالملک بن مروان کے دربار میں ایک مرتبہ پانی کا ذکر چھڑا تو خالد بن یزید نے کہا کہ بعض پانی آسمان کے ہوتے ہیں بعض پانی وہ ہوتے ہیں جسے بادل سمندر سے پیتا ہے اور اسے گرج اور کڑک اور بجلی میٹھا کر دیتی ہے لیکن اس سے زمین میں پیداوار نہیں ہوتی۔ ہاں آسمانی پانی سے پیداوار اگتی ہے۔

عکرمہؒ فرماتے ہیں آسمان کے پانی کے ہر قطرے سے چارہ گھاس وغیرہ پیدا ہوتا ہے یا سمندر میں لولو اور موتی پیدا ہوتے ہیں یعنی زمین میں گیہوں اور سمندر میں موتی۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں ہر سال بارش برابر برستی ہے۔ ہاں تقسیم اللہ کے ہاتھ میں ہے پھر آپ نے سورہ حجر کی آیت نمبر 22 تلاوت فرمائی۔ حکم بن عینیہ سے بھی یہی قول مروی ہے۔ کہتے ہیں بارش کے ساتھ اتنے فرشتے اترتے ہیں جن کی گنتی کل انسان اور جنات سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایک ایک قطرے کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ کہاں برسا اور اس سے کیا اگا۔ بزار میں ہے کہ اللہ کے پاس خزانے ہیں؟ صرف کلام ہے جب کہا ہو جا ہو گیا۔ اس کا ایک راوی قوی نہیں ہے۔

ایک مرسل حدیث ابن حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ میں بادل کی نسبت کچھ پوچھنا چاہتا ہوں حضرت جبرئیل علیہ الاسلام نے فرمایا بادلوں پر جو فرشتہ مقرر ہے وہ یہ ہے آپ ان سے جو چاہیں دریافت کر لیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تو اللہ کا حکم آتا ہے کہ فلاں فلاں شہر میں اتنے اتنے قطرے برساؤ ہم تعمیل ارشاد کر دیتے ہیں۔

بارش جیسی نعمت کے وقت اکثر لوگوں کے کفر کا طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسائی گئی۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ بارش برس چکنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! جانتے ہو تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جاننے والا ہے۔ آپ نے فرمایا سنو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے بہت سے میرے ساتھ مومن ہو گئے اور بہت سے کافر ہو گئے۔ جنہوں نے کہا کہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ بارش ہم پر برس رہی ہے وہ تو میرے ساتھ ایمان رکھنے والے اور ستاروں سے کفر کرنے والے ہوئے اور جنھوں نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں تارے کے اثر سے پانی برسایا گیا تو انہوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور تاروں پر ایمان لائے

مصنوعی بارش = مصنوی بارش کے تجربات کی ابتداء ڈاکٹر رونگ لینگ موٹر (نوبل انعام یافتہ) اور ڈاکٹر ونسٹ شیفر کی کوششوں سے ہوئی۔ 1946 میں ڈاکٹر شیفر ایک بکس میں برف کے ٹکڑے بھر کر ہوائی جہاز میں بادلوں تک پہنچے (خشک برف سے مراد کاربن ڈائی آکسائیڈ ہے جو بے حد سرد ہوتی ہے) بادلوں بادلوں میں پہنچ کر انہوں برف کے ٹکڑے باہر گرائے تو بارش ہو گئی لیکن یہ طریقہ بہت مہنگا ہے اسطرح سلور آیوڈائیڈ کو بارش کے لیئے موزوں قرار دیا گیا ہے اسے ہوائی جہاز کے ذریعے چھڑ کنے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ کسی بھی جگہ جہاں ہوا عمودی سمت میں چل رہی ہو وہاں اسے بخارات کی شکل میں منتشر کر دیا جاتا ہے۔ اسکے ننھے ننھے ذرات آن کی آن میں بادلوں تک پہنچ جاتے ہیں اور بارش برسا دیتے ہیں۔

یوں انسان نے اللہ تعالیٰ کی ایک اور نعمت (بارش) کے نظام کو سمجھا اور پھر اس نے مصنوعی بارش برسانے کے تجربات کیئے اور ان میں کامیاب بھی ہوا لیکن یہ کامیابی صرف تجربات کی حد تک ہی رہی کیونکہ جب تجارتی بنیادوں پر بارش برسانے پر عمل کیا گیا تو یہ بہت مہنگی پڑی۔ (پاکستان کے مختلف علاقوں میں اس کے تجربات کیے گئے)۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”کہ تم میری کون کون سی نعمتوں کو ٹھکراؤ گے“ اور انسان اب بھی اس کی نعمت (بارش) کا منتظر رہتا ہے۔

قرآن پاک میں 29 مختلف سورتوں میں بارش کا ذکر مختلف حوالوں بیان کیا گیا ہے۔ان سورتوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔الروم ۲۔الشوریٰ ۳۔ق ۴۔عبس ۵۔النحل ۶۔الحج ۷۔المومنون ۸۔الزخرف ۹۔الطارق ۱۰۔الزمر ۱۱۔الواقعہ ۱۲۔العنکبوت ۱۳۔حجر ۱۴۔النور ۱۵۔الاعراف ۱۶۔الرعد ۱۷۔لقمان ۱۸۔ابراہیم ۱۹۔طٰہٰ ۲۰۔النحل ۲۱۔النباء ۲۲۔النمل ۲۳۔فاطر ۲۴۔البقرہ ۲۵۔الانعام ۲۶۔یونس ۲۷۔الفرقان ۲۸۔ملک ۲۹۔نباء

قرآن پاک کی ان 29 سورتوں کی مختلف آیات میں بارش برسنے کے عمل کے ذریئے کئی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے یعنی۔

1۔ یہ بارش ربوبیت اور رحیم کی رحمت کی شہادت کا پتہ دیتی ہے

2۔حیات بعد الموت کے بارے میں بارش کے ذریئے یہ بات سمجھایا گیا ہے کہ بارش سے پہلے زمین مردہ ہو چکی ہوتی ہے لیکن ہم بارش برسا کر اس کو دوبارہ زندہ کر دیتے ہیں۔یہ شہادت ہے اس بات کی کہ اسی طرح ہم انسانوں کو بھی دوبارہ مرنے کے بعد زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

3۔توحید پر استدلال یہ ہے کہ جب آسمان سے اترنے والی بارش زمین کو زندگی اور روئیدگی بخشتی ہے تو ہم یہ کسطرح یقین کریں کہ زمین اور آسمان کے دیوتا الگ الگ ہیں۔اگر خدائیاں الگ الگ ہوتیں تو اس کارخانہ کائنات میں اسی حیرت انگیز کا سازی کس طرح پیدا ہوتی کہ آسمان سے پانی برستا اور زمین اسکی بدولت اپنے تمام خزانے اگل دیتی اور پھر ہر کوئی اس سے فائدہ اٹھاتا نیز اگر خدائی الگ الگ ہے تو ان کے درمیان ربط و تعلق کون پیدا کرتا ہے۔الگ الگ دیوتاؤں کی باتیں زمانہ جاہلیت کی باتیں ہیں جب انسان خدا کی تلاش میں ہر دیو پیکر اور نئی نظر آنے والی چیز کو دیوتا کا نام دے کر اسکی پوجا شروع کر دیتا ہے جسکی خدا تعالیٰ کے پیغمبروں نے

مختلف اوقات میں نفی کی اور ایک خدا کی طرف مائل کرنے کی بات کی۔

مندرجہ بالا سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے کرشموں میں سے ایک بارش کا ذکر کیا ہے اور اس پورے منظر کی عکس بندی کی ہے کہ کس طرح بارش ہوتی ہے وہ کچھ اسطرح ہے

کہ بارش سے پہلے اللہ تعالیٰ خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے اور ان ہوائیں میں بہت سی خصوصیات ہوتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ان میں سے بعض ہوائیں بادلوں کو پراگندہ کر دیتی ہیں

2۔بعض ہوائیں بادلوں اٹھاتی ہیں اور ادھر ادھر لے کر چلتی ہیں

3۔ایک ہوا وہ ہوتی ہے جو بادلوں کو جمع کر کے تہہ در تہہ کر دیتی ہے

4۔بعض ہوائیں نمی سے بھیگی ہوئی ہوتی ہیں جو لوگوں کو باران رحمت کا پتہ دیتی ہیں

5۔بعض ہوائیں اس سے پہلے زمین کو تیار کر دیتی ہیں یعنی زمین میں پیداوار کی قوت پیدا کر دیتی ہیں۔

6۔بعض بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں اور انہیں اتنا بوجھل کر دیتی ہیں کہ وہ زمین کے بہت قریب آجاتے ہیں اور یہی بادل بارش برسانے والے ہوتے ہیں۔

یہ بارش برسے کا عمل قرآن میں بیان ہوا ہے جو بالکل وہی ہے جسکو

سائینس نے اپنی زبان میں کچھ اسطرح سے بیان کیا ہے اس میں ایک مشہور ماہر موسمیات نے بارش کے عمل کو مندرجہ ذیل چار مراحل میں بیان کیا ہے۔ان میں بھی ہوائیں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

1۔ہواؤں کا عمودی اٹھنا اور آبی بخارات کا خاکی ذرات کے گرد جمع ہونا

2۔سیر شدہ ہوا کا مسلسل بلند ہونا۔بادل کا بننا۔اور بادلوں کے ذرات کا اس کے گرد جمع ہونا۔

3۔ بلندی پر درجہ حرارت کا گرنا۔ ہوا کا کثیف ہونا اور بارش کے قطروں کا آپس میں جڑنا۔

4۔ بارش کے ٹکڑوں کا آپس میں ٹکرانا، ان میں بجلی بننا (electric charge) اور بالآخر قطروں کا بارش کی صورت میں زمین پر گرنا۔

باب نمبر 13 سمندر Ocean

ترجمہ۔ اور دونوں (دریا مل) کر یکساں نہیں ہو جاتے۔ یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا جس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے کڑوا۔ اور سب سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی چلی آتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو۔
(سورہ فاطر۔ سورہ نمبر 35۔ آیت نمبر 12)

ترجمہ۔ اور وہ یہ تو ہے جس نے دو سمندروں کو ملا دیا ہے۔ ایک کا پانی شیریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا اور دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط اوٹ بنا دی۔ (الفرقان۔ سورہ نمبر 25۔ آیت نمبر 53)

ترجمہ۔ بھلا کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے بیچ میں نہریں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی۔ (یہ سب کچھ اللہ نے بنایا) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے۔ (سورہ النمل۔ سورہ نمبر 27۔ آیت نمبر 61)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ سمندروں میں اپنی بے پناہ نشانیوں کا ذکر فرما رہا ہے۔ ان نشانیوں میں چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے۔

1۔ دریا اور سمندر میں سفر کرتے ہوئے دیکھو کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خزانے چھپا رکھے ہیں۔ اور اللہ کا شکر بجا لاؤ۔

2۔ سمندر انسان کے لیے روزگار کا وسیلہ ہیں (تجارت اور سیر و سیاحت کے ذریعے)

3۔ سمندروں میں خوراک کے بے پناہ ذخیرے ہیں مثلاً مچھلی وغیرہ

4۔ سمندروں میں معدنیات کے بے پناہ خزانے ہیں۔

5۔ سمندری نباتات اور حیوانات سے ادویات بنائے اور دیگر فوائد حاصل کرے۔

6۔ سمندروں میں اپنے ماضی کو تلاش کرے اور اس سے سبق حاصل کرے

8۔سمندروں میں ہونے والی (مختلف ادوار) میں تبدیلیوں پر غور کرے اور آنے والے وقت میں ان نظر رکھتے ہوئے ان سے فائدے حاصل کرے۔

9۔سمندروں میں چلنے والی ہواؤں، بحری رووں اور مدوجزر کے رازوں کو سمجھے اور ان سے فائدے حاصل کرے۔

10۔سمندروں میں سفر کرتے ہوئے نئی دنیا کو تلاش کرے۔

دُو دریاوں میں آڑ یا پردے

ترجمہ = اسی نے دو دریا رواں کیئے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) بڑھ نہیں سکتے۔

(الرحمن 55- آیت نمبر 19.20۔ پارہ نمبر 20)

ترجمہ = اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل ہیں۔ (النمل)

دو دریاؤں میں اوٹ = یہ کیفیت ہر اس جگہ نمایاں ہوتی ہے جہاں کوئی بڑا دریا سمندر میں گرتا ہے۔ اس کے علاوہ خود سمندر میں بھی مختلف مقامات پر میٹھے پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں۔ جنکا پانی سمندر کے نہایت تلخ پانی کے درمیان بھی اپنی میٹھاس پر قائم رہتا ہے۔

ترکی کے امیرالبحر سیدی علی رئیس (کاتب رومی) اپنی کتاب (مرآۃ الممالک۔ جو 16 ویں صدی کی تصنیف ہے)۔ میں خلیج فارس کے اندر ایسے ہی ایک مقام کی نشاندہی کرتا ہے اس نے لکھا ہے کہ وہاں آب شور کے نیچے آب شیریں کے چشمے ہیں جن سے میں خود اپنے بیڑے کے لیئے پانی حاصل کرتا رہا ہوں۔ موجودہ دور میں سعودی عرب میں امریکن کمپنی بھی تیل کی تلاش کے دوران خلیج فارس کے انہی چشموں سے پانی حاصل کرتی رہی ہے۔

بحرین کے قریب بھی سمندر کی تہہ میں آب شیریں کے چشمے ہیں جن سے لوگ کچھ مدت پہلے تک پینے کا پانی حاصل کرتے رہے ہیں۔

تفسیر عثمانی میں سورہ الفرقان کی آیت نمبر 53 تشریح کے دوران مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔ ''بیان القران'' میں دو معتبر بنگالی علمائنے شہادت دی ہے کہ ارکان سے چاٹگام تک دریا کی یہ شان ہے کہ اسکی دونوں جانبین بالکل الگ الگ نوعیت کے دو دریا نظر آتے ہیں ایک کا پانی سفید ہے ایک کا سیاہ۔ سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم اور تموج ہوتا ہے اور سفید بالکل ساکن رہتا ہے۔ کشتی سفید میں چلتی ہے

۔اور دونوں کے بیچ میں ایک دھاری سی برابر چلی گئی ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ سفید پانی میٹھا ہے اور سیاہ کڑوا ہے۔اس طرح ضلع باریسال (بنگلہ دیش) میں دو ندیاں ایک ہی دریا سے نکلتی ہیں ایک کا پانی کھاری بالکل کڑوا اور ایک کا نہایت شیریں اور لذیذ ہے اسی طرح گجرات میں (ڈابھیل سملک ضلع سورت۔ بھارت) میں سمندر تقریباً دس بارہ میل کے فاصلے پر ہے ادھر کی ندیوں میں مدو جزر برابر ہوتا رہتا ہے۔مد کے وقت جب سمندر کا پانی ندی میں آ جاتا ہے تو میٹھے پانی کی سطح پر کھاری پانی بہت زور سے چڑھ جاتا ہے لیکن اس وقت بھی دونوں پانی آپس میں نہیں ملتے اوپر کھاری رہتا ہے اور نیچے میٹھا۔جزر کے وقت اوپر سے کھاری پانی اتر جاتا ہے اور میٹھا جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے۔

بدر جالندھری نے اپنی کتاب ''افضل الاخلاق''
میں عجیب باتیں کے عنوان سے لکھا ہے کہ امریکہ میں ایک ایسا کنواں بھی ہے جس میں دو قسم کا پانی ملتا ہے۔اسی طرح روس کے جزیرے مکڈن کی ایک جھیل میں تین قسم کا پانی ملتا ہے۔جبکہ دریا گنگا اور جمنا کے سنگم (جہاں یہ دو دریا آپس میں ملتے ہیں یہ سنگم یوپی کے شہر الہ آباد پر ہوتا ہے)۔یہ دونوں دریا سینکڑوں میل اکھٹے چلتے ہیں ان دونوں دریاؤں ایک کانچ کی سی آڑ نظر آتی ہے اور پورے راستے ان دونوں دریاؤں کا پانی الگ الگ نظر آتا ہے۔(گنگا کا پانی ذرا نیلگوں سا ہے جبکہ جمنا کا پانی سفید زردی مائل ہے)۔

سمندروں کی یہ خاصیت کہ وہ آپس میں نہیں ملتے
قریب قریب ہونے کے باوجود۔اس خاصیت کو ماہرین بحریات
(Oceangraphers) نے حال ہی میں دریافت کیا ہے ایک طبعی طاقت
جسے سطحی تناؤ Surface Tension کہتے ہیں کی وجہ سے سمندروں کا پانی
کہتے ہیں کی وجہ سے سمندروں کا پانی آپس میں نہیں مل سکتا۔ان پانیوں کی کثافت

میں فرق کی وجہ سے سطحی تناؤ ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتا۔گویا ان کے درمیان ایک باریک دیوار تان دی گئی ہو۔بحرالکاہل اور بحیرہ روم میں اونچی لہریں طاقتور موجیں اور مدو جذر پائی جاتی ہیں۔جبل الطارق (Gibraltar) کے مقام پر بحیرہ روم کا پانی بحرالکاہل میں شامل ہوتا ہے لیکن انکا درجہ حرارت، نمکینیت، اور کثافت تبدیل نہیں ہوتے کیونکہ ان کے درمیان ایک پردہ ہوتا ہے جو انہیں علیحدہ رکھتا ہے۔

ایک فرانسیسی سائیس دان ''کوسٹو'' جس نے اس بات پر تحقیق
کرتے ہوئے ساری عمر لگا دی کہ سمندروں کے پانی آپس میں کیوں نہیں ملتے اور پھر اسی سلسلہ میں ایک تھیوری پیش کی جسے ''کوسٹو تھیوری'' کہا جاتا ہے۔لیکن جب اسے اس تھیوری کے حوالے سے قران پاک کی آیات دکھائی گئیں جو صدیوں پہلے بیان کر دی گئی تھیں۔ان کو سن کر وہ مسلمان ہو گیا۔

موتی اور مونگے (سمندری خزانے)

ترجمہ = ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔

(الرحمن۔55: آیت نمبر 22-پارہ 27)

موتی اور مونگے = عکرمہ فرماتے ہیں آسمان کے پانی کے ہر قطرے سے چارہ گھاس وغیرہ پیدا ہوتا ہے یا سمندر میں لولو اور موتی پیدا ہوتے ہیں۔یعنی زمین میں گیہوں اور سمندر میں موتی۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آسمان کا جو قطرہ سمندر کی سیپ کے منہ میں سیدھا جاتا ہے وہ لولو بن جاتا ہے اور جب صدف میں نہیں جاتا تو اس سے عنبر پیدا ہوتا ہے۔بارش برستے وقت سیپ اپنا منہ کھول لیتی ہے۔

مونگے کے جزیروں کے کا نظریہ چارلس ڈارون
نے اپنے بحرالکاہل کے سفر کے دوران 1831 سے 1836 کے دوران پیش کیا۔لیکن قرآن پاک میں اسکا ذکر چودہ سو سال پہلے اسوقت کیا گیا جب صحرائے عرب

میں لوگ سمندروں کے بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتے تھے لیکن خدا کے پیغمبر نے اسکا ذکر فرمانہ صرف اپنے پیغمبر ہونے کا ثبوت پیش کیا بلکہ قرآن پاک کے برحق اور آفاقی کتاب ہونے کی نشانی بھی فراہم کر دی۔

مونگے کی چٹانیں دنیا کے تمام سمندروں میں پائی جاتی ہیں لیکن ان کی بڑی چٹانیں بحر ہند اور بحر الکاہل کے گرم پانیوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ چٹانیں بحیرہ کیریبین، خلیج میکسیکو کے شمالی اور جنوبی فلوریڈا میں بھی پائی جاتی ہیں۔ کچھ مونگے انیس ہزار فٹ (19,000 فٹ) کی گہرائی میں بھی ملتے ہیں مگر چٹانوں کی تخلیق میں حصہ لینے والے مونگے تین سو فٹ (300 فٹ) سے بھی کم گہرائی میں ہوتے ہیں۔

Polyps دراصل وہ جاندار ہے جو مونگے کے خول میں پرورش پاتا ہے۔ یہ خول کیلشیم کاربونیٹ کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ خول اور اس میں موجود Polyps زندہ مونگا کہلاتا ہے۔

مشہور مونگے کی چٹانیں

موتی اور مونگے کی دنیا کی مشہور چٹانیں آسٹریلیا میں (Great Barrier reef) کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ یہ چٹانیں 1250 میل (2010 کلومیٹر کے رقبے پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ چٹانیں آسٹریلیا کے شمال مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ Torres Strait اور کوئیز لینڈ (Queens Land) کے درمیان خط جدی سے نیچے تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ چٹانیں چاند سے بھی صاف نظر آتی ہیں۔ دن کے وقت سمندر کے نیچے یہ چٹانیں کئی رنگوں سے مزئین نظر آتی ہیں اور رات کے وقت جب ان کو ٹارچ کی مدد سے دیکھا جائے تو یہاں بہت ہی خوب صورت نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

مونگے کی چٹانیں کرہ ارض پر سب سے بڑی حیاتیاتی تعمیر ہیں۔ سمندر

میں موجود چوڑی پتی اور لمبی چٹان جن پر زندہ یا مردہ مونگے یا اربوں یک خلوی سمندری جاندار موجود ہوں ساحلی مرجان یا مونگے کی چٹان Coral Reef کہلاتے ہیں۔ دنیا میں مونگے کی چٹانیں چار سو ملین سال قدیم ہیں اور یہ اب پہاڑی سلسلوں میں بدل چکی ہیں۔ ٹیکساس (امریکی ریاست) میں Guadelupe پہاڑی سلسلہ اسکی ایک اہم مثال ہے۔ مونگے کی چٹانوں کے بڑھنے کی رفتار چند ملی میٹر سالانہ ہوتی ہے لیکن اس کا زیادہ تر انحصار حالات کے ساز گار ہونے پر ہے۔ بعض اوقات یہ بڑھتے بڑھتے سمندر کی سطح پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ سمندر کی سطح پر ظاہر ہو جانے والے جزیرے کو مرجان کا جزیرہ کہتے ہیں۔ دنیا بھر میں مونگے کی چٹانوں کا رقبہ تقریباً دو لاکھ چوراسی ہزار تین سو مربع کلومیٹر ہے جو برطانیہ اور آئرلینڈ کے رقبے کے برابر ہے۔

مونگے کی چٹانوں کی جنت ۔ 21 ڈگری سینٹی گریڈ (70 ڈگری فارن ہائیٹ) مونگے کی چٹان کی نشو نما کے لیے بہت مناسب درجہ حرارت ہے اس لیئے بحر الکاہل کے جزیرے

1۔ Bora Bora ۔ 2۔ تا مانیو اور 3۔ Pahia کو مونگے کی چٹانوں کی جنت کہتے ہیں۔

مونگے کی چٹانوں کی ساخت اور اقسام

مونگے کی چٹانوں کو تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس وقت دنیا میں ڈیڑھ سو سے زیادہ اقسام پائی جاتی ہیں۔

1۔ جنگلہ نما مونگے کی چٹانیں (Barrier type)

2۔ جھالر نما مونگے کی چٹانیں (Fringing type)

3۔ جزیرہ نما مونگے کی چٹانیں (Atol type)

مونگے کے جزیرہ ساخت جسامت اور رنگوں کے لحاظ سے مختلف

ہوتے ہیں۔ مونگے کی زیادہ تر اقسام کی رنگت سمندر سے نکالتے وقت یا مرنے کی صورت میں ماند پڑ جاتی ہے۔ جبکہ جاپان کے ساحلوں پر ملنے والے لال مونگے کی رنگت کبھی خراب نہیں ہوتی اس لیئے صدیوں سے جاپانی لال مونگوں کو زیورات کے طور پر استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔

مونگوں کی چٹانوں پر لوگ آباد ھیں

دنیا کی کچھ آبادی مونگے کی چٹانوں سے بنے جزائر پر بھی آباد ہے ان بحر ہند میں مالدیپ کے جزیرہ ILHURU ISLAND قابل ذکر ہے۔

مونگے کی چٹانوں کے طبعی فوائد.

مونگے کی چٹانوں پر پائے جانے والے خرد بینی جانداروں سے سرطان کے امراض، دل کے امراض، السر، خون کے امراض، اور ایڈز کی مشہور دوا (Azidothmidino) تیار کی جاتی ہیں۔

اسی طرح مونگے کی چٹانیں چھوٹے سمندری جانداروں کی زندگی کی بقا کے لیئے بہت اہم ہیں کیونکہ یہاں یہ چھوٹے جاندار اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں پناہ لیتے ہیں۔

مونگے کی چٹانوں کو لاحق خطرات

آسٹریلیا، امریکہ، جنوب مشرقی ایشیا میں ان چٹانوں کو انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے خطرات لاحق ہیں۔ ان سرگرمیوں میں سیاحت، ماہی گیری، غوطہ خوری، تیراکی، پیسوں کا جمع کرنا، رہائشی عمارات کی تعمیر میں مونگوں کا استعمال، تیل اور کیمیاوی آلودگی شامل ہیں۔ ان سرگرمیوں سے نہ صرف مونگے کی چٹانیں بلکہ بحری ماحول، بحری حیات اور نباتات سب متاثر ہو رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک تقریباً چھ ہزار سے زائد مونگے کی چٹانیں ناپید ہو چکی ہیں۔

جنوبی بحر الکاہل میں بکنی (Bikini) نامی مونگے کی چٹان دنیا بھر میں امریکی ایٹمی

دھماکوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ جہاں اس چٹان کے قریب جولائی 1946 میں پہلا زیر سمندر ایٹمی دھماکہ امریکہ نے کیا اور پھر 1954 سے 1956 کے دوران یہاں ہائیڈروجن بم کے دھماکے کیے گئے۔ اسی طرح 1978 میں یہاں پھر دھماکے کیئے۔ جسکی وجہ سے یہاں تابکاری کی سطح بلند ہو گئی اور یہاں سے آبادی ہجرت کر گئی۔

سمندروں اور دریائوں میں رزق کے خزانے / باعث روز گار اور اسکی رحمت

ترجمہ = اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کیئے اور ہر طرح کے میوے کی دو دو قسمیں بنائیں۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لیئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

(الرعد۔13۔آیت نمبر3-پارہ نمبر13)

ترجمہ = کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں دریا میں چلتی ہیں تاکہ وہ تم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے (اور) شکر کرنے والے کے لیئے نشانیاں ہیں۔

(لقمان۔31۔آیت نمبر31-پارہ نمبر21)

ترجمہ = اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں۔ (الرحمٰن۔55۔ آیت نمبر24-پارہ نمبر27)

ترجمہ = اور دریاؤں میں چلنے والی پہاڑوں جیسی کشتیاں اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ (الشوریٰ۔42۔آیت نمبر32-پارہ نمبر25)

ترجمہ = اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے اور جہاز سمندروں کی سطح پر کھڑے رہ جائیں۔ تمام صبر اور شکر کرنے والوں کے لیئے ان (باتوں) میں قدرت اللہ کے نمونے ہیں۔ (الشوریٰ۔42۔آیت نمبر33-پارہ نمبر25)

ترجمہ = اور اسی نے زمین پر پہاڑ بنا کر رکھ دیئے کہ تم کو لے کر کہیں جھک نہ

ہوتے ہیں۔ مونگے کی زیادہ تر اقسام کی رنگت سمندر سے نکالتے وقت یا مرنے کی صورت میں ماند پڑ جاتی ہے۔ جبکہ جاپان کے ساحلوں پر ملنے والے لال مونگے کی رنگت کبھی خراب نہیں ہوتی اس لیئے صدیوں سے جاپانی لال مونگوں کو زیورات کے طور پر استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔

مونگوں کی چٹانوں پر لوگ آباد ھیں

دنیا کی کچھ آبادی مونگے کی چٹانوں سے بنے جزائر پر بھی آباد ہے ان بحر ہند میں مالدیپ کے جزیرہ ILHURU ISLAND قابل ذکر ہے۔

مونگے کی چٹانوں کے طبعی فوائد۔

مونگے کی چٹانوں پر پائے جانے والے خرد بینی جانداروں سے سرطان کے امراض، دل کے امراض، السر، خون کے امراض، اور ایڈز کی مشہور دوا (Azidothmidino) تیار کی جاتی ہیں۔

اسی طرح مونگے کی چٹانیں چھوٹے سمندری جانداروں کی زندگی کی بقا کے لیئے بہت اہم ہیں کیونکہ یہاں یہ چھوٹے جاندار اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں پناہ لیتے ہیں۔

مونگے کی چٹانوں کو لاحق خطرات

آسٹریلیا، امریکہ، جنوب مشرقی ایشیا میں ان چٹانوں کو انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے خطرات لاحق ہیں۔ ان سرگرمیوں میں سیاحت، ماہی گیری، غوطہ خوری، تیراکی، پیسوں کا جمع کرنا، رہائشی عمارات کی تعمیر میں مونگوں کا استعمال، تیل اور کیمیاوی آلودگی شامل ہیں۔ ان سرگرمیوں سے نہ صرف مونگے کی چٹانیں بلکہ بحری ماحول، بحری حیات اور نباتات سب متاثر ہو رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک تقریباً چھ ہزار سے زائد مونگے کی چٹانیں ناپید ہو چکی ہیں۔

جنوبی بحرالکاہل میں بکنی (Bikini) نامی مونگے کی چٹان دنیا بھر میں امریکی ایٹمی

دھماکوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ جہاں اس چٹان کے قریب جولائی 1946 میں پہلا زیر سمندر ایٹمی دھماکہ امریکہ نے کیا اور پھر 1954 سے 1956 کے دوران یہاں ہائیڈروجن بم کے دھماکے کیے گئے۔ اسی طرح 1978 میں یہاں پھر دھماکے کیئے۔ جسکی وجہ سے یہاں تابکاری کی سطح بلند ہوگئی اور یہاں سے آبادی ہجرت کر گئی۔

سمندروں اور دریائوں میں رزق کے خزانے/ باعث روز گار اور اسکی رحمت

ترجمہ = اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کیئے اور ہر طرح کے میوے کی دو دو قسمیں بنائیں۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لیئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

(الرعد۔13۔آیت نمبر3-پارہ نمبر13)

ترجمہ = کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں دریا میں چلتی ہیں تا کہ وہ تم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے (اور) شکر کرنے والے کے لیئے نشانیاں ہیں۔

(لقمان۔31۔آیت نمبر31-پارہ نمبر21)

ترجمہ = اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں۔ (الرحمٰن۔55۔ آیت نمبر24-پارہ نمبر27)

ترجمہ = اور دریاؤں میں چلنے والی پہاڑوں جیسی کشتیاں اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ (الشوری۔42۔آیت نمبر32-پارہ نمبر25)

ترجمہ = اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے اور جہاز سمندروں کی سطح پر کھڑے رہ جائیں۔ تمام صبر اور شکر کرنے والوں کے لیئے ان (باتوں) میں قدرت اللہ کے نمونے ہیں۔ (الشوری۔42۔آیت نمبر33-پارہ نمبر25)

ترجمہ = اور اسی نے زمین پر پہاڑ بنا کر رکھ دیئے کہ تم کو لے کر کہیں جھک نہ

جائے۔اور نہریں اور راستے بنا دیئے تا کہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جاسکو۔ (النحل۔16۔آیت نمبر 15۔پارہ نمبر 14)

ترجمہ = تمھارا پروردگار وہ ہے جو تمھارے لیئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تا کہ تم اسکے فضل سے (روزی) تلاش کرو۔بیشک وہ تم پر مہربان ہے۔

(بنی اسرائیل۔17۔آیت نمبر 66 -پارہ نمبر 15)

ان آیات میں اللہ تعالی سمندروں میں اپنی بے پناہ نشانیوں کا ذکر فرما رہا ہے۔ان نشانیوں میں چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے۔

1 ۔دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتے ہوئے انسان اللہ کی نشانیوں کو دیکھے اور شکر بجالائے کہ اس نے سمندر میں بھی انسان کے لیئے کیا کیا خزانے چھپا رکھے ہیں۔

2۔سمندر انسان کے روزگار کا ایک وسیلہ ہیں (تجارت۔سیر وسیاحت)

3۔سمندروں میں خوراک (مچھلی) تلاش کرے

4۔سمندروں میں معدنیات تلاش کرے

5۔سمندری نباتات اور حیوانات سے ادویات بنائے اور دیگر فائدے حاصل کرے۔

6۔سمندروں میں اپنے ماضی کو تلاش کرے اور اس سے سبق حاصل کرے اور مختلف ادوار میں ہونے والی تبدیلیوں کی نشانیوں کو اکھٹا کرے اور آنے والی تبدیلیوں پر نظر رکھے۔

7۔سمندروں میں چلنے والی ہواؤں، بحری رووں، مدوجزر میں چھپے رازوں کو سمجھے اور ان سے مختلف فائدے حاصل کرے۔

8۔سمندروں میں سفر کرتے ہوئے نئی دنیا کو تلاش کرے۔

سمندروں کی تاریکی اور اندرونی لهریں

ترجمہ = یا (انکے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چلی آتی ہو اور اسکے اوپر اور لہر (آرہی ہو) اور اسکے اوپر بادل ہوں غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں ایک پر ایک (چھایا ہوا) آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی کچھ نہ دیکھ سکے اور جس کو اللہ روشنی نہ دے اسکو (کہیں بھی) روشنی نہیں مل سکتی۔

(سورہ نور (24)۔آیت نمبر 40 پارہ نمبر 18)

یہاں سمندر کی عمیق گہرائیوں اور وہاں کی کیفیت (یعنی وہاں بہت اندھیرا ہے) کے بارے میں انسان کو اس وقت بتا دیا گیا جب انسان اس سے بالکل ناواقف تھا۔

آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے انسان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ سمندر کی کچھ موجیں سطحی ہوتی ہیں اور کچھ ان کے نیچے ہوتی ہیں۔ان لہروں کے بارے میں انسان کو واقفیت 20 ویں صدی میں ہوئی جبکہ اس سے پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ پانی سورج کی شعاؤں کو convex lenses کی طرح منعطف کر دیتا ہوگا اور پانی کی نچلی تہہ میں تیز روشنیاں ہوتی ہوں گی۔اس بات کا علم انسان کو اس وقت ہوا جب انسان نے علم بحریات (oceanography) پر عبور حاصل کیا اور سمندروں کے اندر جا پہنچا تو وہاں اس کو گہرے اندھیروں سے واسطہ پڑا۔

یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ سمندروں کی گہرائی میں ایک ایسی مچھلی (Acan Thurus triostegus) ملتی ہے جس کے سرخ جسم پر فلوریت کے گول نشان ہوتے ہیں جن سے خوبصورت روشنی نکلتی ہے اور اپنے ارد گرد کے ماحول کو چمکا دیتی ہے۔اسی طرح سمندر کی انتہائی گہرائیوں میں تقریباً تیس مختلف رنگوں کی روشنی دینے والی بے شمار مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔

جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے معلوم ہوا ہے کہ سمندر کی سطح سے سورج کی روشنی کا 3 سے 30 فیصد واپس منعکس ہو جاتا ہے اس کے بعد روشنی کے

رنگ

طیف یعنی (Light Spectrum) کے تقریباً تمام رنگ سوائے نیلے رنگ کے پہلے دوسو میٹر کے فاصلے تک یکے بعد دیگرے جزب ہو جاتے ہیں اور ایک ہزار میٹر نیچے کسی قسم کی روشنی بھی نہیں جا سکتی۔ جبکہ سمندر کی عمیق گہرائیوں کے اندھیروں کی حقیقت 1400 سو سال پہلے قرآن پاک میں واضع طور پر بیان کر دی گئی۔ جسے سائنس اب تلاش کر رہی ہے۔

باب نمبر 14 لوھا (IRON)

ترجمہ = اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت و بڑائی ہے اور لوگوں کے لیئے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔

(سورہ حدید۔ سورہ نمبر 57۔ آیت نمبر 25۔ پارہ نمبر 27)

جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق کہ آجکل جتنا بھی لوہا روئے زمین پر ملتا ہے وہ تمام خلاؤں میں موجود دیگر سیاروں میں بنا اور پھر اربوں سال تک وہ زمین کی تخلیق میں ایک اہم جزو کے طور پر استعمال ہوا جبکہ نظام شمسی کے بنیادی سیارے سورج میں اتنی توانائی نہیں ہے کہ اس میں لوہا بن سکے۔ لوہا ان ستاروں میں بنا جن کی کیمیت سورج کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ تھی اور ان کے اندرونی مرکزی حصوں یعنی (Inner Core) کا درجہ حرارت کروڑوں ڈگری تک تھا۔ جب ایسے ہی کسی سیارے (جسکی کیمیت اور درجہ حرارت دونوں سورج سے زیادہ ہوں) میں لوہے کی مقدار ایک خاص حد سے بڑھ جاتی ہے تو وہ ستارہ بھی زیادہ دیر تک اس لوہے کی اضافی مقدار کو برداشت نہیں کر سکتا اور بالا آخر ایک دھماکے یا (Supernova) کی شکل میں پھٹ جاتا ہے اسکا تمام مواد خلاؤں میں بکھر جاتا ہے اور پھر وہ کسی اور ستارے کے دائرہ کشش میں داخل ہو کر اس ستارے کا حصہ بن جاتا ہے۔

لوہا بھی اسی طرح ہماری زمین کا حصہ بنا جسکو قرآن پاک آج سے چودہ سو سال پہلے ہمیں بتا دیا اور سائنس نے اس کے بارے میں ہمیں اب بتایا ہے۔

ایک اور دلچسپ حقیقت کچھ اس طرح سے بھی ہے کہ لوہے کے بارے میں ذکر ہمیں قرآن پاک کی سورت الحدید (آیت نمبر 25) میں ملتا ہے اور عربی میں لفظ الحدید کی عدی کی قیمت 57 ہے جو لوہے کا ایٹمی وزن

(Atomic Weight) بھی ہے۔اسی طرح حدید کی عددی قیمت 26 ہے اور لوہے کا ایٹمی نمبر (Atomic Number) بھی 26 ہی ہے۔

لوہے کا ذکر قرآن پاک میں آنا اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔اور اجکل ہم اگر اپنی زندگی کے اردگرد نگاہ ڈالیں تو ہمیں سب سے زیادہ لوہے کا استعمال نظر آتا ہے ۔زندگی کو رواں دواں رکھنے میں، میدان جنگ میں غرض ہر جگہ لوہے کے بغیر ترقی ناممکن نظر آتی ہے۔وہ ممالک اور قومیں جہاں لوہے کے بے پناہ ذخائر ہیں اور وہ لوہے کی اہمیت کو جانتی ہیں آج ان کا شمار نہ صرف دنیا کی ترقی یافتہ قوموں ہوتا ہے بلکہ وہ دنیا پر حکمرانی کر رہی ہیں۔

اگر لوہا نہ ہوتا تو زمین کا زبردست مقناطیسی میدان بھی نہ ہوتا جو خلاؤں سے آنے والی تباہ کن شعاعوں کو خلاف ہماری حفاظت کر سکتا ۔ اسی طرح اس مقناطیسی میدان کی وجہ سے ہم مقناطیسی شمال بھی معلوم کرتے ہیں اور دوران سفر اپنی سمتوں کا تعین بھی کرتے ہیں۔شمالی امریکہ میں ہم نے یہ بھی دیکھا کہ وہاں پر پائی جانے والی بھوری چمگادڑیں ارضی مقناطیسی میدان کی مدد سے اپنا راستہ تلاش کرتی ہیں۔

باب نمبر 15 شہاب ثاقب (آسمانوں کو شیطانوں کی پہنچ سے محفوظ کرنے کا ذریعہ)

(Meteor-Meteorite-Shooting star)

ترجمہ۔"ہم نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لیئے اسے زینت والا کیا۔اور ہر شیطان مردود سے اسے محفوظ کر دیا۔ہاں جو کوئی سننے کو چرانا چاہے اسکے پیچھے کھلا شعلہ لگتا ہے"۔

(الحجر۔سورہ نمبر 15۔آیت نمبر 18۔17۔پارہ نمبر 14-13)

ترجمہ۔"وہ (آسمانی باتوں کے) سننے (کے مقامات) سے الگ کر دیئے گئے ہیں۔"

(الشعراء۔سورہ نمبر 26۔آیت نمبر 212۔پارہ نمبر 19)

They are too withdrawn to even hear it.

ترجمہ۔بے شک ہم ہی نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا اور ہر شیطان سرکش سے اسکی حفاظت کی۔کہ اوپر کی مجلس کی طرف کان نہ لگا سکیں اور ہر طرف سے (ان پر انگارے) پھینکے جاتے ہیں۔

(الصفت۔سورہ نمبر 37۔آیت نمبر 8۔7۔6۔پارہ نمبر 23)

We have adorned the lowest heaven with an ornament,the planets plus a safeguard against every stubborn devil. So they cannot listen to the supreme council for they are hurled torth from every side.

ترجمہ۔"(یعنی وہاں سے) نکال دینے کو اور ان کے لیئے عذاب دائمی ہے۔ہاں جو کوئی (فرشتوں کی کسی بات کو) چوری سے جھپٹ لینا چاہتا ہے تو جلتا ہوا انگارہ اس کے پیچھے لگتا ہے۔

(الصفت ۔سورہ نمبر 37۔آیت نمبر 10-9۔پارہ نمبر 23)

They are outcast and there is a perpetual tormont.Except him who tries to eavesdrop and there pursues him a blazing meteor.

ترجمہ۔اور ہم نے قریب کے آسمانوں کو (تاروں کے) چراغوں سے زینت دی۔ اوران کو شیطان کے مارنے کا آلہ بنایا اوران کے لیے دہکتی آگ کا عذاب تیار ہے۔

(الملک۔سورہ نمبر 67۔آیت نمبر 5۔پارہ نمبر 29)

And We have beautified the nearest sky with the lamps and we have made them missiles for the devils, and for them We have prepared the torment of flame.

قرآن پاک میں شہاب کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے دو معنی ہیں ایک لغوی اور دوسرا اصطلاحی ۔ پہلے یعنی لغوی لحاظ سے شہاب کا مطلب ہے ''چمکنے والی آگ'' ۔اسی طرح شہاب کے ساتھ سورہ الحجر میں شہاب مبین کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جبکہ شہاب مبین کے لغوی معنی ہیں ''شعلہ روشن'' اور بعض مقامات پر لفظ شہاب ثاقب استعمال ہوا ہے (یعنی شہاب کو مبین اور ثاقب کی صفت سے موصوف کیا گیا ہے) جسکے معنی ہیں چھیدنے والا یعنی ایسی تیز آگ جو ہر چیز میں سے سوراخ کر کے گذر جاتی ہے۔دوسرے یعنی اصطلاح میں شہاب اس روشنی کو کہتے ہیں جو شام کو یا رات کو فضا میں ایک لمبی لکیر کی طرح نمودار ہوتی ہے اور کچھ دیر کے بعد اچانک غائب ہو جاتی ہے۔

مولانا مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں شہاب ثاقب ضروری نہیں کہ وہ ٹوٹنے والا تارہ ہی ہو ممکن ہے کہ یہ اور کسی قسم کی شعاعیں ہوں جیسا کہ کا سمک

شعاعیں cosmic Rays یا پھر اس سے بھی شدید اور کوئی شعاعیں اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہی ٹوٹا ہوا سیارے کا ٹکڑا ہو جسے ہم روزانہ رات کو دیکھتے ہیں۔یوں ہم دیکھتے ہیں کہ اس بارے میں علماء اور حکماء کے اقوال مختلف ہیں لیکن یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ زمین کے قریبی آسمان کو ستاروں سے سجایا گیا اور جہاں اور بہت سے معلوم (اور بعض نامعلوم) فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شیاطین کو مارنے اور روکنے کا کام بھی انہی ستاروں سے لیا جاتا ہو۔

سورہ حجر میں شہاب مبین کے ذکر سے پہلے لفظ ''برج'' کا ذکر ہوا ہے تفسیر عثمانی میں علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ برجوں سے مراد بڑے بڑے سیارے ہیں۔جبکہ بعض نے منازل شمس وقمر کا ارادہ کیا ہے۔جبکہ بعض کی رائے یہ ہے کہ برج وہ آسمانی قلعے ہیں جن میں فرشتوں کی جماعتیں پہرہ دیتی ہیں۔ عطیہ کہتے ہیں وہ جگہیں جہاں چوکی پہرے ہیں اور جہاں سے سرکش شیطانوں پر مار پڑتی ہے۔جب وہ فرشتوں کی گفتگو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔یوں جو بات سننے کی کوشش میں آگے بڑھتا ہے تو ایک شعلہ اسے جلانے کے لیے لپکتا ہے۔کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ بات سن کر نیچے والے کے کان میں ڈال دے اس سے پہلے ہی اس جلا دیا جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ اسے اور وہ اپنے سے نیچے والے کو حتیٰ کہ وہ بات زمین تک پہنچادی جاے۔ اور جادوگر یا کاہن کے کان اس سے آشنا ہو جائیں تو پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں پھیلا دیتا ہے

آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور زبردست روشنی ہوگئی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ جاہلیت میں تمھارا خیال ان ستاروں کے ٹوٹنے کی نسبت کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس موقع پر سمجھتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا مرا ہے۔زہریؒ سے سوال ہوا کہ کیا جاہلیت کے زمانے میں بھی ستارے جھڑتے تھے؟ [illegible] بہت کم۔

آپ ﷺ کی بعثت کے زمانے سے ان میں بہت زیادتی ہو گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا سنو انہیں کسی کی موت یا پیدائش سے کوئی واسطہ نہیں۔ پھر فرمایا بات یہ ہے کہ جب ہمارا رب تبارک تعالیٰ کسی امر کا آسمانوں میں فیصلہ کرتا ہے تو حاملان عرش اسکی تسبیح بیان کرتے ہیں پھر ساتویں آسمان والے پھر چھٹے آسمان والے یہاں تک کہ یہ تسبیح آسمان دنیا تک پہنچتی ہے۔ پھر عرش کے آس پاس کے فرشتے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ وہ انہیں بتاتے ہیں پھر ہر نیچے والا اوپر والے سے دریافت کرتا ہے اور وہ اسے بتاتا ہے یہاں تک کہ آسمان اول والوں کو خبر پہنچتی ہے۔ کبھی اچک لے جانے والے جنات اسے سن لیتے ہیں تو ان پر یہ ستارے جھڑتے ہیں تاہم جو بات اللہ تعالیٰ کو پہنچانی منظور ہوتی ہے اسے وہ لے اڑتے ہیں اور اس کے ساتھ بہت کچھ جھوٹ اور باطل ملا کر لوگوں میں شہرت دیتے ہیں۔ ایک حدیث کے راوی حضرت صفوان بھی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

سائینس کے مطابق شہاب ثاقب روشنی کی وہ لائن ہوتی ہے جو تھوڑے سے وقت میں ہمیں رات کے وقت آسمان پر چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس کو سائینس (Meteor or shooting star or Falling star) کہتی ہے۔ ان کے بارے میں عام طور پر یہ خیال ہے کہ جب دوسرے سیاروں سے ٹوٹے ہوئے چٹانی ٹکڑے کرہ ہوائی کی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو زمین کی کشش کی وجہ سے ان کی رفتار تیز ہو جاتی ہے یوں یہ کرہ ہوائی سے رگڑ کی وجہ سے جلنے لگتے ہیں۔ جب تک یہ جلتے رہتے ہیں ہمیں نظر آتے ہیں اس کے بعد ان کی روشنی ختم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ چٹانی ٹکڑے اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ فضا میں جلتے بھی رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود زمین پر بھی آ کر گرتے ہیں۔ ان ان جلے ٹکڑوں کو Meteorities کہتے ہیں۔

اہل یونان کے ہیبت دان شہاب ثاقب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب زمین سے خشک بخارات اٹھتے ہیں اور جب وہ کرہ ناری کے قریب پہنچتے ہیں تو جل اٹھتے ہیں انہی جلنے والے بخارات کو شہاب ثاقب کہتے ہیں لیکن قرآن پاک نے اس غلطی کو دور کر دیا ہے۔

اٹھارویں صدی میں پیرس کی سائنس اکیڈمی نے شہاب ثاقب کا وجود ماننے سے انکار کر دیا اور ان تمام شہاب ثاقب کے نمونوں کو بھی ماننے سے انکار کر دیا اور ان کو فرضی کہا جو مختلف عجائب گھروں میں جمع تھے۔ لیکن جب 1803 میں پیرس کے نزدیک تقریباً تین ہزار شہاب ثاقب گرے تو وہ بھی اس حقیقت کو نہ جھٹلا سکے۔

اپنی کم علمی کے باعث وہ ''حجر اسود'' کو بھی شہاب ثاقب سمجھتے تھے۔ لیکن پھر انہیں یہ اعتراف کرنا پڑا کہ یہ یہاں کا پتھر نہیں ہے۔ (ضیا القران)

ہم زمین پر گرنے والے ان شہاب ثاقب کو تین گروپوں میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ جنکے نمونے عجائب گھروں میں موجود ہیں۔ ان میں سب سے بڑا شہابی پتھر جو جنوب مغربی افریقہ میں گرا اور اسکا وزن 600 میٹرک ٹن تھا۔ وہ کہ یہ ہیں

ا۔ فلزاتی شہاب Siderites یا iron Meteorities

2۔ حجری شہاب Aerolites یا Stony

3۔ Siderolities

یہ شہابی پتھروں میں لوہے کے علاوہ کانسی اور تانبے کے اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ فلزاتی اجزا کرہ ہوائی میں زیادہ درجہ حرارت کی وجہ سے تحلیل ہو جاتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق 200 ملین شہاب ثاقب ایسے ہوتے ہیں جو روزانہ کرہ ہوائی میں داخل ہوتے ہیں اور ہمیں جلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جبکہ نہ نظر آ ـ

والے شہابیوں کی تعداد ان کے علاوہ ہے

جب سب سے پہلے ہمیں شہاب ثاقب ہمیں نظر آتے ہیں اسوقت انکا زمین سے فاصلہ تقریباً 65 میل یا105 کلومیٹر ہوتا ہے جبکہ یہ زمین سے 30 سے 50 میل یا48 سے 80 کلومیٹر تقریباً کی بلندی پر پہنچنے سے پہلے پہلے جل جاتے ہیں اور انکی رفتار 26 میل یا42 کلومیٹر فی سیکنڈ ہوتی ہے۔(جبکہ زمین کی حرکت کی رفتار 18 میل یا29 کلومیٹر فی سیکنڈ ہوتی ہے) جب یہ کرہ ہوائی میں داخل ہوتے ہیں تو پھر انکی رفتار زمین کی رفتار کے ساتھ مل کر 44 میل یا 71 کلومیٹر فی سیکنڈ ہو جاتی ہے۔

13 نومبر 1833 کو زمین پر شہابیوں کی شدید بارش ہوئی

یہ بارش شمالی امریکہ کے مشرقی علاقے میں ہوئی۔ جہاں صرف ایک مقام پر آدھی رات سے صبح تک دو لاکھ شہابی پتھر گرے۔اس بارش کو Leonid meteor shower کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد 1966 میں ایسی ہی بارش دوبارہ ہوئی۔ تاریخی ریکارڈ کے مطابق اِن Leonid shower کی بارش 902 اے ڈی میں بھی ہوئی۔ایک اندازے کے مطابق دُوربین سے دکھائی دینے والے شہاب ثاقب جو خلا سے زمین کی طرف آتے ہیں انکی اوسطاً تعداد دس کھرب روزانہ ہے۔جن میں سے دو کروڑ زمین کی حدود میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے بیشتر کرہ ہوائی میں ہی جل جاتے ہیں اور ان میں بمشکل ایک زمین تک پہنچ پاتا ہے یوں اتنی بڑی تعداد شیاطین کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔اگر زمین کی ان بالائی سرحدوں کو (جنکو قرآن پاک نے ''بروج'' یعنی محفوظ قلعے کہا ہے) حصاروں سے محفوظ نہ کیا گیا ہوتا تو پھر یہ ٹوٹے ہوئے تارے زمین پر بارش کی صورت میں گرتے اور کتنا نقصان پہنچاتے؟

باب نمبر 16- ہر چیز کے خزانے اللہ کے پاس ہیں اور تمام چیزیں اللہ نے انسان کے لیئے بنائی ہیں۔

☆ ترجمہ = اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم ان کو بمقدار مناسب اتارتے رہتے ہیں۔

(سورہ الحجر۔سورہ نمبر 15۔آیت نمبر 21۔پارہ نمبر 14-13)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کی ضرورت کے ہر قسم کے خزانے میرے پاس ہیں اور ان کو ضرورت کے مطابق زمین پر اتارا جاتا ہے۔اور کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی جاتی۔

☆ ترجمہ = کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمھارے کام میں لگا رکھا ہے۔اور تمہیں اپنی ظاہری باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

(سورہ لقمان۔سورہ نمبر 31۔پارہ 21)

☆ ترجمہ = اسی نے رات دن اور سورج چاند کو تمھارے کام میں لگا رکھا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم کے ماتحت ہیں یقیناً اس میں عقلمند لوگوں کے لیئے کئی ایک نشانیاں موجود ہیں۔(سورہ نحل۔سورہ نمبر 16۔پارہ نمبر 14)

سورہ لقمان اور سورہ نحل میں ایک اور نہایت اہم بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس کائنات میں جو بھی چیز ہے وہ انسان کے لیئے بنائی گئی ہے اور وہ انسان کے لیئے ہی کام کر رہی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بعض کا انسان کو علم ہے اور بعض کا ابھی تک معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ وہ کیسے انسان کے لیئے کام کر رہے ہیں؟

ایک جانب سورج انسان کو روشنی مہیا کر رہا ہے لیکن اسکی بھی سو فیصد روشنی زمین تک نہیں پہنچ سکتی کیونکہ زمین اور سورج کے درمیان نہ نظر آنے والی رکاوٹیں (کرہ ہوائی کی مختلف تہیں) ایسی بھی ہیں جو اس سورج کی روشنی کو چھان لیتی ہی ہیں اور نقصان دہ شعاعوں کو واپس خلاؤں میں بھیج دیتی ہیں اور انسان کو نقصان دہ شعاعوں کے

اثرات سے بچادیتی ہیں۔اور انسان کو بقدر ضرورت یعنی سورج کی کل روشنی کا صرف 57% ہی مل پاتا ہے۔جتنا انسان کی زندگی کے لیئے ضروری ہے۔

انسان اپنی زندگی میں خوراک کے طور پر اور دیگر کاموں کے لیئے کئی چیزیں استعمال کرتا ہے اور بچ جانے والی چیزوں کو انسان پھینک دیتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان بچی کچھی چیزوں کو کئی جانور اور پرندے وغیرہ سے لے کر مکھیاں اور نہ نظر آنے والے جراثیم کھانے آجاتے ہیں یوں ایک جانب وہ بچی کچھی چیزیں ان کی خوراک بن جاتی ہیں اور دوسری جانب انسان کا ماحول آلودہ ہونے سے بچ جاتا ہے۔یوں بڑے سے بڑے جانور سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے جراثیموں کی تخلیق کر کے اللہ تعالیٰ نے انسان کے کام میں لگا دیا ہے۔

ہواؤں کو لے لیں ان سے انسان کو بے پناہ فوائد ملتے ہیں جن سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے مثلاً

☆ ہوائیں درجہ حرات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

☆ ہوائیں اللہ کے حکم سے بادلوں کو اٹھاتی ہیں اور وہاں لے جاتی ہیں جہاں انہیں برسنا ہوتا ہے۔اور ان سے انسان فیضاب ہوتا ہے۔

☆ ہوائیں سمندر میں بحری روؤں کو چلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں جس سے مزید کئی فوائد انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔

☆ ان ہواؤں سے سمندروں میں جہاز چلتے ہیں اور انسانی تجارت کا بیشتر کاروبار سمندروں کے ذریعے ہوتا ہے۔

☆ زمین میں چھپے معدنی خزانے انسان کی زندگی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ان میں لوہا سب سے اہم ہے (جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسے ہم نے آسمانوں سے اترا ہے) آج انسان نے جتنی بھی ترقی کی ہے وہ سب کی سب لوہے کی مرہوں منت ہے۔

☆ زمین کا مقناطیسی میدان انسانی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے خاص کر سمتیں معلوم کرنے کے حوالے سے۔کہ انسان اس مقناطیسی میدان کی مدد سے ہواؤں میں اڑ رہا ہے۔زمین پر انجانی جگہوں میں اسی کی مدد سے پہنچ جاتا ہے۔صرف انسان ہی نہیں بلکہ شمالی امریکہ میں پائی جانے والی چمگادڑیں ارضی مقناطیسی میدان کی مدد سے ہی اپنا راستہ تلاش کرتی ہیں۔

☆ پہاڑوں نے زمین کا توازن برقرار رکھا ہوا ہے۔اور اسکے علاوہ بے پناہ فوائد۔

☆ دریا اور سمندروں سے ہمیں جہاں اور بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔یہ نہ صرف انسانی خوراک کی ضروریات پوری کر رہے ہیں بلکہ انمیس (سمندر میں) معدنیات حاصل ہو رہی ہیں۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آبی چکر (Water Cycle) بھی انہی کی وجہ سے چل رہے ہیں۔

☆ کرہ ہوائی جس نے زمین کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہےجس کو ہم دیکھ نہیں سکتے مگر محسوس کر سکتے ہیں۔اس کی نہ نظر آنے والی سات تہیں انسانی زندگی کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔غرض ذرہ ذرہ اپنی اپنی جگہ اپنا کام کر رہا ہے یہ اور بات ہے کہ کچھ کو ہم جان گئے ہیں اور بے پناہ راز اب بھی دعوت فکر و عمل دے رہے ہیں۔

کتابیات

1۔ تفسیر ابن کثیر، علامہ حافظ ابوا لفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی

2۔ تاریخ ابن کثیر، علامہ حافظ ابوا لفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی

3۔ تفسیر عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانی

4۔ تفہیم القران، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

5۔ ضیاالقران، پیر محمد کرم شاہ الازہری

6۔ تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی

7۔ تفسیر سراج منیر، حافظ سید غلام حسین مصطفےٰ رضا

8۔ درس قرآن، درس قرآن بورڈ

9۔ تفسیر منہاج القران (سورہ فاتحہ)، ڈاکٹر محمد طاہر القادری

10۔ قرآن اور جدید سائنس، ڈاکٹر ذکر نائیک، 2006

11۔ معجزات قرآنی، ہارون یحییٰ

12۔ قرآن سائنس اور تہذیب وتمدن، ڈاکٹر حقانی میاں قادری

13۔ کائنات اور اس کا انجام، پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم، جولائی 1996

14۔ قرآن کے سائنسی انکشافات، محمد انور بن اختر

15۔ طبعی جغرافیہ، ساجد مشتاق، 1997

16۔ Contemporary Physical Geography, John Gabriel Navarra

17۔ منشور قرآن، عبدالحکیم ملک

18۔ مسلمان جغرافیہ دان،